سلسلۂ مطبوعات الہ آباد لٹریری و کلچرل ایسوسی ایشن، الہ آباد

ادارۂ انیس اردو

الہ آباد

قیمت، دو روپے

اسرار کریمی پریس الہ آباد

یوحنا

دور حاضر میں نشر و اشاعت کی دشواریوں میں جس قدر اضافہ ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن نامناسب حالات کے باوجود "ادارہ انیس اردو" الہ آباد نے آنے والی نسلوں کے ادبی اور علمی شعور کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے بھروسے کے ساتھ تالیف و تصنیف اور اعلیٰ معیاری اور تعمیری ادب کی نشر و اشاعت کی اہم ذمہ داری اپنے سر لی ہے اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ ہماری کوششیں کامیاب ہوں گی۔

ہمیں یقین ہے کہ جس حسن نیت سے اس ادارہ نے اس سلسلہ کا آغاز کیا ہے اُسی وسعت قلب سے ہماری ہمت افزائی بھی کی جائے گی۔

سکریٹری

نشر و اشاعت

ادارہ انیس اردو

الہ آباد

کلیم عرفی

اماں!

ایک اور کوشش ناتمام آپ کی یاد
میں آپ کے نام

کلیم ------

چنگیز خاں

○

ہنگامِ درد دل

○

الہ آباد

۲- دسمبر ۵۶

باسمہٖ سبحانہٗ

موسیقی مدھم سروں میں جاری ہے۔ آہستہ آہستہ وجدانی

اور دیوانی لہریں اُبھرتی ہیں اور کائنات

کے سُکون و ثبات رنگ و نور سے

ٹکرا کر ڈوب جاتی

ہیں

آج سے صدیوں پہلے

جب ترکستان کے
پُرعظمت اور پُرجلال
فلک بوس میناروں پہ تاتاری
بادشاہوں کا پُرعظمت و پُرجلال
سُرخ و سیاہ پرچم لہرا رہا تھا، سنگ
خارا اور سنگ سیاہ کے پہاڑوں کے
دامن میں مخروط نما چوٹی پر واقع نقش و
نگار اور سنگین محرابوں والی عمارت میں طلائی
کارچوب اور چوب جمیر کے طاق و محراب تلے
طلائی دیوار کا سہارا لیئے پارینہ اور شکستہ اوراق
اور پُرعظمت داستانوں کا خان اعظم آگ و خون پر تسلط کرتا اساطیری ننگ و نور
اور نور و زنگ کے غباروں میں گم چہرے پر سکون و اطمینان کی تمازت اور
جہاں دیدہ آنکھوں میں تاثر انگیز جاہ و جلال لیئے زندگی اور زندگی کے
فتوحات پر نازاں و کامراں مسرور و مغرور اپنے جواں سال بیٹے تولی خان
کے فرزند جلیل ہلاکو خاں کے جشن فتوحات کے لئے محراب و طاق میں
ان گنت چراغوں کو جلا کر ضیافتوں کا اہتمام کر رہا تھا اور قصر رنگیں کے نیچے گہرے کھنڈروں میں غروب
روز کی ہلکی ہلکی سبک اور نرم تاریکی جاگ رہی تھی اور دور و دراز تاریکیوں میں دور دور تک کوہستانی
چوٹیوں اور کوہستانی درختوں کے گہرے سبز پتوں اور دوسری زمینوں کے بوسیدہ ایوانوں کے کھنڈروں
اور آگ و خون کے گرم زوال زدہ پتھروں پر مظلوم روحوں کا رقص آخر ہو چکا تھا۔

طلوع

چنگیز خاں۔ خان اعظم ترکستان کا بادشاہ آدھی سے زیادہ دنیا کا واحد مالک اور حکمراں اپنے جواں سال دوست کی کامرانیوں پر مسرور و مغرور ہے۔

(سکوت)

ازبک خاں!

ازبک خاں۔ مہابت پناہ خان اعظم، غلام قدموں پر حاضر ہے اور غلام لطف و کرم کا محتاج ہے۔

چنگیز خاں۔ آج تمہارا خان اعظم بیحد مسرور و مغرور ہے وہ آ رہا ہے جو خان اعظم اور اسکی سلطنت کی غیر محدود وسعتوں اور غیر محدود اقتدار کی ناقابل تسخیر بلندیوں کی محافظت کر سکتا ہے۔

ازبک خاں۔ ہاں مہابت پناہ ہاں۔ خان اعظم آسمانوں کے مقدس دیوتا حامی و مددگار ہوں۔ لافانی دیوتاؤں کی لازوال برکتوں سے نوازا ہوا جواں سال عظیم و جلیل فاتح ہلاکو خاں شہر پناہ تک پہنچ چکا ہے۔

چنگیز خاں۔ پہنچ چکا ہے۔ عظیم و جلیل فاتح، میرا بیٹا ہلاکو بادشاہوں کا بادشاہ۔

(سکوت)

ازبک خاں خاں اعظم بادشاہوں کا بادشاہ جس کے خزانے لاتعداد جس کے ذرائع لامحدود ہیں۔

ازبک خاں۔ ہاں مہابت پناہ ہاں۔ آسمانوں کے مقدس دیوتا حامی و مددگار رہیں۔

چنگیز خاں۔ مقدس اور لازوال دیوتاؤں کا بیٹا خان اعظم اپنی آنکھوں میں رحم و کرم کا شفیق مہربان چراغ جلا کر اپنے دوست کے استقبال کا منتظر ہے۔ جو یقین، تنظیم اور عمل کے ان گنت چراغوں کو جلا کر شجاعت کی انتہائی بلندیوں پر پہونچ

چکا ہے اور ترکستان کا بادشاہ آدھی سے زیادہ دنیا کا واحد مالک اور حکمراں اپنی آنکھوں میں شفیق اور مہربان چراغ جلا کر استقبال کا منتظر ہے۔

(سکوت)

کہاں ہیں میرے دوست، میرے ساتھی میرے پرچم کے رفیق اور مددگار میرا جواں سال دوست کامراں و شادماں آ رہا ہے جو میری عظمتوں کا خوف انگیز پرچم اجنبی زمینوں پر لہرا چکا ہے۔

(سکوت)

ازبک خاں میرا پرچم، دولت و عزت، حسن و طاقت، بیجان جسموں اور خاک و سیاہ راستوں اور خاک و خوں کے طوفانوں کا ایک سرخ و سیاہ نشان ہے اور تاتاریوں کے عظمت و جلال، جرأت و ہمت، فہم و فراست کا ترجمان بھی ہے۔

ازبک خاں۔ خان اعظم کی جلالت اور مہابت کا پرچم، سرخ و سیاہ، زندہ و پائندہ تمام خان اور بیگ فاتح حاضر خدمت ہو چکے ہیں۔

چنگیز خاں۔ معلوم ہے ہمیں معلوم ہے، ہمارے خاک قدم کو ماتھوں پر سجانے کے لئے ہمارے جانباز بہادر ہمارے قدموں کے منتظر ہیں۔

(سکوت)

ازبک خاں! میرے جانباز سپاہی تمہارا اور تمہارے باپ کا مقدس خان اعظم چاہتا ہے آج جشن عظیم میں اپنی حشمت و عظمت، بسالت اور مہابت اور مجابت کا تاج اپنے جواں سال دوست کے ماتھے پر سجا کر دنیا جہاں کے تمام بادشاہوں اور گمنام دیوتاؤں کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔

ازبک خاں۔ خان اعظم کو اہرام ریگزار کا ابدی جلال نصیب ہے۔ خان اعظم کی جرأت و شجاعت آج بھی حقارت آمیز نظروں سے دنیا جہاں کو دیکھ سکتی ہے۔

چنگیز خاں۔ ازبک خاں! میرے اچھے دوست تم سچ کہتے ہو۔ دیوتاؤں کی قسم یہ سچ ہے، بالکل سچ ہے۔

آواز۔ تیر اندازی کی تسکین کے لئے جنگی قیدیوں کی قطاروں کی ترتیب ہو چکی ہے۔

چنگیز خاں۔ سُن لیا۔

ازبک خاں۔ مہابت پناہ نے سُن لیا۔

آواز۔ پرچم کی سلامتی اور پائندگی کے لئے دیوتاؤں کے قربان گاہوں پر اہتمام جشن ہو چکا ہے۔

چنگیز خاں۔ (آہستہ سے) سُن لیا۔

ازبک خاں۔ مہابت پناہ نے سُن لیا۔

چنگیز خاں۔ ازبک خاں سرداروں کے سردار خان اعظم نے محسوس کیا تمھاری آواز میں ارتعاش کیوں ہے تمھارا اور تمھاری قوم کا خان اعظم اور خان اعظم تمھارے باپ اور داداؤں کا آدھی سے زیادہ دنیا کا فاتح ترکستان کا بطل عظیم چنگیز خاں تمھاری آواز میں خوف و ہراس گوارا نہیں کر سکتا۔

(سکوت)

ازبک خاں تم ہماری پناہ میں ہو اور ہماری پناہ میں خوف، ہراس کیا معنی۔

ازبک خاں۔ عالی جاہ!

چنگیز خاں۔ ہماری بہادری اور عظمت کا اعتراف کرو خوف و ہراس جاتا رہیگا اور اعتراف کرو ہمارے اعتماد کا جو ہماری عقابی نگاہوں کی شہادت ہے اور اعتراف کرو ہمارے خوف انگیز پرچم کا جس کی سلامتی اور پائیندگی کے ہم ذمہ دار ہیں اور سلامت پرچم کے تلے خوف ہراس کیا معنی اور اعتراف کرو۔ ہمارے ماحول کی وسعت اور بلندی کا ہمارے لطف و کرم اور ہمارے قہر و غضب کا۔

ازبک خاں۔ نور بصیرت مہابت پناہ سرکار عالم غیر فانی دیوتاؤں کی رحمتوں کا خان اعظم پر نزول ہو، مقدس روحیں حامی و مددگار رہوں۔ غلام اعلیٰ حضرت کی بسالت و مہابت، شجاعت و جرأت اور فہم و فراست کا اعتراف کرنے والا اور اعلیٰ حضرت سے ڈرنے والا ہے۔

چنگیز خاں۔ ازبک خاں میرے اچھے دوست! اس وقت جب میرے بیٹے کی شجاعت اور ہمت سے دیوتاؤں پر خوف و ہراس طاری ہے زندگی کو حرارت اور حرکت دینے والے دیوتاؤں کی عظمتوں کا اندازہ کرو اور میری عظمتوں کا میرے مضبوط اور پر اعتماد بازوؤں میں ہیبت و جبروت والے ازلی اور ابدی دیوتاؤں کی تباہ کن قوت ہے اور میری سیاہ پر سکون آنکھوں میں اس سمندر کی وسعت گم ہے جس پر کالی رات چھا گئی ہو۔ تباہ کن دیوتاؤں کی لازوال برکتوں کا آگ اور خون والا خان اعظم دنیا جہاں کو غارت کر سکتا ہے اور تعمیر کر سکتا ہے دنیا جہاں کی محفلوں اور بربطوں کو۔

آواز۔ ازلی برکتوں کا مقدس خان اعظم ابدی ہو۔ مقدس دیوتاؤں کے قدموں کا چراغ خان اعظم کے نام سے روشن ہو چکا ہے۔

(سکوت ایک گہرا چیختا اور چلاتا ہوا سکوت)

چنگیز خاں۔ ابدی اور ازلی برکتوں کا مقدس خان اعظم اسوقت دیوتاؤں کی مرضی سے ہست و زیست کی سرحدوں کو لمحوں کی زد میں عبور کر چکا ہے ازلی برکتوں کا مقدس خان اعظم دیکھ رہا ہے۔ گرم خوف انگیز خوں سرد اور مضبوط بازو بے حرکت ہیں۔ بھاری بھاری گرم پتھروں کے اندر دنیا جہاں کو تاریک کرنے والا خان اعظم خود تاریک ہو چکا ہے۔ اس کے پرچم پر منحوس پرندہ بیٹھ چکا اور نیستی و فراموشی کی تاریکی میں پرچم تاریک اور خان اعظم سرد ہو چکا ہے۔

حیرت ہے میرے دوست زمین پر رینگنے والے حقیر و ذلیل کیڑوں نے جشن منا رکھا ہے میرے خوف انگیز خوں اور میرے پوشیدہ عظمت و جلال والے جسم کی ضیافتوں کا جشن۔

ازبک خاں۔ اعلیٰ حضرت غلام مہابت پناہ کی باتوں سے خوف زدہ ہے۔

چنگیز خاں۔ نہیں نہیں جب تک خان اعظم حرکت کر سکتا خوف دہراس کیا۔

آواز۔ خان اعظم زندہ باد، پرچم تاتار زندہ و پائندہ باد، بادشاہوں کا بادشاہ ترکستان زندہ باد۔

(شور بڑھتا جارہا ہے، سکوت کی دیواریں مسمار ہوتی جارہی ہیں)

ازبک خاں۔ وہ آگیا پرچم تار زندہ باد۔

چنگیز خاں۔ زندہ باد پرچم تاتار، زندہ باد خان اعظم زندہ باد ہلاکو خاں۔

آواز۔ پرچم تاتار زندہ و پائندہ۔ خان اعظم ازلی و ابدی شہرت و عزت اہرام ریگزار

چنگیز خاں۔ استقبال کرو ہلاکو خاں کا زریں استقبال۔ آگ اور خون کے تباہ کن پرچموں کو اس کے قدموں پر نگوں کردو۔۔۔ کہاں ہیں حرم کی وہ کنیزیں کہاں ہیں سدا بہار پھولوں کی سی نکہت اور چاند جیسے چہروں والی کنواریاں زربفت اور کمخواب کے باریک لبادوں سے طلوع ہونے والے بلوریں آفتابی جسم ساز و بربط، نور و نغمہ اور خوش آیند نغموں کے حدت خیز جسم کہاں ہیں۔ زندگی کے تمام ہنگاموں کے ساتھ آفتاب صبح کے ساتھ طلوع ہوکر زر اور آب زر پھینکتے ہوئے ہلاکو خاں کا استقبال کرو۔ یہ حکم ہے میرا خان اعظم چنگیز خاں کا۔

(شور و غل بڑھتا جاتا ہے)

ہلاکو خاں۔ حاضر ہے، خان اعظم ہلاکو خاں اپنے ساتھ دولت و عزت حسن و طاقت

طاقت کے تمام خزانوں کے ساتھ حاضر ہے۔

چنگیز خاں۔ ہلاکو!

ہلاکو خاں۔ خان اعظم ہلاکو تیرے لئے بیشمار دولت اور بیشمار حسن لایا ہے۔

چنگیز خاں۔ میری آنکھوں کے نور، مقدس روحیں حامی و مددگار ہوں۔ میرے پرچم کے تمام مددگار اور ساتھی تیرا استقبال کرتے اور تیرے آگے سب سرنگوں ہیں۔

(تمام ازبک سردار بیگ اور خان تعظیماً جھک جاتے ہیں)

دیوتاؤں اور آسمانی بلاؤں کے حمد کے گیت گا اور میری عظمتوں کا اعتراف کر۔ میرے بچے تیرا باپ لافانی دیوتاؤں کی لازوال برکتوں کا زندہ ثبوت ہے۔ باقوت اور باجبروت خان اعظم آج بیحد مسرور و مغرور ہے۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ! ہلاکو تیرا ادنیٰ غلام ہے تیرا دوست اور مددگار ہے اور تجھ سے ڈرنے والا تجھ سے مانگنے اور پانے والا ہے۔

چنگیز خاں۔ بیشک میرے بچے میرے خزانے لاتعداد اور میرے ذرائع لامحدود ہیں آؤ ہم ان لافانی مقدس تباہ کن روحوں سے برکت اور رحمت کی دعا مانگیں اور اپنے بازوؤں میں تباہ کن قوت۔

(سکوت)

اے ازلی اور ابدی دیوتاؤں کے دیوتا میرے بچے کے بازو ہمیشہ مضبوط رہیں، اس کا دل وسوسوں اور پست الجھنوں سے پاک رہے جو خوف اور ڈر کے موہوم خیالوں کو جنم دیتا ہے۔

(سکوت)

ہلاکو میرے سعادتمند اور بلند اطوار ہلاکو آج تیرے باپ کا باپ بہت خوش ہے ہے اور وہ چاہتا ہے آج تجھے اپنی بے پناہ مسرتوں میں شریک کرے۔

ہلاکو خاں۔ ہلاکو خان اعظم کی بلند اور غنی مسرتوں میں شریک ہے اور ہلاکو شریک
ہے خان اعظم کے بلند اور غنی ارادوں میں۔

چنگیز خاں۔ پھر بھی میرے بچے مانگ آج تجھے جو کچھ بھی چاہیئے اپنے باپ سے مانگ لے۔

(سکوت)

شور و غل توپ و تفنگ والا ہلاکو خاموش کیوں ہے۔

(سکوت)

میری وسیع اور بسیط سلطنت کے غیر محدود ذرائع میرے جلیل القدر سردار
تیری ہر مانگ پورا کرنے کے ضامن ہیں۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ! شہنشاہوں کے شہنشاہ سرداروں کے سردار اعلیٰ و برتر
برگزیدہ اور پاکیزہ خان اعظم تیرا بیٹا تجھ سے صرف ایک کنیز مانگتا ہے صرف
ایک کنیز۔

چنگیز خاں۔ ہلاکو، بول اسکا نام وہ کنیز تیری ہے۔

ہلاکو خاں۔ گلبدناں

چنگیز خاں۔ گلبدناں (آواز ڈوب جاتی ہے)

ہلاکو خاں۔ ہاں آقاؤں کے آقا۔ مہابت پناہ، ہلاکو اپنی زندگی کی بازی لگا چکا ہے۔

چنگیز خاں۔ ہلاکو (آواز ڈوب جاتی ہے)

ہلاکو خاں۔ رحم مہابت پناہ رحم۔

چنگیز خاں۔ ہلاکو!

ہلاکو خاں۔ ہلاکو تیرا بچہ ہے۔

چنگیز خاں۔ ہلاکو!

ہلاکو خاں۔ ہلاکو تیرا جانباز سپاہی ہے تیری عظمتوں کو پھیلانے اور تیری بلندیوں اور

سرفرازیوں کو گانے والا ہے۔
چنگیز خاں (دھیمی آواز میں) ہلاکو!
ہلاکو خاں۔ ساری عمر ہلاکو ساری عمر تیری غلامی میں گزار دے گا۔
چنگیز خاں۔ (چیختے ہوئے) ہلاکو!
ہلاکو خاں۔ رحم۔
چنگیز خاں۔ تو میرا بچہ ہے مجھ سے ڈرنے والا۔
ہلاکو خاں۔ ہاں مہابت پناہ! اگر اس کے پاس سو جانیں بھی ہوتیں تو انھیں تجھ پر قربان کر دیتا۔
چنگیز خاں۔ میری طرف دیکھ ہلاکو میری طرف دیکھ۔
ہلاکو خاں۔ نہیں نہیں مہابت پناہ نہیں۔ تیری آنکھوں میں دنیا کو زیر و زبر کرنے والا جنون بھرا ہے اور تیرا بیٹا تیری آنکھوں سے ڈرنے والا ہے۔
(سکوت۔ گہرا سکوت)
چنگیز خاں۔ یہ خاموشی کیسی۔ جشن گاہ میں خاموشی۔ چراغوں میں اندھیرا۔ محراب و طاق پر ویرانی۔
ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ رقص و ضیافت سے پہلے ہلاکو کو گلبدناں بخشدی جائے۔
چنگیز خاں۔ ہلاکو!
ہلاکو خاں۔ رحم۔ قہر و غضب کے دیوتا رحم۔
چنگیز خاں۔ تو میرا بچہ ہے۔ چل میرے ساتھ چل میں تجھے وہ کنیز دیتا ہوں جو میرے حرم میں صرف میرے لئے سنگار کرتی رہی ہے۔
ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!
چنگیز خاں۔ ہاں ہاں چل میں تجھے وہ کنیز دیتا ہوں اس سے پہلے کہ میرے قدم

ڈگمگا جائیں اور میرے دل کی دھڑکن مدھم پڑ جائے اور میرے رگ و پا کی حرارت سرد ہو جائے اس کنیز کو لیکر دور دراز زمینوں کو بھاگ جا۔ کہیں ایسا نہ ہو خان اعظم کا قہر و غضب جاگ جائے اور جاگا ہوا قہر و غضب ایک خوفناک بلندیوں اور پستیوں پر چھا جانے والا تاریک اور تباہ کن طوفان ہے۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں۔ آج میرے بچے آج، کل سے کم ہے اور کل آج سے اور کم ہوگا۔

ہلاکو خاں۔ بابا۔

چنگیز خاں۔ بابا نہیں خان اعظم کہو میرے بچے خان اعظم۔ گلبدناں کو بوڑھا بابا نہیں جوان ہمت خان اعظم بخش رہا ہے۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں۔ خان اعظم کی زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا ہے اور جانے کب بجھ جائے میری زندگی کی اب کچھ ہی راتیں باقی ہونگی۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں۔ آج کی پر اسرار خاموشی اور تاریکی میں خان اعظم تجھے سب کچھ دے رہا ہے کون جانے آج کی رات اور کل کی رات آنے والے دنوں کی رات اور آنے والوں راتوں کی پر اسرار خاموشیوں میں کوئی زیادہ خاموش اور کوئی زیادہ پُر الم ہوگا۔

(سکوت)

اے کائنات کے تغیّر پذیر ذرّو تمھیں قلب ماہیت کی قسم بتاؤ کون زیادہ خاموش اور کون زیادہ پُر الم ہے۔

(سکوت)

دیوتاؤں کے مددگار میری مدد کر (سکوت)

اُف کہاں دیوتاؤں کی پر سکوں بارگاہ کا جلال اور کہاں عشوہ طراز گلبدناں کے
عشرت کدہ کا پر اثر جمال، میرے دوست میرے حامی و مددگار۔ دیوتاؤں سے
مانگ وہ ہمیں چپ رہنے کی برکتوں اور زیادہ بولنے کی قباحتوں سے آگاہ کر دیں۔

ہلاکو خاں ۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں ۔ خاموش ۔ ہر طرف ایک سکوت اور خاموشی ویران اور مہیب ہیکلوں کے
پرانے منتروں کی آوازوں میں کس قدر ہراس اور خوف ہے۔

ہلاکو خاں ۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں ۔ جنم جنم غم و فکر سے آزاد کرنے والوں کی آواز میں کس قدر غم و الم ہے گناہ
وظلمت کی صدیوں پرانی آواز اور آواز بازگشت میں کس قدر الم و غم ہے۔

ہلاکو خاں ۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں ۔ میرے دوست! میری رگوں میں آج کثیف و غلیظ خون بہہ رہا ہے کس قدر
خشک اور بیجان ہے۔ خان اعظم کا جسم کس قدر بھیانک اور مہیب ہے چہرہ
بے نور اور زرد آنکھیں بے نور اور تاریک معلوم ہوتا ہے۔ خون کی ایک بوند
بھی حرارت و زندگی کے لئے باقی نہیں۔ میرے بچے! معلوم ہوتا ہے دیوتاؤں
نے تمام خیر و برکت کے دروازوں کو بلند کر دیا۔

ہلاکو خاں ۔ عالی جاہ!

چنگیز خاں ۔ خاموش

ہلاکو خاں ۔ مہابت پناہ ہلاکو خوف زدہ ہو رہا ہے۔

چنگیز خاں ۔ میرے بچے دائمی خوشی و مسرت کی کوئی اُمید نہیں۔ دل عشرت زدہ
آرزوؤں اور اُمیدوں سے زخمی ہو چکا ہے۔ زندگی کیا ہے؟ ابدی سکون کے
راستوں میں اندھیرا اور صرف اندھیرا ہے اور اندھیرا سکون نہیں ہو سکتا۔

(اور دونوں گلبدناں کی خوابگاہ کے پاس پہونچکر رُکتے ہیں)

چنگیز خاں ۔ گلبدناں خوشبوؤں سے لپٹی ہوئی نازک کلی اُٹھ خوابوں کے جزیروں میں قوس وقزح کے رنگ محلوں محلوں والی گلبدناں اُٹھ ۔ ترکستان کا بادشاہ آدھی دنیا کا واحد مالک اور حکمراں خان اعظم عظمت وشوکت وجبروت والا خان اعظم آج غم کے بوجھ سے دب چکا ہے ۔ اُٹھ گلبدناں اُٹھ اُسوقت جب چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے ۔ محراب وطاق میں روشن تمام چراغ نور نہیں تاریکی بکھیر رہے ہیں ۔ میری محبوبہ اس پراسرار بھیانک بوجھل تاریکی میں بیدار ہوجا اور دیکھ غم کے غم انگیز بادل میرے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور ان کے پیچھے رات کی خنک اور تاریک ہوا درختوں کے لرزتے ہوئے پتوں میں چھپ کر غم حیات کا پراسرار گیت بکھیر رہی ہے ۔

گلبدناں ۔ خان اعظم ! گلبدناں ابھی کچھ دیر پہلے سوچ رہی تھی آج کی رات بہت خنک اور بہت تاریک ہے ۔

چنگیز خاں ۔ ہاں ، بہت تاریک ۔ قہقہوں کی جھنکار پر تاریکی کا ظلم خوف انگیز ہے ۔

گلبدناں ۔ اجازت ہو تو جسم کی تمام حرارت پیدا کرکے خان اعظم کی بارگاہ پُر جلال میں کنوارے ارادوں کے ساتھ رقص حیات پیش کردوں ۔

چنگیز خاں ۔ نہیں گلبدناں نہیں ۔

گلبدناں ۔ بات کیا ہے مہابت پناہ ۔ آج تو جشن کا دن ہے پھر بھی خان اعظم کی پشت پر پھولوں کے بیچ جاگتا ہوا مقدس اژدھے کا نشان غمزدہ کیوں ہے ۔

(آواز غم والم میں ڈوب جاتی ہے)

[گلبدناں حقارت آمیز نظروں سے ہلاکو خاں کو دیکھتی ہے]

چنگیز خاں ۔ دیوتاؤں کے حضور میں رقص کرنے والی کنواری رقاصہ دیوتاؤں سے

مانگ وہ ہمیں چپ رہنے کی برکتوں سے آگاہ کردیں۔ اسوقت جب رات اندھیری ہے۔ نہ چاند کی نرم و سبک چاندنی اور نہ ستاروں کی چمک و دمک ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک مہیب و سیاہ بادلوں کا دھندلکا چھایا ہوا ہے اور ایوانوں کے تمام چراغ تاریک ہوتے جا رہے ہیں۔ دیوتاؤں سے مانگ دیوتاؤں کے حضور میں رقص کرنے والی کنواری رقاصہ وہ ہمیں چپ رہنے کی برکتوں سے آگاہ کردیں اس سے پہلے ایک رقاصہ اور ایک فاتح اعظم کا دل ویران ہوجائے دیوتاؤں سے سب کچھ مانگ لے دیوتاؤں کے حضور میں رقص کرنے والی کنواری رقاصہ۔

گلبدناں۔ مہابت پناہ! خان اعظم سے گلبدناں سب کچھ پا چکی ہے اب اُسے دیوتاؤں کے حضور میں رقص کرنے کی ضرورت نہیں۔

چنگیز خاں۔ گل بدناں!

(آواز ڈوب جاتی ہے)

گلبدناں۔ ہاں خان اعظم اب دیوتاؤں کی پُر اضطراب آنکھیں گل بدناں کی ننگی پیٹھ کبھی نہیں دیکھ سکتیں۔

چنگیز خاں۔ دیکھ گلبدناں میرے ساتھ میرا جلیل القدر باقوت اور باجبروت بیٹا آیا ہے۔

گلبدناں۔ ہاں ہاں معلوم ہے خان اعظم کا جلیل القدر باقوت اور باجبروت بیٹا اس سے پہلے میری بارگاہ سے ناامید و ناکام واپس ہو چکا ہے۔

ہلاکو خاں۔ یاد ہے مغرور رقاصہ۔

گلبدناں۔ ہاں یاد ہے خان اعظم کے باقوت بیٹے روس عظیم کے عظیم فاتح یاد ہے وہ رات جب میں نے تیرا گرم خون ٹھکرا دیا تھا اور آج بھی وہ حقارت میری آنکھوں میں پورے شور و تلاطم کے ساتھ جاگ رہی ہے۔

چنگیز خاں - نہیں گلبدناں نہیں - ہلاکو میرا بچّہ ہے کم عمر اور نوخیز مصیبتوں اور اذیتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور عقل غم زدہ لوگوں کا ساتھ نہیں دیا کرتی -

ہلاکو خاں - جہاں پناہ ہم دونوں قابل رحم ہیں - ہماری آنکھوں میں تاسف اور پشیمانی کا احساس ہے اور آؤ اس تاسف اور پشیمانی کو ختم کر دیں اور اس گلبدناں کو اس مغرور رقاصہ کو جس کی وجہ سے آج خان اعظم کی آواز میں درد شکست اور درد و غم ہے -

چنگیز خاں - ہلاکو!

ہلاکو خاں - اس رقاصہ کا وجود درد شکست اور غم، اور درد شکست اور غم کو ختم کر ڈالنا ہی اچھا ہے -

چنگیز خاں - ہلاکو یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے، کیا تو ایسا کر سکتا ہے -

ہلاکو خاں - ہاں خان اعظم ہلاکو نے اس خوبی کو اپنے اجداد سے ورثے میں پایا ہے

چنگیز خاں - ہلاکو، میرے بچّے -

ہلاکو خاں - کس قدر آواز میں درد شکست اور غم ہے اس خان عظیم و جلیل کی آواز میں جو ایشیا، اعظم کا عظیم فاتح ہے جو مظلوم و مغلوب، مفلوج و مفتوح قوموں کی آہ و زاری پر نخوت و غرور سے مسکراتا تھا آج اس کی آواز میں درد شکست اور غم ہے -

چنگیز خاں - ہاں میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میری محبوبہ تیری آغوش کی کی زینت ہو - آسمان کے لافانی دیوتا شاہد ہیں میرا دل اس غم عظیم کو برداشت نہیں کر سکے گا -

ہلاکو خاں - جہاں پناہ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو اچھا ہے اس گلبدناں کو ختم کر دیا جائے -

چنگیز خاں۔ میرے بچے تیری آواز میں میری آواز کی صدائے بازگشت ہے۔ سورج کی پہلی شعاعوں سے جاگی ہوئی گلبدناں آج کی رات تیری آخری رات ہے۔

(گل بدناں خان اعظم کے قریب پہونچتی ہے)

گلبدناں۔ خان اعظم

چنگیز خاں۔ نہیں نہیں اپنے سُرخ اور تشنہ ہونٹوں کو ہٹا لو اب ان پر میرا اختیار نہیں کوئی اختیار نہیں۔

گلبدناں۔ عظیم خان اپنے آنسوؤں کو پونچھ ڈال اپنی آواز میں مسرت و خوشی پیدا کر میں صرف تیری ہوں اور اگر میں تیرے لئے نہیں تو دوسرے کیلئے بھی نہیں۔

چنگیز خاں۔ میری محبوبہ

گلبدناں۔ مضبوط رگ وپا اور صحت مند جسم میں مضبوط دل رکھنے والوں کا فیصلہ اسی طرح اٹل ہوتا ہے۔

چنگیز خاں۔ میری محبوبہ

گلبدناں۔ خان اعظم کو اپنے جسم کی بے پناہ حدت و قوت سے گرم رکھنے والی گلبدناں اپنے تمام جلنسی غرور اور نخوت کے ساتھ موت کے لئے تیار ہے۔

ھلاکو خاں۔ تو آ، میرے مضبوط بازو منتظر ہیں میں تمھیں اُٹھا کر بلند برجوں سے طوفاں خیز دریا میں پھینک دوں گا اور اسکی وجلانی اور دیوانی لہروں میں تمھارا وجود گم ہو جائے گا۔

گلبدناں۔ نہیں تمھارے بازوؤں کی قوت پر اعتماد نہیں۔

چنگیز خاں۔ آؤ۔

(سب آہستہ آہستہ چلتے ہیں)

ھلاکو خاں۔ مہابت پناہ میرے پیچھے چل اور میں آگے آگے چلوں گا قسم ہے تیری کوئی بے پناہ قوت مجھے تیری پشت میں خنجر گھونپ دینے پر برابر اکسا رہی ہے۔

چنگیز خاں۔ نہیں آسمانوں کے مقدس دیوتا میرے حامی و مددگار ہیں اور حامی و مددگار دیوتاؤں کی قسم میں نے تجھے معاف کیا۔

(سکوت)

ہلاکو خاں۔ بس یہی وہ برج ہے جو سب سے بلند ہے۔ ٹکراتا ہوا طوفانی آب وجدانی شور و غل پر اضطراب تاریکی اور تاریکی، تاریکی ہی تاریکی اور نیچے برجوں کے اندھیرے ہیں۔ اے مغرور رقاصہ خنک اور خوفزدہ موجوں کا اضطراب موت کے بھیانک اور الم ناک نغموں کا رقص و سرور کس قدر گرداب انگیز ہے۔

(سکوت)

جنسی غرور اور نخوت والی رقاصہ خیرباد، دیوتاؤں کی محفلوں میں تیرا نام گرم ہے الوداع مغرور رقاصہ الوداع۔ برجوں کے نیچے خوفناک گہرائیوں کے بے پناہ شور میں آبی مخلوق اپنی ضیافتوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔

(سکوت)

میرے بازو بہت قوی اور مضبوط ہیں اور میں پھولوں کے سُبک انبار کی طرح تجھے اُٹھا کر پھینک سکتا ہوں۔

(سکوت)

الوداع رفیق حیات الوداع، انیس شام غم الوداع جلیس غم الوداع خوف ہراس کیا آؤ میں اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر پھینک دوں۔

گلبدناں۔ نہیں ہرگز نہیں میرے جسم کی لذت تجھے ہرگز نہیں مل سکتی۔

(سکوت)

الوداع

(بہت تیزی سے برجوں کے اوپر سے کود جاتی ہے اور ایک گہرا سکوت طاری ہو جاتا ہے)

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ! برجوں کے پاؤں میں موجوں کا شور طلوع ہوا اور غروب ہوگیا
۔ کائنات کا اختتام ہوا میرے بچے ایک نگاہِ بے منزل فضا کی ظلمت و
تاریکی میں بھٹک رہی ہے۔ آج تیری آمد سے خان اعظم بہت خوش تھا نغموں
کی محفلوں کا ارتعاش جذب ہونے والا تھا۔ پر میرے دوست موجوں کا بھیانک
خونی راگ سُنائی دے رہا ہے اور کائنات کو زیر و زبر کرنے والا خاں اعظم
ایک بے جان مجسمہ کی طرح ساکت صامت کھڑا ہے۔

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!

چنگیز خاں۔ خاموش میرے بچے وقت گزر رہا ہے آسماں تاریک اور اُداس
کہکشاں بوجھل اور غمزدہ ہے۔

(سکوت)

ٹھہر میرے بچے وقت گزر رہا ہے آسماں تاریک اور اُداس کہکشاں بوجھل اور
غمزدہ ہے۔

ہلاکو خاں۔ جہاں پناہ رقص کی محفلیں سج چکی ہیں۔ ضیافتوں کا پورا اہتمام ہو چکا ہے۔

چنگیز خاں۔ اب میں بوڑھا ہو گیا، بوڑھا کمزور اور ناتواں۔

ہلاکو خاں۔ آج بھی خان اعظم کے پاس اور خان اعظم کے پرچم تلے دولت ا
حکومت اور جانباز سپاہی اور انگنت خان اور ازبک سردار اور اسکا بیٹا
ہلاکو موجود ہے۔

وقت گزر رہا ہے بہت گزر چکا ہے اب میں بوڑھا ہو گیا بوڑھا کمزور ا
ناتواں اور ناتواں بوڑھا اور کمزور خان اعظم ایشیا کا عظیم فاتح۔ ترکستان
بادشاہ۔ آدھی سے زیادہ دنیا کا واحد مالک اور حکمراں رحم و کرم کے سہارے
زندگی کے دن نہیں گزار سکتا۔

(بہت تیزی سے برجوں کی طرف بھاگتا ہے)

الوداع۔ لافانی روحیں، تیری حامی و مددگار ہوں الوداع۔

ہلاکو خاں۔ نہیں نہیں مہابت پناہ! نہیں۔

چنگیز خاں۔ بھاگ جا۔ ان خونی برجوں سے بھاگ جا میرے بچے بھاگ جا لافانی روحیں تیری حامی و مددگار ہوں۔

ہلاکو خاں۔ نہیں نہیں مہابت پناہ نہیں، برج کے کنارے نہ جا جن کے پاؤں پر خونی اور پر شور لہروں کا خونی گرداب ہے۔

(بھاگتا جاتا ہے)

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ۔

آواز بازگشت:۔ مہابت پناہ!

ہلاکو۔ مہابت پناہ!

آواز بازگشت:۔ مہابت پناہ!

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ! ایشیا کا سب سے بڑا بادشاہ۔ آدھی دنیا کا واحد مالک اور حکمراں خان اعظم اگر کود پڑا تو بھی لہروں میں گردابوں کا کوئی طوفان نہ آئے گا۔ اتنے بڑے خان کے گرنے سے کوئی آواز پیدا نہ ہوگی اور وجدانی اور دیوانی لہریں اپنا خونی راگ گاتی ہوئی وقت کی دیواروں کو مسمار کرتی ہوئی آگے اور آگے بڑھ جائے گی۔

چنگیز خاں۔ لافانی روحیں تیری حامی و مددگار ہوں .....

(برج سے کود جاتا ہے)

ہلاکو خاں۔ مہابت پناہ!

آواز بازگشت:۔ مہابت پناہ!!

ہلاکو خاں :- ظہابت پناہ !!!
آواز بازگشت ظہابت پناہ !!!

(سکوت اور گہرا سکوت)

اور پھر ماہ و سال شب و روز کا آغاز ہوا اختتام ہوا۔
اور آغاز ہوا
اور خان اعظم جیسا آگ و خون والا تباہ کن ہلاکو مشرق وسطی اور دوسری محکوم و مظلوم اقوام و املاک پر اپنے باپ و دادا کے بنائے ہوئے خونی قوانین سے حکومت کرتا رہا۔
اور کرتا رہا۔
اور کرتا رہا۔

غروب

(میسمر گی کی سے متاثر ہو کر)

یوحناؔ

چراغِ شبِ آخر

○

دہلی

۱۰ ستمبر ۵۶ء

اور یوں ہوا ——— ●

بلند اور عمیق آسمانوں پر آسمانوں، آفتابوں اور ستاروں کے خالق اکبر مہر و ماہ ناہید و
بہرام کے آتش رُخ جہانوں اور کائناتوں کے ازلی اور ابدی حکمراں سے چار لرزیدہ آوازوں نے کہا۔
جہان آب و گل صدہا محوروں پر صدہا گردشوں سے غم حیات اور اختتام کائنات اور
غم کائنات کے اوّل و آخر اور آخر و اوّل کی منتظر ہے۔ رفت و بود سے اکتائے ہوئے انسانوں اور زنگ
وجود کائناتوں اور ان گنت غمزدہ افسردہ اور لرزیدہ اور خوفزدہ اور محروم اور ناکام اور گمنام اور سرد
اور سراپا دردوں پر ابدی مسرتوں کا نزول کرنا ہوگا۔

اور یہ ہوا ——— ●●

صدہا ہزار سال کی ایک برگزیدہ مقدس اور پاکیزہ آتش دیدہ، آزردہ اور غمزدہ جہاں نگر،
جہاں بخش اور جہاندار صدہا زمانوں سے اکتائی ہوئی آتش زیر پا، گریز قدم، چشمۂ حیواں سے
طہارت شدہ روح عظیم نے روح کے نہاں خانوں میں جنم کے پانچ آثاروں کو عریاں دیکھا خالق
اکبر، شرف عالم جہاں تاب، آتش سوزاں اور تابِ شررِ حیات کی قسم، مکتبِ غمِ دل کے
غمزدہ درس و تدریس سے انسانوں پر خوف و ہراس کی تاریکی جھکتی جا رہی ہے سرگشتۂ
خمار رسوم و قیود کا انسان روز ازل سے منزلِ نامعلوم کی طرف بھاگتا ہوا، نامعلوم منزلوں
کے نامعلوم غباروں سے آنکھوں کو زخمی کر چکا ہے۔ ساری زندگی، سارا وجود سراپا جسم ہو کر
سراپا کرب و اذیت نالہ و ماتم شعور و ہنگامہ ہے۔ اسکی سادگی اور پرکاری بیخودی و ہشیاری
نے خستگی اور درماندگی، تشنگی، نیستی اور فراموشی بخشی۔ تشنہ جسم اور تشنہ روح اور تشنہ منزل
آدم نقش اول، خالق اوّل، روز ازل سے ایک غبار خام ہے اور روح کا غبار شکستہ جسموں سے
پرسکون طوفان ہو کر گزرتا گیا۔

دل میں ذوقِ وصلِ یاد یار بھی باقی نہیں رہا۔ دل سوزِ نہاں مانندِ آتش خاموش غافل اور بیں، اندیشہ ناک اور خواب انگیز پر اسرار اور نامعلوم عدم کی راہوں میں گم ہوتا جا رہا ہے۔

آب، باد، خاک اور آتش کے پیکر فانی اور باقی، آب، باد، خاک اور آتش کے شب گیر، شب گرم، شب بیدار اور شب سیاہ، تیز خرام گریز قدم دستگاہ رقص کناں ذروں کو منور کرنا ہوگا اور اس کے لئے مجھے اوّل اور آخر باد خاک کے ذروں میں جانا ہوگا۔ مقدس اور برگزیدہ عظیم اور کبیرا رادوں کے ساتھ انسانوں پر طاری گمنامی اور تاریکی کے خوف و ہراس کو دور کرنا ہوگا۔ بزرگی، برتری اور سچائی کے اجمال سے خستہ قدم، شکستہ دم اور تاریک نگاہ آزردہ خاک بسر اور خاک نشیں برباد نشیمن انسانوں کو نجات دینا ہوگا، اور تمام انسانوں اور کائناتوں کو ازلی اور ابدی صلح کل اور صلح کن جام جہاں نما نور سے منور اور روشن کرنا ہوگا۔ انسان ہراساں، پریشاں، گریزاں، ہے جس کی ذات سے رونق بزم قدیم اور ماہ و پروین اور مہر عظیم کی گردشوں سے، ایک ہنگامہ اور نور ازل کے ذات و صفات میں رنگ و نور کا غبار تحیّر ہے۔ گل و شاخ و برگ و بار بہار و خزاں کی آمد و رفت سے حیات کا جاہ و جلال ثروت اور منصب، زینت و طینت جمال و کمال، غرور و نخوت، شور و غل ناپید ہوتا جا رہا ہے۔

انسانوں کو عزّت نفس سکھانا ہوگا۔

دس اور چار منازل افلاک تیز گام حیات سے زار، خوار اور بیزار ہے، زہر غم انساں کے رگ رگ میں اپنا کام تمام کر چکا افسردۂ آرزو، وحشت خیال داغوں سے پریشان بے نور چراغوں کا دھواں مائلِ لذت، دردِ دل حسرت زدہ، نو آموز فنا انسانوں کا سرمایۂ حیات ہے۔

کائنات پر ایک خوف اور ایک ہراس طاری ہے۔ بوئے گل، نالۂ دل، چراغ محفل دل کے بے ربط و ضبط بے نظام اور ہنگام زدہ شوروں سے شوریدہ پریشاں اور پراگندہ ہے۔ نہیں سکون و ثبات قرار دوام نہیں۔ شور اور ہنگامہ کی صداؤں سے ہر چیز لرزیدہ اور خوفزدہ ہے۔

دلِ دردمند زمزمہ ساز اور رنگ و آواز نے کہا

اور یہ ہوا ———— ●●●

مقدس و برتر نور و نار مخلوق نے دیکھا وہ بزرگ اور برگزیدہ انسانی روح کے
اول و آخر بار اوّل و آخر کے حکم سے آزردہ انسانوں کیلئے پیدا ہونے کو تیار ہے تاکہ
حیات گم شدہ بعد از ممات بار آفتہ کا صدیوں پرانا سلسلہ ختم ہو اور انسانِ آخر
کے تعظیم و تکریم اور استقبال کے لئے کائنات کے بوسیدہ لبادوں میں
ابدی ستاروں کا نور چمکے۔

اور یہ ہوا ———— ●●●●

مقدس اور برگزیدہ رنگِ زرد روح عظیم نے مقدسوں اور برگزیدوں سے کہا
حکم ہوا —— گمنام اور دیوتاؤں کے قیام گاہوں والے ابدی برف پوش مقدس کوہستان
کے جنوبی نشیبوں میں آباد مغربی فراز میں اس نیک صالح کار صلح کن اور صلح بخش قوم میں جنم ہوگا ——

اور یہ ہوا ———— ●●●●●

اسی روز جب فانی اور ناتواں دیوتاؤں کے شہر زرنگار مانند چراغ شب لعل یمن روشن،
خوش آب اور خوش رنگ مقدس کوہستانوں میں نیّر تاباں آبی برجوں پر غروب ہوگیا اور مقدس
و برتر کنواری تاریکی کی سیاہ اور مقدّس زلفوں پر خوابوں کا گہرا سکوت طاری تھا اور طوفانوں
اور ہنگاموں سے دور نشیب و فراز کے جہاں آب و گل میں آب مقدس اور رنگ مقدس
کی سیاہ آنکھوں اور سیاہ زلفوں اور شگفتہ جنوں کے خوفناک پتھروں میں ایک سنہری جسم
ایک آتشی روح سے ہم ساز، ہم آواز، ہم رنگ اور ہم خواب ہوا

اور یہ ہوا ———— ●●●●●●

اور یوں ہوا ——
خلاؤں میں نورِ ازل جاگا
خلاؤں میں نورِ ازل پھیلا

——

بحرِ لوط کے
مشرقی ساحلوں پر آباد قدیم شہر
پتھروں والا قلعہ بکرِدس سنگ سیاہ
کے مخروط نما چوٹی پر زمانۂ قدیم

سے آباد چلا آتا تھا اُس کے گرد چار بڑے گہرے کھڈ تھے ایک ایک کھڈ دونوں پہلوؤں پر ایک سامنے اور ایک پیچھے کے رُخ پر تھا۔ قلعہ کے نیچے ایک فصیل کے اندر بہت سے مکانات پاس پاس بنے ہوئے تھے۔ فصیل کی کیفیت یہ تھی جہاں زمین اونچی تھی وہاں دیوار نیچی تھی جہاں زمین نیچی تھی وہاں دیوار اونچی تھی۔ چٹانوں میں کٹا ہوا ایک خمدار راستہ شہر سے قلعہ کو جاتا تھا اور قلعہ کی دیواریں بہت اونچی اور بہت مضبوط تھیں اور اُن مضبوط ناقابلِ عبور اور بلند دیواروں کے اندر ایک قصر تھا عمدہ نقش و نگار کی اور سنگین محرابوں اور منقش طاقوں اور چوب جمیز کے ستون اور طلائی دیواروں والا قصر زنگیں روم عظیم کے چار صوبوں کا حاکم اعلیٰ تھا۔

اور ہماری یہ کہانی اُس حاکم اعلیٰ کی ہے جو اسوقت طلائی شہ نشیں میں بجید افسردہ اور مغموم کھڑا ہوا نظر آتا ہے۔ عید عزیز کا دوسرا دن ہے۔ اور تمام روم اور یروشلم میں پرانی قوموں نے مذہبی جنون اور سورش برپا کر رکھا ہے۔ اور اسوقت جبکہ حاکم اعلیٰ انطیقس بجید افسردہ اور غمزدہ ہو رہا ہے، قصر زنگیں کے نیچے گہرے کھڈوں میں صبح کاذب کی ہلکی سبک اور نرم روشنی پھیل رہی ہے۔ بحر لوط کے پتھریلے ساحلوں کے آس پاس کی تمام بھوری پہاڑیاں اور صحرا آہستہ آہستہ روشن ہو رہے ہیں آفتاب آہستہ آہستہ اکتایا ہوا قلعہ بکرِدس کی پشت پر طلوع ہو رہا ہے اور تمام آسمانوں پر سبک اور نرم روشنی پھیل رہی ہے۔ اور دور آباد یہودیہ کی مٹیلے رنگ کی پہاڑیوں پر سورج چڑھتا جا رہا جا رہا ہے اور انجدی کا پہاڑ بجید روشن ہو چکا ہے اور اس کا تاریک سایہ اب نظر نہیں آتا۔

(قدموں کی چاپ)

انطیفس۔ وہ کہاں ہے۔

غلام۔ وہیں وہیں جہاں تھا۔

انطیفس۔ اچھا تم اسکی بہت اچھی طرح نگرانی رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ

غلام۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

(قدموں کی چاپ)

انطیفس۔ کون ہے۔

(سکوت)

انطیفس۔ کون ہے جو اس ویرانے میں مقدس لوبان اور بخور سے معطر دھوئیں کے ستون کی طرح نکل رہی ہے۔ کون ہے جو صبح کی طرح نمودار ہے۔ ماہ کی طرح صبیح نرم اور شبک اور مہر کی طرح روشن گرم اور بھاری اور علم بردار سپاہیوں کی طرح ہیبت ناک۔

ھردیاس۔ کتاب مقدس میں شلامیوں کا داخلہ شہر پناہ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

انطیفس۔ ہوں تو میں رومیوں کی رسم کے مطابق کہونگا۔ اغلالیہ قدیم کی سب سے بڑی بیٹی حسن کی دیویوں میں سب سے زیادہ نوجوان اور شاداب اور سب سے زیادہ خوش نصیب اور شگفتہ ہردیاس کا ہم استقبال کرتے ہیں۔ صنوبر کے ارغوانی رنگ میں رنگی ہوئی پیشواز، موتیوں اور شبنم کے قطروں سے بنا ہوا باریک لباس مشرقی حسن کو اور بھی بھاری بھرکم بنا دیتا ہے۔

ھردیاس۔ آج حضور کی نظروں میں پھر وہی التفات کیوں۔

انطیفس ۔ میں تو یہ کہوں گا زہرہ نے قبرص کو چھوڑ دیا اور آپ یروشلم میں روشنی پھیلا رہی ہے۔ اور اسی لئے طلاعون کے بیٹے کے ہونٹوں پر تبسم اور صرف تبسم ہے۔

ھردیاس ۔ میں اس میں صاف اپنے محترم حاکم کی بے مثل حکمت اور دانش کا اندازہ پاتی ہوں اور اُس کی تعظیم کرتی ہوں۔

انطیفس ۔ ایشول کے اناروں کے باغ اور سورق کے تاکستان کرمل کے لہراتے ہوئے کھیت انطونیہ کا برج بحر لوط کے پتھریلے ساحل کفر نجوم اور ناصرہ کی تمام مخلوق تمھارے حسن اور جوانی کا نغمہ الاپ رہی ہے اور اس وقت دریائے اردن کی لہروں میں جو اضطراب ہے اور خشک ریگستان میں جو ہواؤں کا پیچ وخم ہے اُس میں بھی تمھارے حسن اور تمھاری سیاہ آنکھوں کا اضطراب ملتا ہے

دیکھو سامنے بحر لوط دور تک پھیلا ہے اُس کی سطح زمرد کے فرش کی طرح روشن ہے۔

ھردیاس ۔ میں تو سمجھی تھی حاکم رابع اُس شیخ کی بیٹی کے لئے مغموم وافسردہ ہے۔

انطیفس ۔ نہیں نہیں اُس کو تو میں نے طلاق دے دیا اور تم سے شادی کرنے کے بعد اُس کی یاد کیا معنی، یہ ہو سکتا ہے تمھیں کسی وقت میرے بھائی فلپ کی یاد آتی ہو۔

ھردیاس ۔ فلپ اُس کا نام بھی نہ لو نہ وہ کوئی جلیل القدر منصب رکھتا تھا اور نہ اسکے اختیارات تمھاری طرح وسیع تھے۔ خیر چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج صبح صبح اس بیقراری سے کس کا انتظار ہو رہا ہے۔

انطیفس ۔ شاید تمھیں معلوم نہیں حاکم شام وطیلس ابھی تک اپنے مستقر پر نہیں پہنچا اور اور مجھے رومانیوں کی طرف سے فوجی امداد اور زائد سپاہ کا انتظار ہے اور وہ انتظار اضطراب کی شکل بن چکا ہے۔ خیال ہوتا ہے اگر قیصر نے منظوری نہ دی تو

سارا معاملہ درہم برہم ہو جائے گا اور تمھیں شاید نہیں معلوم میرا منجھلا بھائی باتانیہ
کا حاکم سرکشی اور بغاوت کے خیال سے خفیہ طور سے فوجیں جمع کر رہا ہے۔

ہردویاس - اور تمھیں بھی شاید نہیں معلوم تمام یہودی رعایا تمھاری بت پرستی سے بیزار
آکر حکومت سے تنگ آچکی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ عربوں سے
مصالحت کر کے مغربی ایران کے لوگوں سے اتحاد اور دوستی پیدا کر رہے ہیں۔

انطیفس - ضرور کچھ ہونے والا ہے۔ تمام راستوں پر گہرا سناٹا اور سکوت طاری ہے۔
قہر و غضب کی آمد سے ہواؤں میں اُڑتے ہوئے عقاب افسردہ ہیں۔

ہردویاس - یہ وہم ہے۔ محافظ سپاہی چاروں طرف سے فصیلوں پر پہرہ دے رہے ہیں
اور قصر رنگیں تمام بلاؤں سے محفوظ ہے۔

(غلام آتا ہے)

غلام - اعلیٰ حضرت ضیافت کے لئے دریائے اردن کی مچھلیاں اکھٹی ہو چکی ہیں جو معزز اور
محترم مہمان کے لئے بالکل اجنبی چیز ہوگی۔ یہ وہی مچھلیاں ہیں جو بیت علیا اور
یروشلم کی ملکہ کو بہت مرغوب تھیں۔

(غلام جاتا ہے)

انطیفس - اچھا۔

ہردویاس - یہ آدمی کس قدر بھیانک ہے۔ مگر تک برہنہ جیسے کسی حمام کا مشت مال کرنے
والا اور کس قدر مضبوط ہے پر چہرہ ایسا بے حس و حرکت جیسے مصر کی
کسی ممی کا چہرہ۔

انطیفس - مانیوس ولایت جلیل کے شمالی نواح کا رہنے والا ہے اور وہاں زیادہ تر جنگل
کے قزاقوں کی بستی ہے۔

ہردویاس - اسقدر خطرناک آدمی کو رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

انطیفس - تمھاری یہ سب باتیں اسوجہ سے ہیں، مانیوس سامری ہے اور تمھاری قوم

سے سامریوں کی عداوت پرانے دقتوں سے چلی آتی ہے۔

ھردیاس۔ ہماری قوم سے نہیں سامریوں کی عداوت قدیم یہودیوں سے ہے۔ کوہ جرزیم پر جو قدیم ہیکل سامریوں کا تھا اور جسے موسیٰ نے اس نیت سے تعمیر کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کا مرکز رہے قیصر ہرقانوس نے مسمار کردیا اور یہی ہماری مسرت کے لئے کافی ہے اُس وقت سے وہ ابتک ٹوٹا پڑا ہے۔ اور یہ سامری یروشلم کے ہیکل کو دیکھتے ہیں اور پیچ و تاب کھاکر غم کی آگ میں جلتے ہیں۔

انطیفس۔ یہ تو ایک ناانصافی ہے۔ یہودیوں کے ہیکل کا سلامت رہنا سامریوں کے حق میں ایک بڑا ظلم ہے اور ایک مستقل بے انصافی جس کا کوئی تدارک نہیں۔ ایک مرتبہ مانیوس زبردستی۔ یروشلم کے ہیکل میں گھس گیا اور مردوں کی ہڈیاں مذبح پر بکھیر کر معبد کو ناپاک کیا اور اس حرکت کے بعد وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔

(سکوت)

یروشلم کا ہیکل کس قدر ناپاک چیز ہے۔ وہ وقت بھی آئے گا جب اسکی دیواریں مسمار ہوجائیں گی سب کچھ برباد ہوجائے گا، صرف دو پہاڑیوں کے بیچ خلا رہ جائے گا اور برف سے زیادہ سفید سنگ مرمر کی دیواروں کا کوئی پتہ نہ ہوگا اور چاروں طرف کی چمک دمک بجھ جائے گی اور سونے کی چادریں محلوں کی زینت ہونگی نور کا روشن منارا تاریک اور سارا ہیکل جو مافوق کرشمہ نظر آتا ہے گمنام اور تاریک ہوگا۔ تاریک اور گمنام ہوگا

(ایک آواز آتی ہے۔ دھیمی اور نرم آواز پر کائنات کی آواز وں پر قادر — تاثر انگیز پروقار —)

آواز:۔ اُس کا جلال بڑھنے کے لئے میرے جلال کا کم ہونا ضروری ہے۔

ھردیاس۔ یہ کس کی آواز ہے۔

انطیفس - کسی کی آواز نہیں تمھیں وہم ہے۔

ھردویاس - پھر تمھارا چہرہ اس آواز کے ساتھ زرد کیوں ہوگیا۔

انطیفس - پہاڑیوں کے خم میں تاریک غار اور کھڈ سر پہ نیلا اور وسیع آسمان بلندیوں پر چڑھتا ہوا سورج اور غاروں کی تاریک گھاٹی ان سب چیزوں نے مل کر طبیعت پر ایک عجیب افسردگی پیدا کر رکھی ہے کسی کسی وقت ساری دنیا اور سارے رہ گزر پرانے وقتوں کے ویران نمائش گاہ اور رنگ محلوں کے شکستہ آثار معلوم ہوتے ہیں - اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ اور ساری دنیا کسی بہت پرانے خدا کا قہر و غضب ہے۔

(سکوت)

قدرت کے دہشت ناک مناظر خداؤں کے قہر و غضب کی نشانیاں ہیں جنھیں دیکھ کر میں خوف زدہ ہوتا ہوں۔

ھردویاس - تمھیں وہم اور صرف وہم ہے ابھی کچھ دیر پہلے چہرہ خوش اور بشاش تھا نہ افسردگی اور نہ غمگینی ــــــ کس بات کا غم ہے قیصر ہمارا دوست ہے۔

انطیفس - یہ تم سے کس نے کہا کہ قیصر ہمارا دوست ہے۔

ھردویاس - ہمارا دشمن پپّا قید کر دیا ہے اس کی آنکھیں لیگولیہ کے تاج پر تھیں اور لیگولیہ کا تاج ہمارے قدموں پر ہے اُسے اپنی بساط نہیں معلوم اُس کا گذر ہماری خیرات پر تھا اور خیرات کھانے والا خود بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ اُس نادان کو یہ معلوم نہ تھا طبریہ کے قید خانے اور زنداں بند ہو کر پھر کھلنا نہیں جانتے اور اُن کی ظلمت و تاریکی میں آنکھوں کا سارا نور جل جاتا ہے۔

انطیفس - مگر تم یہ بھول رہی ہو کہ پپّا تمھارا سگا بھائی ہے۔

ہردویاس۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

الطیفس۔ شاہی خاندانوں کی یہ ہلاکت انگیز میراث ہے، سازشوں اور ہنگاموں اور کشت خون کی میراث اور پھر تمھارے خاندان میں یہ باتیں بالکل عام اور معمولی ہیں۔

ہردویاس۔ میں تمھیں کیا بتاؤں کہ اس کے لیے میں نے کیا کیا۔ کتنے آدمیوں کو خاموشی سے قتل کیا گیا کتنے لوگوں کو رشوتیں دی گئیں کتنے خطوط پکڑ کر بیچ میں کھولے گئے اور کتنے لوگوں کو میں نے احمق بنایا اور کتنے عہدہ داروں پر میری سیاہ آنکھوں کا جادو چلا۔

الطیفس۔ ہردویاس! میری مونس و غمخوار۔

ہردویاس۔ تمھیں کس بات کا غم میں تمھاری مونس و غمخوار ہوں اور میں نے تمھارے لیے اپنی معصوم بچی کو چھوڑ دیا۔ میری اور فلپ کی وہ بچی روما میں معلوم نہیں کس حال میں ہے۔ خیر چھوڑو میں اس بات کا ذکر نہیں کرنا چاہتی میرا دل اس وقت باغ باغ ہے۔

انطیفس۔ ہردویاس!

ہردویاس۔ ساتھ ہی وہ خاموش اور ہنگامہ خیز ملاقاتیں یاد آتی ہیں جو روما میں محل کے دیوان خانوں میں ہوتی تھیں۔ تمھیں یاد نہ ہو پر مجھے یاد ہے۔ حماموں میں ملنا سڑکوں پر ساتھ ساتھ چلنا تفریح گاہوں میں جانا پھولوں کے تختوں پر چلنا اور جھرنوں کی آوازوں کو سننا۔

انطیفس۔ ہردویاس!

ہردویاس۔ پر معلوم نہیں اب محبت سے تمھیں گریز کیوں ہے۔

انطیفس۔ میرا دل بیٹھ جاتا ہے جب میں بارہ برس کی مسلسل جنگ آئے دن کی پریشانیوں اور فکروں کو یاد کرتا ہوں۔

ہرد دیاس - یہ کوئی بات نہیں تمھیں کس بات کا غم ہے - غم کرنے کی ضرورت نہیں یہیں سے بیٹھے بیٹھے صرف حکم دو اور تمھارے دشمنوں کے سر قلم کر دئے جائیں بھی بھی یہاں آنے سے پہلے میں نے ایک اسینی کا سر قلم کیا ہے۔

انطیفس - میں اس ناحق ظلم کا قائل نہیں ہوں تمام یروشلم میں میرے ظلم سے نہیں میری طاقت سے یہودی میری اطاعت قبول کریں گے۔

ہرد دیاس - نہیں نہیں کوئی بھی حاکم مقرر ہو یہودی اُس کی اطاعت قبول نہیں کر سکتے اُن میں عصبیت اور حبِ وطن کا مادہ بالکل نہیں اس لئے ضروری ہے یحمیا کے وقتوں کی قوم کو ختم کر دیا جائے۔

انطیفس - اس معاملے میں عجلت کی ضرورت نہیں، مجھے تو یہ بھی شک ہے یوحنا کوئی خطرناک آدمی ہے بھی یا نہیں۔

ہرد دیاس - اس دھوکے میں مت رہنا وہ خطرناک آدمی ہے وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا ایک روز اُس نے جب میں جلعاد کی طرف سفر کر رہی تھی کہ وہاں سے تھوڑا سا بلسان خرید لاؤں وہ مجھے راستے میں مل گیا - دریا کے کنارے بہت سے لوگوں کے ہجوم میں اونٹ کی کھال میں لپٹا ہوا بال بکھرے ہوئے مجھے دیکھتے ہی بگڑ پڑا اور وہ تمام لعن و دشنام جو انبیا بنی اسرائیل کی زبان سے نکلے تھے بکنے لگا اُس کی سرخ آنکھیں اور سُرخ ہوگئیں بھاری آواز اور بھاری ہوگئی عجیب بات یہ ہوئی میں بھاگ نہ سکی میری رتھ کے پہئے ریت میں دھنس گئے اور میں وہاں سے بھاگ نہ سکی۔

(سکوت)

اس بات کی وجہ سے میری زندگی تلخ ہے جب میں نے اسکو گرفتار کیا رسیوں سے باندھا گیا اور وہ بالکل چپ اور خاموش رہا تاریک زنداں میں اُسے ڈالا گیا اور بہت

زہریلے سانپ وہاں چھوڑ دیے گئے لیکن دوسرے دن دیکھا گیا تمام سانپ خود اُس کی زہریلی سانس سے مرچکے تھے۔

انطیفنس۔ میرا اپنا یہی خیال ہے یوحنا کوئی خطرناک آدمی نہیں ہے۔

ہردویاس۔ نجانے اُس آدمی کو مجھ سے کیوں دشمنی ہے۔ میں نے بھی یہ سوچ لیا میں اُس سے بدلہ لونگی اور اُسے میرے غیض و غضب میں جلنا ہوگا۔

انطیفنس۔ نہیں نہیں یوحنا کوئی بُرا آدمی نہیں ہے۔

ہردویاس۔ ٹھیک ہے تمھیں میری کیا پرواہ میں نے اپنے شوہر فلپ کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ تمھارے ساتھ ایک آرام کی زندگی بسر کرونگی اور تم میری تدبیروں سے کسی بڑی سلطنت کے حکمراں اور مالک ہوگے مگر اب میں نے دیکھ لیا وہ سب ایک دھوکا تھا۔

انطیفنس۔ ہردویاس!

ہردویاس۔ میں شکست ماننے کو تیار نہیں میرا خون اس قدر سرد نہیں میری رگوں میں ان آباد اجداد کا خون جاری و ساری ہے جن میں بڑے بڑے تاجدار نامی گرامی کاہن گزرے ہیں اور تمھارا خون کیا ہے تم اُس کی اولاد ہو جو عسقلان کے ہیکل میں ایک ادنیٰ خادم تھا۔ تمھارے پُرکھاؤں میں کوئی چرواہا کوئی قزاق اور کوئی قافلوں کا شتربان۔ اُنھیں غلاموں میں ہو جنھیں داؤد بادشاہ نے بطور خراج قبول کیا تھا۔ اور میرے آباواجداد تمھارے باپ دادا کو مغلوب و مطیع کرنے والے تھے میرا خون وہی ہے جس کے مورث اعلیٰ بنی میسبائی بادشاہ تھے اور تم وہ قوم ہو جسکو شہر سے نکالا گیا تھا اور قیصر ہرقانوس نے کوڑے لگوائے تھے۔

انطیفنس۔ بس بس، اس بغض و عناد غربت اور امارت سے کیا حاصل جو یعقوب اور لوط کی اولاد میں ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔

ہردویاس۔ تم دغابازوں میں ہو آج بھی تمھاری آنکھوں میں اُداسی اور غمگینی ہے تمھارے

ہاتھوں سے وہ عرب لڑکی نکل گئی جو ننگے فرش کے پتھروں پر ننگے پیٹ
ناچا کرتی تھی۔

انطیفس ۔ ہر دیاس! بس خاموش۔

ہر دیاس ۔ یہی تمھاری زندگی کا معیار ہے راکھ میں سینکی ہوئی روٹی کھاؤ بھیڑ کا دودھ
پیو اور کالے کالے رخساروں کا بوسہ لو۔

انطیفس ۔ جاؤ ہر دیاس جاؤ میں نے تمھارے غصّے کا کچھ خیال نہ کیا اور تمھاری
موجودگی کو دل سے فراموش کر دیا، دیکھو سامنے دیکھو قصر رواق کے برجوں کے
پاس اس مکان میں کون ہے لباس اس کا رومانی خاتونوں سا ہے۔ بیچا کرتا اور
اُس پر مداخل اور مداخل پر فیروزوں بے طرے آخر وہ ہے کون بال نیلے رنگ
کے فیتوں میں بندھا ہے، نازک گردن بڑی بڑی آنکھوں اور مدہوش لبوں پر گریزیا
تبسم رفتار میں عجیب حسن و رعنائی اور گرداب، رومانی خاتونوں میں سے یہ ہے کون؟

ہر دیاس ۔ مجھے نہیں معلوم، ہاں ہاں مجھے نہیں معلوم۔

(ہر دیاس کے چہرے کا غصہ اور غضب جاتا رہتا ہے)

ہر دیاس ۔ میں احمق اور پاگل تھی اب مجھے ہوش آگیا ہے اور مجھے معلوم ہوگیا ہے بڑی
سے بڑی محبت اس قابل نہیں ہوتی کہ اسکے لئے ایک قطرہ آنسو بھی گرایا جائے۔

(غلام آتا ہے)

غلام ۔ حضور کے نظر کرم کے لئے ایوان خاص میں شہر جلیل کا حاکم اعلیٰ کاہن عاظم مال کا
داروغہ اور بابل کا میر کاتب منتظر ہے اور یہودی سواروں کا ایک دستہ حضور کی
تعظیم و تکریم کے لئے آچکا ہے۔

انطیفس ۔ اچھا۔

(ہر دیاس کی طرف دیکھتا ہے اور آہستہ آہستہ بھاری بھاری قدموں سے ایک دالان
سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں پہونچتا ہے)

کس قدر گہرا اور بالکل سیاہ ہے مجھے قرمزی دیواروں والا سیاہ رنگ دیوان خانہ بالکل پسند نہیں آبنوس کے بھاری بھاری دروازوں کے اندر میرا دم سا گھٹنے لگتا ہے۔

(دیوان خانے میں بیٹھا ہوا ایک آدمی بیٹھا ہوا تعظیماً جھکتا ہے)

کون؟

فانیول۔ فانیول

انطیفس۔ ہوں۔

فانیول۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے خداوند واحد اپنے فرزندوں میں سے ایک فرزند کو دنیا کے آدمیوں میں ایک پیغام دیکر بھیجتا ہے۔

انطیفس۔ مطلب۔

فانیول۔ یوحنا بھی انھیں میں سے ایک ہے۔

انطیفس۔ ہوں۔

فانیول۔ اور اگر کسی قوم نے اُس پر ظلم کیا تو خداوند واحد اُس قوم پر قہر و غضب کے طوفانوں کو بھیجے گا۔

انطیفس۔ مگر وہ آدمی تمھارا یوحنا بہت بڑا آدمی ہے میرے خلاف سازشیں کرتا ہے اور اس طرح وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے۔

فانیول۔ ہوسکتا ہے وہ نبی خدا اپنا غصہ کسی قدر زیادتی کے ساتھ ظاہر کرتا ہو پر حضور اُس کا خیال نہ کریں۔ اور زنداں کے بے پناہ ظلمت سے نجات دیں۔ خداوند خدا آپ کو اپنے قہر و غضب کی تاریکیوں سے نجات دے گا۔

انطیفس۔ خاموش کوئی شخص وحشی درندے کو پکڑ کر چھوڑا نہیں کرتا۔

فانیول۔ وہ قید سے رہا ہوتے ہی یہاں سے سیدھا عربوں میں یا گالیہ کے باشندوں میں یا تاتاریوں کے قدیم خیموں میں چلا جائیگا۔ نبی خدا کو دنیا کے تمام تاریک و روشن گوشوں

میں خدا کا پیغام پہونچانا ہے۔

انطیفس۔ آدمیوں پر یوحنا کو بہت قوت اور بہت اثر حاصل ہے۔

فانیول۔ اس لئے کہ اس کی آواز میں خداوند کی آواز ہے۔

انطیفس۔ مجھے اس سے بیحد نفرت ہے پھر بھی میں اسے موت کی سزا نہیں دینا چاہتا پر

میں اسکو رہا بھی نہیں کر سکتا۔

فانیول۔ میں آئندہ کاموں میں صدق اور راستبازی کا ذمّہ لیتا ہوں اور وعدہ کرتا

ہوں تمام اسینی قوم حضور کو بادشاہ تسلیم کرے گی۔

انطیفس۔ تمھاری قوم بیحد سرکش اور مکّار ہے۔

فانیول۔ نہیں حضور ہماری قوم مفلس و نادار ہے پھر بھی اور باوجود حکومت کی سختیوں

کے وہ بجز خدا کے کسی کے بس میں نہیں۔

انطیفس۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے میں اسکو رہا نہیں کر سکتا اور یہ میرا عہد ہے میں تمھاری

قوم کو مطیع اور تابع بناؤں گا۔

فانیول۔ اوضاع کواکب سے مستقبل کے حالات صاف ظاہر ہیں۔

انطیفس۔ وہ کیا۔

فانیول۔ قہر و غضب کے تباہ کن طوفانوں کی آمد اور آگ و خون ریستی اور فراموشی کی خیانت۔

انطیفس۔ تم کس قدر بیوقوف ہو میرے دوست تمھیں یہ بھی نہیں معلوم تم کس سے بات

کر رہے ہو میں جانتا ہوں تمھاری قوم کس قدر نفرت انگیز ناپاک اور غیر مہذب ہے۔

تم جہاں بود و باش اختیار کر لیتے ہو وہاں کی تمام زمین ناپاک ہو جاتی ہے طبریہ

کے دوران قیام میں، میں نے یہودیوں کی علم و حکمت اور دانش کو اچھی طرح سمجھ

لیا ہے۔ میں نے تمھاری مقدس کتابوں کا مطالعہ کیا جو جہالت و خرافات سے

لبریز ہے جس میں اساطیری زنگ و نور اور اصنام کا غبار تحیر ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے تم لوگوں نے حکمت و دانش کے لئے کیسی کیسی جاہلانہ اور عجیب و غریب باتوں پر یقین کیا ہے۔

فانیول۔ تعجب ہے دین حق کے نور اور نور اسرائیل سے آپ اکتا گئے۔

انطیفس۔ اس لئے وہ نور نہیں تاریکی ہے اور تاریکی میں انسان کا دم گھٹتا ہے۔

(سکوت)

مجھے معلوم ہے تم لوگ کیا چاہتے ہو مگر میرے پاس قدیم فوجی دستوں کی بے پناہ قوت موجود ہے۔

فانیول۔ لائق و فائق سردار اعلیٰ نے غلط سمجھا اس پتھریلے ریگستان میں جسکو لوگ یہودیہ کہتے ہیں نہ جانے اس کے آس پاس کیسے لوگ بستے ہیں۔

انطیفس۔ ایسے لوگ جن کے خطرناک اور المناک ارادوں نے انطاکیہ اور بابل کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا اور وہاں کے ویران محلوں کے گنبد ہوائی باغ کے ستون غیر آباد و تاریک ہیکلوں کے شکستہ و بوسیدہ دیواروں کے آس پاس غمزدہ روحوں کی چیخ و پکار اب بھی سنی جا سکتی ہے۔

فانیول۔ ظلم کر کے مسرت کس طرح حاصل ہوتی ہے یہ ابھی تک سمجھ میں نہ آیا۔

انطیفس۔ اس لئے یہ شتربانوں کی نہیں بادشاہوں کی مسرت ہے۔

(حاکمانہ سخت لہجے میں)

جاؤ میرے سامنے اپنی مقدس کتابوں اور مقدس بزرگوں کا نام مت لو۔ میں ہر اس چیز سے عاجز ہوں جو تم جیسے، رذیل مکار اور لالچی مفسد اور شورانگیز قوم سے منسوب ہے۔

فانیول۔ حضور اعلیٰ!

انطیفس۔ خاموش، مجھے تم جیسے چوروں اور بے خانماں آوارہ گردوں کا بھروسہ نہیں اور

تمھارا یوحنا صرف ایک قزاق ہے اور ساتھ ہی ایک خوفناک جادوگر بھی جو اپنی طلسمی آواز سے اپنی طرف قزاقوں خانماں بربادوں آوارہ گردوں اور شتربانوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ اسکے گرد و پیش ایسے لوگوں کا ہجوم ہے جن سے ہر بات کی توقع کی جاسکتی ہے۔

فانیول۔ نہیں عالی جاہ نہیں یوحنا کی ہر بات شرف و مسرت کا باعث ہے وہ بنی خدا پاکیزہ و برگزیدہ ہے اُس کی آواز پر اثر اور پُر تاثر۔

انطیفس۔ جاؤ وہ ظلمت و تاریکی کے زنداں میں عمر بھر کے لئے بند ہو چکا ہے۔

فانیول — نہیں نہیں وہ بنی ہے اور بنی کے ساتھ ایسا برتاؤ پوری قوم کیلئے تباہ کن ہے۔

انطیفس۔ فانیول تم نے بات بہت بڑھایا اُسکی وجہ یہ ہے۔

(سکوت)

دیکھو میں نیک دل اور معصوم نگاہوں والا انسان ہوں اس لئے تمھاری ناپاک زبان چاروں صوبوں کے حاکم اعلیٰ کے سامنے اس طرح چل رہی ہے اور تم اپنی مخمور و مغرور آنکھوں کو گھما گھما کر چاروں طرف دیکھ سکتے ہو۔

فانیول۔ سرکار اعلیٰ!

انطیفس۔ ہاں ہاں تمھاری زبان اس طرح چلتی ہے معلوم ہوتا ہے قیصر کے سامنے بھی بولتے ہی جاؤگے۔

(سکوت)

مجدلان کے ثمر گلاب اور بیت عنیا کے ثمر سوسن کی قسم میں بہت نیکدل اور معصوم نگاہوں والا آدمی ہوں۔

(سکوت)

پر وہ جادوگر ہے صرف جادوگر اور اس سے بڑا جادوگر میں نے مصر اور طبریس میں بھی نہیں دیکھا۔

(سکوت)

جاؤ عامی جاہل اور نادان دوست جاؤ اپنے زیتون کے درختوں کی آمدنی پر گزر اوقات کرو اور ہر طرف شورش و فساد جگاتے پھرو تمھارے پاس ہی صلیب منتظر ہے۔

(سکوت)

تمھارے نبی کی آمد کے بعد ہر دم ایک شور و غل مچا رہتا ہے اور ہر وقت اُس کے گرد و پیش بیماروں اپاہجوں اور بے وطنوں کا ہجوم رہتا ہے اور ہر وقت یہودیہ کی پہاڑیوں میں شورش و فساد۔

فانیول۔ قسم ہے داؤد کے بیٹے اور اسرائیلیوں کے بادشاہ کی وہ عالم کا مخلص اور دوست ہے۔

الطیفس۔ ہاں ہاں تم صرف آدھی روٹی کی بھیک مانگتے ہو اور بھیک کھا کر سارے عالم کی بادشاہت کا خواب دیکھتے ہو واقعی تمھاری قوم بے حیا اور بدصورت ہے اور ہر جگہ اپنی بدصورتی اور ہراس کی نمائش کرتی پھرتی ہے۔

فانیول ۔ تمام باتوں اور خوش اسلوب حجتوں کا جواب میں صرف ایک غمگین سکوت سے دیتا ہوں اور اپنے افسردہ اور غمناک وجود کو اور غمناک اور افسردہ کرتا ہوں۔

الطیفس۔ قسم ہے مانوس بابینطوس کی حکمت و دانش کی تم پورے جاہل اور عامی ہو۔

(سکوت)

غریب اور فلاکت زدہ گندے اور خراب جاہل اور آوارہ اور خانماں برباد یہودیوں کے مذہبی جنون کو اچھی طرح جانتا ہوں غلو اور وجد کی حالت میں وہ کس قدر خطرناک ہیں یہ بھی مجھے معلوم ہے اور رومی عبا اور اسلحہ کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا اور مجھے امید ہے تمھیں یہ معلوم ہوگا قوت بہت بُری چیز ہے۔

فانیول ۔ ابن آدم رحم کر ابن آدم کے خداوند خدا رحم کر۔

الطیفس۔ خاموش تمھاری آواز پر اسرار اور بلند ہوتی جا رہی ہے۔

فانول - اس لئے کہ وہ زمان و مکان پر قادر ہے صوت سرمدی بلند اور خاموش فیصلہ کن اور مہربان گہری اور روشن پرسکون اور بلیغ اور ناقابل تردید آواز زمان و مکان پر قادر ہے وہ آواز جو مدھم پر بہت تیز ہے جوش تجلی و محبت میں سرشار آواز بہت دور اور بہت قریب ہے۔

(سکوت)

غمگین تسکین پائیں گے اور حلیم زمینوں کے وارث ہونگے یہی پیغام ہے یوحنا کا وہ صرف راستبازوں کا راہنما ہے۔ وہ مبارک اور وہ پاک ہے کیونکہ وہ خداوند قدوس کو دیکھتا ہے وہ صلح کار ہے اس لئے کہ وہ خداوند خدا کی برگزیدہ اولاد ہے وہ راستباز ہے اس لئے کہ آسمانوں کی بادشاہت اسی کے لئے ہے لوگ اس پر غضبناک ہیں اور وہ مسرور ہے اسلئے آسمانوں پر اسکا اجر عظیم ہے وہ آسمانی مسرتوں کی منادی کرنے والا ہے۔ وہ معصوم، مقدس، برگزیدہ اور پاکیزہ ہے وہ اپنی انتہائی نیک نفسی میں ساری دنیا کے گناہ کی سزا برداشت کر رہا ہے جس کی ایک نگاہ جس کی زبان سے ایک لفظ تمام دنیا کی تمام روحوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

(سکوت)

وہ نیک پاکیزہ اور سخی ہے جسکی موجودگی سے مسرت اور تسکین ہوتی ہے وہ حیران اور پریشان پرسکون نبی کمزور ارادوں کا کمزور آدمی نہیں۔

(سکوت)

وہ جبر و تشدد کا دشمن اور شورشوں سے بھاگنے والا ہے۔

(سکوت)

وہ فتنہ انگیز اور شور پھیلانے والا نہیں۔

(سکوت)

رومی قانون اور رومی عدالت کی نظر میں وہ کوئی مجرم بھی نہیں کہ تمام عمر اُسے زنداں میں بند رکھا جائے۔

(سکوت)

وہ اپنے احساس اور فیض بشارت سے ابدی آسمانوں کی مسرت منادی کرنیوالا ہے۔

(سکوت)

اُس نے وہی کیا جو انسانیت اور دانشمندی سے زیادہ قریب ہے۔

انطیفس۔ ہوگا میں ایک مسلح محافظ سپاہی ہوں اور رومن امن وصلاح کا پورا پورا ذمہ دار۔

(سکوت)

مفتوح و شکستہ بال و پر والی قوم میں اس قدر تاب باقی ہے کہ اپنی شکست کا اعتراف نہ کرے اور اپنی مجبوری، بیچارگی خستگی اور ماندگی پر ایک پردہ قائم رکھ سکے۔

فانیول۔ اعلیٰ حضرت وہ صوت سرمدی جدال قتال کی تمام دنیاؤں میں مسرت و محبت بھر رہی ہے۔

انطیفس۔ یہ تمھاری بیحیائی کا ایک شرمناک حادثہ ہے۔

فانیول۔ اعلیٰ حضرت کی تمام باتوں کا جواب میری غمگین خاموشی ہے اور میں پاگل نہیں ہوں مجھے معلوم ہے اس لئے کہ میں نے ایک ناممکن مسرت کی تمنا نہیں کی۔

انطیفس۔ میں متحیر ہوں۔

(سکوت)

تمھاری آنکھوں کو خود اپنی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا دیکھتا ہوں۔

(سکوت)

اور مجھے یقین ہو جاتا ہے یہ سب حقیقت ہے اور ہمیشہ سے حقیقت ہے۔

فانیول۔ اعلیٰ حضرت اسقدر بزدل اور اندیشہ ناک ہونے سے تمام وجود گناہ اور ظلم اور تاریکی میں ڈوب جائے گا خود اپنی روح کے اندر سارا وجود فنا ہو جائے گا۔

(سکوت)

یوخنا کو کھو کر ایک قوم کھو جائے گی۔ دنیا کی تمام قوموں کے لئے یوخنا کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں کوئی جگہ نہیں خدا نے اپنے تمام پچھلے قوانین کو فراموش و منسوخ کر دیا ہے۔

انطیفس۔ پاگل خستہ مجروح و درماندہ کیا یہ ضروری ہے اس لمحہ مسرت کا ذکر کیا جائے جس کا ایک مدت سے قوم انتظار کر رہی ہے ہر لمحہ موت و جنون وحشت کی مہک تیز ہوتی جا رہی ہے اور کہیں بھی اتحاد اختلاط نہیں ہے۔

فانیول۔ وہ خود اس منحوس اور ملعون ملک کو چھوڑ دے گا۔

انطیفس۔ میں سب کچھ اچھی طرح جانتا ہوں گندی اور زہریلی قوم سے اچھی طرح واقف ہوں شور مچانے والی دغا باز قوم غلام قوم جسکو ہماری قوم نے غلام بنا رکھا ہے۔

(سکوت)

دیوتاؤں کی قسم میں بےحد رحم دل ہوں اور تمام دیوتاؤں کی قسم جو آسمانوں سے زمینوں اور انسانوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے تم زندہ ہو تخت الثریٰ اور فرسیفونی کی قسم میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ سچ ہے۔

(سکوت)

فانیول۔ تو اب ایسا ہوگا۔ تمام قہر و غضب کے طوفانوں کا اور تاریک ہواؤں کا تباہ کن شور و ہنگامہ بلند ہوگا۔ قبریں کھل جائیں گی اور روحیں برہنہ ہو کر اپنے جسموں کا بوجھ اٹھا کر سامنے آ جائیں گی اور وہ سب کچھ ہوگا جو اس وقت سے پہلے جب سے دنیا میں روشنی پہلے پہل وجود میں آئی آج تک کسی کے دیکھنے میں نہیں آیا۔

انطیفس۔ میں تمھاری باتوں سے نہ خوف زدہ ہوں اور نہ قہرناک، قسم ہے آسمانوں، ستاروں، بادلوں اور ہواؤں میں رہنے والے تمام دیوتاؤں کی تمام باتوں سے میں ہر طرح مطمئن اور پرسکون ہوں۔

وہ آواز کانوں تک نہیں پہونچ سکتی جو خوفناک مستقبل سے ایک شور بنکر آرہی ہے جس کی گہری قوت پہاڑوں کو پاش پاش کرسکتی ہے۔ خوفناک اور دنیائے انسانیت سے بالاتر آواز غیر واضح اور خاموش شادمانی اور مسرت سے بھاری اور لرزیدہ آوازیں ۔ خوفناک آواز۔

انطیفس۔ ہرقولیس کی قسم یہ سب پاگل پن ہے۔ میں کہہ چکا ہوں رومی عبا اور اسلحہ خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔

فائنول۔ اعلیٰ حضرت!

انطیفس۔ میں نے یہ سوچ لیا مبہم سا شور جو تم لوگ پھیلا رہے ہو ختم کردوں گا۔

فائنول۔ حکمت و معرفت کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں پر اضطراب خاموشی اور پُر سکون ہنگامہ کے ساتھ ایک منسوخ اور فراموش قوم قہر و غضب کے طوفانوں کا انتظار کر رہی ہے۔

(ایک محیط خاموشی)

انطیفس۔ دیوتاؤں کی قسم نہ مجھ میں ذوق کی کمی ہے اور نہ جرأت کی اور میں خود اپنے پر اعتماد بازوؤں کا بھروسہ کر چکا ہوں اور میں قسم کھا چکا ہوں رومی مملوکات ناپاک نہ ہونے دونگا اور میں تمھیں یقین دلاتا ہوں میرے پاس تباہ کن قوت اور میرے بازوؤں میں عزم و استقلال ہے۔

(سکوت)

مارشہ!

انطیفس۔ شراب

(سکوت)

طوماس

رقص

(سکوت)

جاؤ بھاگ جاؤ میں دیکھ رہا ہوں میری نگاہیں تمھاری نگرانی کر رہی ہیں جس طرح ابتک نجانے کیوں یوحنا کی نگرانی کرتا رہا ہوں۔

(سکوت)

فریسیوں اور صدوقیوں کی، تمام دیواریں شکستہ ویران اور بے چراغ ہیں اور قصر کا نفا بالکل تاریک اور شکستہ ہو چکا ہے۔

(قدموں کی چاپ)

بھاگ جاؤ اب یہ میرا حکم ہے جراسہ اور سامریہ کی تاریک ویران راہیں منتظر ہیں انھیں راہوں سے بھاگ جاؤ جلیل القدر باہمت جری اور باعث فخر و مباہات دوست بھاگ جاؤ خدا کے دوست یہودیوں کے بادشاہ کے پاس بھاگ جاؤ میرے دوست تم موت سے بھی زیادہ مہیب ہو۔

(حبشی غلام بدحواس دوڑا ہوا آتا ہے سر سے پاؤں تک خاک آلود)

کیا ہوا

غلام۔ وطیلس حاکم شام کی سواری شہر پناہ تک پہونچ رہی ہے۔

(جلدی سے اُٹھ بیٹھتا ہے)

انطیفس۔ میرے دوستو استقبال کرو ضیافت اور رقص کا پورا پورا اہتمام ہو مجھے ڈر ہے کہیں کوئی فتنہ اور فساد نہ کھڑا ہو جائے وہ بیحد رشوت خور د لالچی ہے اور یہ خطرناک بات ہے آبس اُس کے ساتھ ہے اور زرکشی کا تمام انحصار اُسی لالچی کے ذریعے ہے۔ اس سے پہلے اُس کے قہر و غضب کی نگاہیں جاگیں ہمیں اپنے معزز اور محترم لالچی مہمان کی پوری پوری خاطر و مدارت کرنا ہے۔

(سکوت)

قرطاچینی لعل و گہر بابل مور اور چینی بتوں سے ایوانوں کو سجایا جائے۔ توشہ خانوں
رنگ برنگ کے چراغوں کی روشنی بکھیری جائے۔

(سکوت)

صور کے مزدوروں کو حکم دو تمام برجوں اور فصیلوں کو صاف کریں۔

(سکوت)

انطاکیہ کے تمام شیشوں کو ضیافت خانوں میں آویزاں کیا جائے۔

(سکوت)

مطبخ کا سارا انتظام قلیقوس کے سپرد کر دیا جائے۔

(تمام بھاری سامانوں کے باہر نکالے جانے اور سونے اور چاندی کے قیمتی برتنوں اور ظروف کی جھنکار سنائی دیتی ہے اور قصر کے اونچے بارہ برجوں سے نرسنگھے کی آواز گونجتی ہے)

قلعہ کی بلند فصیلوں پر بے پناہ تماشائیوں کا ہجوم ہے حاکم شام وطیلس قصر رنگین کے دروازوں میں بیحد مسرور و مغرور داخل ہوتا ہے اور اپنے ترجمان کے بازو کا سہارا لیے جواہرات کی پالکی سے اُترتا ہے اُس کے آس پاس سُرخ رنگ اور نیلے رنگ کا قومی تام جھام ہے لمبے عبا میں اُس کے کمزور بازو چھپے ہوئے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے اور اس کے اردگرد لیسکرٹ کے تمام سپاہی برہنہ تلواریں اور زنگی کلہاڑیوں کے ساتھ چل رہے ہیں۔

آوازیں۔ جلیل القدر وطیلس زندہ باد!

زندہ باد جلیل القدر وطیلس

حاکم شام زندہ باد

حاکم اعلیٰ آج ہمارا مقدس و معزز مہمان ہے

تمام رعایا حاکم شام کے جلیل القدر منصب سے لرزیدہ اور خوفزدہ ہے

(تمام جہام آٹھ حمالوں کے کاندھوں پر ہے حاکم اعلیٰ انطیفیس حکم شام وطیلس کے سامنے نہایت ادب سے دوزانو ہوتا ہے۔)

انطیفس :۔ دیوتاؤں کی قسم خاک قدم مبارک ہے۔

(سکوت)

حاکم اعلیٰ انطیفس اور اُسکی تمام رعایا رومی قومی نشان کو آنکھوں میں لگاکر حضور کا استقبال کرتی ہے۔

(خوبصورت اور نیم برہنہ عورتیں آگے بڑھتی ہیں اور حاکم شام کے پاؤں کے آگے پھولوں کا انبار بکھیرتی ہیں)

ایک عورت: عطری شراب اعلیٰ نصب اور ذی مرتبت مہمان کی خدمت میں حاضر ہے۔

(عطری شراب کا پیالہ نیم برہنہ عورت کے ہاتھ سے لیتا ہے اور آپ نے لبوں کو اُس کے لبوں سے ملا دیتا ہے اور وہ عورت خاموش اور پرسکون رہتی ہے)

آوازیں: عمود نصب دیوی وطولیہ کا بیٹا وطیلس زندہ باد

جیبنی کیولم معبودہ وطولیہ کے بیٹے کے آگے ہماری گردنیں خم ہیں۔

قوم کلیمنی کو زیر کرنے والا سردار ہمارا مقدس مہمان ہے

ہمارا معزز مہمان خداؤں کا وطن ملک شام کا حاکم اعلیٰ ہے

مہابت پناہ کے خیر مقدم میں ساری قوم دوزانو ہے

وطلیس۔ ہیرودِ اعظم قوم کے لئے مایۂ فخر و ناز تھا۔ ایتھنز کے لوگوں نے خداوند آپالو کے کھیلوں میں اور اولمپیہ کے تماشوں میں اُس کو صدر کیا اُس نے قیصر اغسطس کی یادگار میں کئی بت خانے تعمیر کرائے وہ سلطنت کا بڑا عامل و فرزانہ ثابت قدم کارگزار اور دوست تھا اور موقع پر مہربان اور موقع پر قہرناک دولت قیاصرہ کا ہمیشہ خادم باوفا رہا اور میں اُسی ہیرودِ اعظم کے خاندان کی عظمت گانے والا ہوں۔

(سنگ مرمر کے دو ستون کے بیچ خواجہ سراؤں اور خواصوں کا ایک غول ہے اور اُن سب کے ہاتھوں میں خوشبو پھیلاتی ہوئی مشعلیں ہیں اور اُن کے شعلے چاندی کے حلقوں میں اُٹھتے ہیں سنگ مرمر کے ستون کے پاس نیم برہنہ سے زیادہ برہنہ ہیرودیاس خاموشی سے کھڑی ہے۔ وطلیس اسکو دیکھتا ہے اور آگے بڑھ کر اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہے ہیرودیاس اپنے ہاتھوں کو بڑھا دیتی ہے اور وہ اُن ہاتھوں کا تین قدم تعظیماً آگے بڑھ کر بوسہ لیتا ہے۔)

ہیرودیاس۔ آج کا دن کتنا مسرور و مغرور ہے اور کس قدر روشن ہے کیسی خوش قسمتی کی بات ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نقصان نہیں پہونچا سکتی۔

(وطلیس اب اس کی طرف دیکھتا ہے)

وطلیس۔ ہاں چار صوبوں کا حاکم اُس کی تمام رعایا میری پناہ میں ہیں۔

ہیرودیاس۔ پارتھیا کی فتح مبارک ہو شاہ پارتھیا سے ہماری ایک مدت سے دشمنی تھی۔

وطلیس۔ شکریہ! وطلیس اُن تمام قوموں کو مٹا سکتا ہے جن قوموں سے ہماری محترم خاتون کو دشمنی ہو۔

(یکایک ایک نیا شور و غل قصر کے دروازوں کے اندر سنائی دینے لگتا ہے

اور انگنت سفید خچر صحن کے اندر گھس آتے ہیں ان کے سواروں کا لباس

کا ہنوں سا ہے۔)

یہ سب کون ہیں

انطیفس ۔ اعلیٰ حضرت یہ صدوقیوں اور فریسیوں کا ایک غول ہے اعلیٰ حضرت کی زیارت اور اپنا رسوخ بڑھانے کے لئے یہ خبگی قوم اندر گھس آئی ہے ان کے درمیان آپس میں جھگڑا ہے اور میں نے کچھ وقت تک کے لئے ان کے ہیکلوں میں قربانی بند کر رکھی ہے۔

ہرودیاس ۔ سیاہ چہرے والوں کا اتنا بڑا ہجوم قابل برداشت نہیں اور یہ سب کے سب روما کی سلطنت اور حاکم اعلیٰ کے دشمن ہیں ۔ کس قدر منحوس اور نفرت انگیز ہیں یہ لمبے اور ڈھیلے اور لبادوں کی وجہ سے صحن سے گزرنا مشکل ہو گیا ہے۔

(ہرودیاس محافظ دستے کی طرف دیکھتی ہے اور سپاہیوں کا ایک دستہ آگے کی طرف بڑھتا ہے اور چمکتی ہوئی ڈھالوں اور تلواروں سے ایک خوفناک فضا پیدا ہوتی ہے ۔ حاکم شام اپنے ایک خاص عہدہ دار کی طرف دیکھتا ہے ۔)

وطیلس ۔ مارسیلس ۔

مارسیلس ۔ اعلیٰ حضرت کو ایوان شاہی میں کشت و خون پسند نہیں ۔

(شور و غل کم ہو جاتا ہے وطیلس مانیوس کی طرف دیکھتا ہے)

وطیلس ۔ یہ کون !

انطیفس ۔ اعلیٰ حضرت یہ ہمارا وفادار جلاد ہے اس نے بابل کے جاسیم اور نعمان کے تلمائی کا سر اتارا ہے ۔

وطیلس ۔ مانیوس میں چاہتا ہوں تم صدوقیوں کی طرف متوجہ ہو جاؤ وہ تمھارے ساتھ ہیں

اپنے جلاد یونا طاس کو بھی دوں گا جو لپستہ قد گٹھیلے بدن اور پر قوت ارادوں کا آدمی ہے اور یروشلم سے میرے ساتھ ہے۔ تم اسکو دیکھ کر خوش ہوگے اُسکی ناک طوطے کی چونچ ایسی ہے میں اُسے برج انطونیہ کے صلیب گاہ میں مہتمم اعلیٰ کرنے والا ہوں حیرت ہوگی ایک زمانہ تھا میں نے دیوانی کی تحویل اُس کے سپرد کر رکھی تھی اور اس سال مجھے بے شمار سر ملے۔

مانیوس۔ میں ایسے آدمی کی قدر کرتا ہوں جو رومی عبا اور اسلحہ کا فرمانبردار ہو ایک زمانہ ہوا سامریہ کے قریب ایک غار میں جہاں میں سونے کے ظروف تلاش کرنے گیا تھا جس کی نسبت مشہور ہے وہ داؤد بادشاہ کا تھا۔ وہ ظرف تو مجھے نہ ملا پر وہاں مجھے ایک ایسی تیز اور خوبصورت کلہاڑی دستیاب ہوئی جس کی وجہ سے مجھے اپنے کام میں بہت آسانی ہوگئی۔ میں نے باشندگان جیل کے انگنت سر اُسی کلہاڑی سے اُتارا ہے۔

وطیلس۔ مجھے خوشی ہوئی اور ممکن ہے میں تمھاری خدمات شام میں حاصل کروں۔

مانیوس۔ اگر اعلیٰ حضرت موقع دیں تو غلام کی خوش نصیبی ہے۔

(بڑے پھاٹک پر شور و غل بلند ہوتا ہے)

وطیلس۔ یہ کیا۔

انطیفس۔ رومانی سپاہیوں کا یہ شور و غل حضور کے استقبال کا ضامن ہے یہ ڈرومانی سپاہی ہیں جن کی تلواروں پر قیصر کا چہرہ بنا ہوا ہے اور یہودیوں نے اس تلوار کو دیکھنا بت پرستی سمجھا۔

(وطیلس طلائی محرابوں کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے)

وطیلس۔ تمام ملکوں میں یہودیوں کے جوش و خروش کو دیکھ کر میں خوفزدہ تو نہیں پر حیرت زدہ ضرور ہوں میں نے اس ماہ آٹھ ہزار یہودیوں کو جزیرہ سردانیہ میں

جلاوطن کردیا۔ اور اپنی تمام سپاہ کو یہودیوں کا غیض وغضب دیکر حکم دیچکا ہوں کہ دیواروں پر سے ڈھالیں اتار لی جائیں اور تلواروں کو برہنہ رکھا جائے

انطیفس۔ اعلیٰ حضرت زندہ باد ضرورت ہے اور سختی کی جائے اور اس قوم سے منسوب تمام آسانیوں کو منسوخ کردیا جائے اور کسی کو مراعات سے نہ نوازا جائے،
خیرات کھانے والے یہ قوم بڑی ذلیل ہے۔

وطلیس۔ آج تمہارے ایوان شاہی میں بہت چہل ہے۔

انطیفس۔ اعلیٰ حضرت اسکی دو وجہ ہے۔ ایک حضور کی آمد دوسری میری ساٹھویں سالہ سالگرہ، میں نے تمام قوم کو حضور کی زیارت اور سالگرہ کی ضیافت کیلئے مدعو کیا ہے دیکھئے نا چاروں طرف ضیافت کا انتظام پھلوں اور ترکاریوں کے ٹوکرے شکار کے ہرن اور لق لق خوش رنگ اور نیلگوں مچھلیاں اور آبی کیڑے۔

آلس۔ وطلیس کے بیٹے آلس کو ضیافتوں کا بہت شوق ہے اور اچھا ہے میں یہاں سے اُٹھ کر باورچی خانوں کی طرف پہونچ جاؤں کھانوں کے قریب پہونچ کر مجھے مسرت ہوگی۔

وطلیس۔ مجھے ناز ہے میرا بیٹا کھانے کا شوقین ہے اور بسیار خور ہے اور ایسا بسیار خور کہ تمام قوموں اور ملک کو حیرت ہے۔

(آلس باورچی خانوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ اور وطلیس اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور دالانوں سے گزرتے ہوئے ایک زمین دوز چھوٹے سے کمرے کو جاتے ہوئے ایک راستے پر رک جاتا ہے۔ دیوار پر چار آئینے لگے ہوئے ہیں)

بہت خوب قلعہ میں جس قدر تہ خانے اور زمین دوز کمرے ہیں میں اُن سب کو دیکھوں گا۔ وہ سب کھولے جائیں کس قدر خوبصورت ہیں یہ کمرے اور تہ خانے پٹانوں

کو تراش کر بنائے گئے ہیں۔

التبیفس۔ اعلیٰ حضرت ان زمین دوز کمروں میں چٹانوں کے تراشے ہوئے ستون محرابیں ہیں جن پر قلعہ کی بنیادیں رکھی گئی ہیں۔

(پہلا زمین دوز کمرہ کھولا گیا اس میں قسم قسم کے ہتھیار بھرے تھے۔ دوسرے میں لوہے کے گرز اور برچھے تیسرے اور دوسرے میں جنگی ہتھیار چوتھے میں لکڑی کے تختے۔ پانچویں میں نئی نئی تلواریں اور شمشیریں آہنی لبادے لوہے کی ٹوپیاں آتشیں تیروں کے خول آتشی تیر۔ چھٹے میں ترکش ساتویں میں سپاہیوں کی پنڈلیوں اور ٹانگوں کو محفوظ رکھنے والے آہنی غلاف آٹھویں میں سپاہیوں کے بازو اور ہاتھوں کے بچاؤ کے لئے آہنی جوشن اور فولادی دستانے نویں میں آہنی خار اور قبضے زینیں رسیاں نلاخن جانوروں کی گھنٹیاں پتھروں میں شگاف کرنے والے ہتھیار اور آہنی لباس اور زینے۔

وطلیس۔ سارے پہاڑ کو کاٹ کر مکھیوں کا چھتہ بنا دیا گیا ہے۔ جدھر نظر ڈالو خانے ہی خانے ——

وطلیس اُسکا ترجمان فیناس محلوں کا افسر اعلیٰ ھمدویاس اور محافظ دستہ تاریک حجروں میں سے گزرے آگے آگے وحشی خواجہ سراؤں کے ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعلیں دیواروں میں چاروں طرف عجیب آلات ٹنگے ہوئے ہیں جو وحشی قوموں نے انسانوں کو عذاب پہونچانے کے لئے ایجاد کر رکھا ہے۔ موٹی موٹی لوہے کی سلاخیں زہر میں بجھے جاولن شکنجے سنبیاں مگرمچھ کے جبڑے ——

تمھارے پاس اس قدر سامان جنگ ہے یہ مجھے آج معلوم ہوا اگر ضرورت ہو تو تم پچاس ہزار آدمیوں کو مسلح کر سکتے ہو۔ اگر تمھارے کل دشمن ایک ہو کر لڑنے

کی کوشش کریں تو بھی تم کافی ہو۔

انطیفس۔ یہ سب اعلیٰ حضرت کا اقبال ہے۔

وطیلس۔ اس قدر سامان بغیر قیصر کی اجازت تم نے کیسے جمع کر رکھا ان ہتھیاروں کے یہاں موجود ہونے کی پوری کیفیت بیان کرو۔

انطیفس۔ ان میں سے بعض چیزیں تو ایسی ہیں جنھیں چوروں قزاقوں اور جاہل عربوں سے محفوظ رہنے کے لیۓ میں نے جمع کر رکھی ہیں۔ دراصل یہ سارا سامان رومانیوں سے لڑنے کے لیۓ نہیں ہے۔

وطیلس۔ یہ تمھارا وہم ہے تم روما سے لڑ سکتے ہو حاکم شام وطیلس روما کا دوست اور مددگار ہے اور حاکم وطیلس اپنے مستقر پر پہونچنے سے پہلے بھی اگر تم دعوت دو تو تمھاری جنگ قبول کر سکتا ہے۔

انطیفس۔ نہیں حضور نہیں۔۔۔ ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو میرے باپ کے وقت سے چلی آتی ہیں جس طرح سے کبھی تھیں میں نے انھیں رہنے دیا۔

وطیلس۔ پھر بھی میرے باقوت دوست صلح کی کوئی نہ کوئی شکل ہونی چاہیے۔ حاکم شام کی نظروں میں رحم کرم بھی ہے اور قہر و غضب بھی ہے۔

(انطیفس ہردویاس کی طرف دیکھتا ہے اور وہ اپنی ٹانگوں کو بالکل برہنہ کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے)

ہردویاس۔ ہماری تمام چیزوں میں جو چیز ہمارے مقدس مہمان کو پسند ہو ہم نذر کر سکتے ہیں۔

وطیلس۔ فنیاس

فنیاس۔ اعلیٰ حضرت۔

وطیلس۔ ان تمام چیزوں میں نصف چیز ہم نے قبول کیا۔

ہردویاس۔ نصف۔

وطیلس۔ ہاں نصف۔

(وطیلس برہنہ ٹانگوں کو اپنے پیروں سے مس کرتا ہے اور لبوں کا بوسہ دیتا ہے)

اور اس زمین دوز دروازے میں کیا ہے

انطیفس۔ اعلیٰ حضرت یہ دروازہ بند ہے اور اسمیں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

پھر بھی ہماری خواہش ہے دروازہ کھولا جائے۔

یہ دروازہ بہت بھاری ہے اور سوائے جاسیم بابلی کے کوئی نہیں کھول سکتا اور جاسیم بابلی میرے حکم سے قتل ہو چکا ہے۔

تو میں رود فرات کے بہادروں کو حکم دوں گا جنھوں نے مشرق کی تمام سرحدوں پر آباد قلعوں کو ویران کر ڈالا ہے اس دروازے کو توڑ دیں۔

(ایک شور مچتا ہے اور پانچو بہادروں کی ایک صف آگے بڑھتی ہے)

اس سنگین کمرے کو توڑ دو۔

(سردار آگے بڑھتا ہے جسکے کاندھے پر کمان ہے اور ہاتھ میں چابک برہنہ جسم کی تمام نسیں اُبھری ہوئی ہیں پنڈلیوں پر طرح طرح کی پنڈلیاں لپٹی ہوئی ہیں سر پر قاقم لگی ہوئی ٹوپی ڈاڑھی کے تمام بال سفید)

(دیکھتے دیکھتے دروازہ ٹوٹ جاتا ہے اور سب اندر داخل ہوتے ہیں جس کے پاس ایک تاریک زینہ ہے)

وطیلس۔ کس قدر گرم اور اذیت ناک ہے۔

اور مشعلیں روشن کی جاتی ہیں اور غلام پنکھا جھلتے ہیں اور وہ سب کے سب ایک چکّر کھائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں ایک دہلیز ملتی ہے جہاں زمین دوز مقام وسیع ہے کمرے کی پشت پر ایک کھڑکی ہے جو باہر کے رُخ

ایک اونچے پہاڑ پر کھلتی ہے اور پہاڑ اس طرح واقع ہے ایک جانب

قصر اور دوسری طرف ویران درختوں کا سلسلہ گل غسل کی موٹی اور بھدی

بیلیں مرجھائے ہوئے پھول بھیانک چشموں کی بھیانک آوازیں وطلیس

حیرت زدہ ہوتا ہے ایک ہزار کوڑے بندھے ہوئے ہیں)

تھان پر بندھے ہوئے گہری نیلی ایالیں سموں پر لیٹا ہوا اون یہ نقرئی گھوڑے کسقدر

خوبصورت سبک اور تیز ہیں اور ان کو یہاں باندھ رکھا ہے۔

ترجمان۔ اعلیٰ حضرت یہ گھوڑے بہت سبک اور نرم ہیں سبک رفتاری ان کی طائر کی

پرواز سے بڑھ کر ہے اور سخت و سنگلاخ زمینوں میں یہی مہیب سانپوں کیطرح

بل کھاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ تیر کی پرواز انکی تیز رفتاری کا مقابلہ نہیں

کر سکتی ان کے قدم پہاڑوں دروں میں کبھی ٹھوکر نہیں کھاتے اور راستوں کے

غار اور کوہستانی دھاروں کو پھاند جاتے ہیں۔ شب و روز کی مسلسل مسافت

میں یہ کبھی تھکتے نہیں۔

وطلیس۔ معلوم نہیں حاکم اعلیٰ نے ہماری نظروں سے بچا کر ان گھوڑوں کو یہاں کیوں

چھپا رکھا ہے یہ جگہ تو محاصرہ کے لئے مناسب ہے۔

ترجمان۔ ہاں اعلیٰ حضرت ایسی تنگ جگہ ایسے سبک گھوڑوں کا رہنا اچھا نہیں ہے

یہاں ان کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔

وطلیس۔ بالکل ٹھیک کہتے ہو ان گھوڑوں کو اپنی یادداشت میں درج کر لو میں انکو

عنقریب یہاں سے آزاد کر دوں گا۔

انطیفس۔ اعلیٰ حضرت میں نے ان گھوڑوں کو بڑی محنت بڑی جانفشانی اور کھوج کے

بعد جمع کیا ہے۔

وطلیس۔ ہم تمھاری دانشمندی اور دور اندیشی سے خوش ہیں اور تمھارے لئے یہی کیا کم ہے

کہ ہم تم سے خوش ہیں۔ ہر دو اعظم کے مال وزر کے تمام زمین دوز ایوان قوت وحکمت اور دانش کے خزانوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

(سکوت)

اور سامنے کے کمرے میں کیا ہے

انطیفنس۔ دیوتاؤں کی قسم وہاں کوئی مال نہیں ہے۔

وطیلس۔ پھر تم نے وہاں کیا چیز چھپا رکھی ہے۔

انطیفنس۔ کوئی چیز نہیں اعلیٰ حضرت۔

وطیلس۔ حاکم شام سے جھوٹ بولنا روما کے قانون کی رُو سے جرم ہے۔

انطیفنس۔ اعلیٰ حضرت میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں میں نے یہاں ایک آدمی قید کر رکھا ہے۔

وطیلس۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ دروازہ توڑ ڈالا جائے۔

(لشکر کے سپاہی آگے بڑھتے ہیں اور گرزوں سے دروازہ ٹوٹ جاتا ہے)

(دروازہ ٹوٹتے ہی سب پر حیرت طاری ہوجاتی ہے غار سے ایک دردناک آواز آتی ہے جسے سننے سے دل خوف اور حیرت سے دہل جاتے ہیں)

یہ کس کی آواز ہے دردناک خوف زدہ اور حیرت آمیز قلب سوز اور جگر دوز آواز بیقرار اور پرکشش اس تاریکی میں کونسی خوفناک چیز بند ہے۔

(سکوت)

تاریکی دور کی جائے۔

تاریکی دور ہوئی یوحنا اونٹ کے بالوں کا لباس سر کے بال لمبے پریشان اور منتشر آہستہ آہستہ جنبش ہوتی ہے۔ اور وہ اٹھ کر بیٹھتا ہے مدھم روشنی میں، رومانیوں کے سروں کے پرتکلف تاج اور انکی چمک دمک تلواروں اور طلائی قبضوں کی سنہری شعاعیں نیم تاریکی میں انگنت کوندے اٹھتے

تھے اور اُڑ کر بالو پر بیٹھ جاتے تھے۔

یوحنا۔ لعنت ہو تم پر اے صدوقیوں اور فریسیوں اے افعی کے بچوں کی قوم جو غرور و نخوت سے پھٹی پڑتی ہے۔ اے قوم تیری آواز مجیروں کی ٹن ٹن سے زیادہ نہیں ——

سب خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔

ہیرودیاس۔ یوحنا

وطیلس۔ یوحنا

ترجمان۔ یوحنا

آوازیں۔ یوحنا

یوحنا

یوحنا

یوحنا۔ لعنت ہو تجھ پر اے قوم اور لعنت ہے اُن پر جو یہودیہ کے بدخواہ ہیں لعنت ہے افرائیم کے شرابیوں پر جو شاداب اور ثمر ریز وادیوں میں آکر شراب کے نشے میں لغزیدہ پا رہتے ہیں۔

(سکوت، گہرا سکوت خوفزدہ سکوت)

خدا نے انکو بہتے پانی کی طرح نظر سے غائب کر دیا اور اس طرح جیسے کیڑا ریت میں چلنے سے ریت میں دھنس جاتا ہے یا وہ غائب کر دئے گئے مثل اُس کچے بچے کے جسے دنیا کی روشنی دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔

(ہیرودیاس کی طرف دیکھ کر)

اور تو بھی اے موئے آب تو بھی سروستان کے درختوں میں ایک چھوٹی چڑیا کی طرح روپوش ہو جا یا جنگلی خرگوش کی طرح پہاڑوں کی گھاٹیوں اور پتھروں

میں چھپ جا۔

(سکوت)

وہ وقت قریب ہے جب قلعے کے بھاری بھاری پھاٹک اس طرح کچل دئے جائیں گے جیسے اخروٹ کا چھلکا کوئی آسانی سے کچل ڈالے دیواریں ٹوٹ کر گرنے لگیں گی شہروں میں آگ لگ جائے گی خدا کا کوڑا کبھی بند نہ ہوگا وہ تمھارے جسموں کو تمھارے خون میں نہلائے گا اسطرح جیسے رنگریز اپنی ناند میں اُون کو ڈبوتا ہے وہ تم کو اس طرح چیرے گا جیسے ہل زمین کو چیرتا ہے اور وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے تمھاری لاش کو زمین پر بکھیر دے گا۔

(سکوت ایک گہرا سکوت طاری ہے)

وطلیس۔ یہ کس فاتح کا ذکر کرتا ہے۔ کیا اُس کی مراد مجھ سے ایسا غضب تو صرف رومانی دوسروں پر ڈھا سکتے ہیں اور وطلیس رومانی ہے۔

یوحنا۔ شہروں کی جلتی خاک اور بوسیدہ ایوانوں پر ماؤں کی لاشوں کے پاس تمھارے بچے اپنے تئیں گھسیٹتے ہونگے مہیب اور سیاہ رات کی تاریکیوں میں آدمی اپنے چھپنے کی جگہوں سے باہر ویرانوں اور کھنڈروں میں روٹی کا ٹکڑا ڈھونڈیگا۔ محلوں اور ایوانوں میں مہیب گیدڑ اور مہیب گوشت خور جانور تمھاری ہڈیاں چباتے ہوں گے۔

سکوت گہرا سکوت

مشرک تمھاری کنواری بیٹیوں کا رونا پیٹنا آہ وزاری ماتم و فریاد نالہ والم زبردستی بند کر کے اُنکو مجبور کریں گے وہ ستار بجائیں اور نغمہ گائیں۔

سکوت گہرا سکوت

تمھارے مضبوط سے مضبوط بیٹوں کی پُشت بڑے بڑے بوجھوں سے خم ہو جائیگی۔

وطیلس - یہ کس کا ذکر ہے شاید اسے یہودیوں کی جلاوطنی کا زمانہ یاد آرہا ہے۔

(سکوت کی موسیقی بدل جاتی ہے)

یوحنا۔ دنیا کو اُس کے گناہوں اور رنجوں سے چھٹکارہ ملنے والا ہے عرش کے عزّو جلال اور مٹی کے سونا بنجانے کا حال میں تم کو بتاؤں گا۔ میں بتاؤں گا مہیب و بھیانک صحرا ثمر گلاب کی طرح کھل جائے گا اور جو چیز ساٹھ چاندی کے سکّوں میں ملتی ہے وہ ایک اوبل میں ملے گی۔ چٹانوں سے دودھ کے چشمے بہیں گے۔ میخانوں میں لوگ آرام سے سوئیں گی۔ اُس خدا کی حمد و ثنا کرو اور سجدہ کرو جس کی بادشاہت ازلی و ابدی ہے ——

(سکوت)

اے داؤد کے فرزند خدا کی تعریف کر اور خدا کی حمد و ثنا گا۔

(سکوت)

سوائے خدائے ازلی و ابدی کے دوسرا خدا نہیں

(سکوت)

دنیا اور اسکی مسرت فانی ہے۔ بادشاہوں کے تاج بدلتے رہتے ہیں۔

(سکوت)

پرفضا باغوں خوبصورت مجسّموں، عاج جیسے جسموں سے شرم کر لعنت ہے اہب ناپاک ہے ——

وطیلس - خاموش

یوحنا — نہیں۔

(وطیلس اور انطیفس کے گلے میں لٹکی ہوئی شاہی مہر کو توڑ کر یوحنا غار میں پھینک دیتا ہے)

نہیں میں ایک خرس وحشی اور حمار صحرا کی طرح چیخوں گا اور چیخوں گا اُس عورت کی طرح دردِ زہ میں مبتلا ہو ایک محرم سے مباشرت کرنے کا عذاب خدا کی طرف سے تجھ پر شروع ہو گا اور خچر کی طرح تو بے اولاد ہو گا۔

(یوحنا قہر و غضب آنکھوں سے برساتا ہوا زنداں کی سلاخوں کو پکڑ کر ہیرودیاس کی طرف دیکھتا ہے)

شطر بیز بیل تو نے اپنے پاؤں کی جھانجھن بجا بجا کر اپنے مالک کا دل گرفتار کیا اور گھوڑی کی طرح ہنہناتی ہوئی گھوڑے کی طرف آئی پہاڑ کی چوٹی پر اپنا بستر لگایا تاکہ وہاں اپنی قربانی پوری کرے۔

(سکوت)

تو شطر یز بیل ہے خداوند تیرے درخشاں جواہرات تیرے زرق برق پوشاکیں تیرے کتان کے باریک کپڑے تجھ سے چھین لیگا۔ تیرے ہاتھوں سے جوشن اور تیرے پاؤں سے پازیبیں اُتار لیگا اور وہ سونے کے زیور جو تیری پیشانی کے زیب و زینت ہیں تیرے چاندی کے جلا کئے ہوئے آئینے تیری قیمتی پروں کی پنکھیاں اور جوتیاں جن میں صدف کی ایڑیاں لگی ہیں کہ تیرا قد زیادہ بلند معلوم ہو اور تیرے چمکتے دمکتے ہیرے تیرے بالوں کی خوشبو تیرے ناخنوں کا شوخ رنگ وہ تمام سامان جن سے تو ناز و غمزہ دکھاتی ہے۔ غارت ہو جائیگا اور اُنکی جگہ وہ پتھر ہونگے جن سے ایک زانیہ کو سنگسار کیا جاتا ہے۔

(سکوت)

اے بابل کی نابکار بیٹی گر اور خاک پر پیشانی رگڑ اور اپنی پشت پر کوڑے مار کر سے بیٹی اور پاؤں سے جوتیاں اُتار کر پھینک دے ناپاک دامن سمیٹ کر بہتے چشموں میں چل تیری بے شرمی تیرے پیچھے پیچھے ہو گی تمام مردوں میں تو رسوا ہو گی اور تیرا سینہ روتے روتے شق ہو جاوے گا۔ خدا تیرے گناہوں کی بدبو پھیلا رہا ہے اے ملعونہ کتے کی موت مر۔

(سکوت)

"اے خداوند میں نے تیری شہرت سنی اور ڈر گیا
اے خداوند اسی زمانے میں اپنے کام کو بحال کر
اسی زمانے میں اسکو ظاہر کر۔ قہر کے وقت رحم
کو یاد فرما۔ خدا تیمان سے اور قدوس کوہ فاران
سے سلاہ اسکا جلال آسمان پر چھا گیا۔ اور زمین اُس کی حمد سے معمور ہو گئی۔ اُس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی اسکے
ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں اور اُس میں اُس کی قدرت نہاں تھی۔ وبا اُس کے آگے آگے چلتی تھی اور آتشی تیر
اُس کے قدموں سے نکلتے تھے وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی اُس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہو گئیں۔ ازلی
پہاڑ پارہ پارہ ہو گئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ اُس کی راہیں ازلی ہیں۔ میں نے کوشن کے خیموں کو مصیبت میں دیکھا
ملک مدیان کے پردے ہل گئے۔ اے خداوند! کیا تو ندیوں سے بیزار تھا؟ کیا تیرا قہر دریاؤں پر تھا؟ کیا تیرا
غضب سمندر پر تھا کہ تو اپنے گھوڑوں اور فتحیاب رتھوں پر سوار ہوا؟ تیری کمان غلاف سے نکالی گئی۔ تیرا عہد
قبائل کے ساتھ استوار تھا۔ سلاہ تو نے زمین کو
ندیوں سے چیر ڈالا۔ پہاڑ تجھے دیکھ کر کانپ گئے
سیلاب گزر گئے۔ سمندر سے شور اٹھا! اور موجیں
بلند ہوئیں۔ تیرے اڑنے والے تیروں کی روشنی
سے تیرے چمکیلے بھالے کی جھلک سے آفتاب و
مہتاب اپنے برجوں میں ٹھہر گئے تو غضبناک ہو کر
ملک میں سے گزرا تو نے قہر سے قوموں کو پامال کیا
تو اپنے لوگوں کی نجات کی خاطر نکلا ہاں اپنے ممسوح
کی نجات کی خاطر۔ تو نے شریر کے گھر کی چھت گرا دی
اور اسکی بنیاد بالکل کھود ڈالی۔ سلاہ تو نے اسی کے
لٹھ سے اُسکے بہادروں کے سر پھوڑے۔ وہ مجھے پراگندہ
کرنے کو گردباد کی طرح آئے وہ غریبوں کو تنہائی میں
نگل جانے پر خوش تھے۔ تو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر
سمندر سے ہاں بڑے سیلاب سے پار ہو گیا۔ میں نے
سنا اور میرا دل دہل گیا اس شور کے سبب سے میرے

ہونٹ ہلنے لگے۔ میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں اور میں کھڑے کھڑے کانپنے لگا۔ لیکن میں صبر سے ان کے بُرے دن کا منتظر ہوں
جو اکھٹے ہو کر ہم پر حملہ کرتے ہیں۔ اگرچہ انجیر کا درخت نہ پھوٹے اور تاک میں پھل نہ لگے اور زیتون کا حاصل ضائع ہو جائے اور کھیتوں میں
کچھ پیداوار نہ ہو اور بھیڑ خانہ سے بھیڑ جاتی رہیں اور طویلوں میں مویشی نہ ہوں تو بھی میں خداوند سے خوش رہونگا اور اپنے نجات بخش
خدا سے خوش وقت ہونگا۔ خداوند خدا میری توانائی ہے۔ وہ میرے پاؤں ہرنی سے بنا دیتا ہے اور مجھے میری اونچی جگہوں میں چلاتا ہے۔"
(سکوت گہرا سکوت)

وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے
کیونکہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے
تیرے عطر کی خوشبو لطیف ہے
تیرا نام عطر ریختہ ہے
اسی لئے کنواریاں تجھ پر عاشق ہیں
مجھے کھینچ لے ہم تیرے پیچھے دوڑ دیں گی
بادشاہ مجھے اپنے محل میں لے آیا
ہم تجھ میں شادماں و مسرور ہونگی
ہم تیرے عشق کا تذکرہ مے سے زیادہ کرینگی
وہ سچے دل سے تجھ پر عاشق ہیں
☆ اے یروشلم کی بیٹیو!
میں سیاہ فام لیکن خوبصورت ہوں
قیدار کے خیموں
اور سلیمان کے پردوں کی مانند
مجھے مت تاکو کہ میں سیاہ فام ہوں
کیوں کہ میں دھوپ کی جلی ہوں
میری ماں کے بیٹے مجھ سے ناخوش تھے
انھوں نے مجھ سے تاکستانوں کی نگہبانی کرائی
لیکن میں نے اپنے تاکستان کی نگہبانی نہیں کی

★ اے میری جان کے پیارے! مجھے بتا
تو اپنے گلے کو کہاں چراتا ہے اور دوپہر کے وقت کہاں بٹھاتا ہے
کیونکہ میں تیرے رفیقوں کے گلے کے پاس کیوں ماری ماری پھروں؟

★ اے عورتوں میں سب سے جمیلہ! اگر تو نہیں جانتی تو گلہ کے نقش قدم پر چلی جا۔
اور اپنے بزغالوں کو چرواہوں کے خیموں کے پاس پاس چرا

★ اے میری پیاری!
میں نے تجھے فرعون کی گھوڑیوں میں سے ایک کے ساتھ تشبیہ دی ہے
تیرے گال مسلسل زلفوں میں خوشنما ہیں
اور تیری گردن موتیوں کے ہاروں میں
ہم تیرے لئے سونے کے طوق بنائیں گے
اور ان میں چاندی کے پھول جڑیں گے
جب تک بادشاہ تناول فرماتا رہا
میری سنبل کی مہک اڑتی رہی
میرا محبوب میرے لئے دستۂ مر ہے
جو رات بھر میری چھاتیوں کے درمیان پڑا رہتا ہے
میرا محبوب میرے لئے عین جدی کے انگورستان سے مہندی کے پھولوں کا گچھا ہے
دیکھ تو خوبرو ہے اے میری پیاری! دیکھ تو خوبصورت ہے
تیری آنکھیں دو کبوتر ہیں
دیکھ تو بھی خوبصورت ہے اے میرے محبوب! بلکہ مرغوب خاطر ہے
ہمارا پلنگ بھی سبز ہے
ہمارے گھر کے شہتیر دیودار کے

اور ھماری کنواریاں صنوبر کی ھیں
میں شارون کی نرگس
اور وادیوں کی سوسن ھوں
جیسی سوسن جھاڑیوں میں
ویسی ھی میری محبوبہ کنواریوں میں ھے
جیسا سیب کا درخت بن کے درختوں میں
ویسی ھی میرا محبوب نوجوانوں میں ھے
میں نہایت شادمانی سے اُس کے سایہ میں بیٹھی
اور اُس کا پھل میرے منہ میں میٹھا لگا
وہ مجھے میخانہ کے اندر لایا
اور اُس کی محبت کا جھنڈا میرے اوپر تھا
کشمش سے مجھے قرار دو۔ سیبوں سے مجھے تازہ دم کرو
کیونکہ میں عشق کی بیمار ھوں
اُس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ھے
اور دا ھنا ہاتھ مجھے گلے سے لگاتا ھے
★ اے یروشلم کی بیٹیو!
میں تم کو غزالوں اور میدانوں کی ھرنیوں کی قسم دیتی ھوں
کہ تم میرے پیار کو نہ جگاؤ نہ اُٹھاؤ
جب تک وہ اٹھنا نہ چاھے
میرے محبوب کی آواز! دیکھو وہ آرھا ھے
پہاڑوں پر سے کودتا اور ٹیلوں پر سے پھاندتا ھوا چلا آتا ھے

میرا محبوب آھو یا جوان ھرن کی مانند ھے

دیکھ وہ ھماری دیوار کے پیچھے کھڑا ھے

وہ کھڑکیوں سے جھانکتا ھے

وہ جھنجھریوں سے تاکتا ھے

میرے محبوب نے مجھ سے باتیں کی اور کہا

اٹھ میری پیاری! میری نازنین! چلی آ

کیونکہ دیکھ جاڑا گزر گیا

مینھ برس چکا اور نکل گیا

زمین پر پھولوں کی بہار ھے

پرندوں کے چہچہانے کا وقت آپہونچا

اور ھماری سرزمین میں قمریوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

انجیر کے درختوں میں ھرے انجیر پکنے لگے

اور تاکیں پھولنے لگیں

انکی مہک پھیل رھی ھے

سو اُٹھ میری پیاری! میری جمیلہ! چلی آ

★ اے میری کبوتری جو چٹانوں کی دراڑوں میں کڑاروں کی آڑ میں چھپی ھے!

مجھے اپنا چہرہ دکھا مجھے اپنی آواز سُنا

کیونکہ تو ماہ جبین اور تیری آواز شیریں ھے

ھمارے لئے لومڑیوں کو پکڑو۔ اُن لومڑی بچوں کو جو تاکستان خراب کرتے ہیں

کیونکہ ھماری تاکوں میں پھول لگے ھیں۔

میرا محبوب میرا ھے اور میں اُسکی ھوں

وہ سوسنوں کے درمیان چراتا ہے

جب تک دن ڈھلے اور سایہ بڑھے

تو پھر آ اے میرے محبوب! تو غزال یا جوان ہرن کی طرح ہو کر آ

جو باتر کے پہاڑوں پر ہے

میں نے رات کو اپنے پلنگ پر اُسے ڈھونڈا جو میری جان کا پیارا ہے

میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا

اب میں اٹھوں گی اور شہر میں پھرونگی

کوچوں میں اور بازاروں میں

اُسکو ڈھونڈوں گی جو میری جان کا پیارا ہے

میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا.

پہرے والے جو شہر میں پھرتے ہیں مجھے ملے

میں نے پوچھا کیا تم نے اُسے دیکھا جو میری جان کا پیارا ہے ؟

ابھی میں اُن سے تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی

کہ میری جان کا پیارا مجھے مل گیا

میں نے اُسے پکڑ رکھا اور اُسے نہ چھوڑا

جب تک کہ میں اُسے اپنی ماں کے گھر میں

اور اپنی والدہ کے خلوت خانے میں نہ لے گئی

☆ اے یروشلم کی بیٹیو

میں تم کو غزالوں اور میدان کی ہرنیوں کی قسم دیتی ہوں.

کہ تم میرے پیارے کو نہ جگاؤ نہ اُٹھاؤ

جب تک کہ وہ نہ اٹھنا چاہے

یہ کون ہے جو مُر اور لبان سے
اور سوداگروں کے تمام عطروں سے معطّر ہو کر
بیابان سے دھوئیں کے ستونوں کی مانند چلا آتا ہے؟
دیکھو یہ سلیمان کی پالکی ہے
جس کے ساتھ اسرائیلی بہادروں میں سے
ساٹھ پہلوان ہیں
وہ سب کے سب شمشیرزن اور جنگ میں ماہر ہیں
رات کے خطرہ کے سبب سے
ہر ایک کی تلوار اُس کی ران پر لٹک رہی ہے
سلیمان بادشاہ نے لبنان کی لکڑیوں سے
اپنے لئے ایک پالکی بنوائی
اُس کے ڈنڈے چاندی کے بنوائے
اُس کی نشست سونے کی اور گدّی ارغوانی بنوائی
اور اُس کے اندر کا فرش
یروشلم کی بیٹیوں نے عشق سے مرصّع کیا
★ اے صیون کی بیٹیو! باہر نکلو اور سلیمان بادشاہ کو دیکھو
اُس تاج کے ساتھ جو اُس کی ماں نے اُس کے بیاہ کے دن اور اُس کے
دل کی شادمانی کے روز اُس کے سر پر رکھا
دیکھ تو خوبرو ہے اے میری پیاری! دیکھ تو خوبصورت ہے۔
تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو کبوتر ہیں
تیرے بال بکریوں کے گلّے کی مانند ہیں

جو کوہ جلعاد پر بیٹھی ہوں۔
تیرے دانت بھیڑوں کے گلے کے مانند ہیں
جن کے بال کترے گئے ہوں اور جنکو غسل دیا گیا ہو۔
جن میں سے ہر ایک نے دو بچے دیئے ہوں۔
اور اُن میں ایک بھی بانجھ نہ ہو۔
تیرے ہونٹ قرمزی ڈورے ہیں
تیرا منہ دلفریب ہے
تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے
انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں
تیری گردن داؤد کا برج ہے۔ جو سلاح خانہ کے لئے بنا جس پر ہزار
سپریں لٹکائی گئی ہیں
وہ سب کی سب پہلوانوں کی سپریں ہیں
تیری دونوں چھاتیاں دو توام آہو بچے ہیں
جو سوسنوں میں چرتے ہیں
جب تک دن ڈھلے اور سایہ بڑھے
میں مر کے پہاڑ اور لبان کے ٹیلے پر جا رہوں گا
★ اے میری پیاری! تو سراپا جمال ہے
تجھ میں کوئی عیب نہیں
لبنان سے میرے ساتھ اے دلہن!
تو لبنان سے میرے ساتھ چلی آ
امانہ کی چوٹی پر سے

سینہ اور حرموں کی چوٹی پر سے
شیروں کی ماندوں سے
اور چیتوں کے پہاڑوں پر سے نظر دوڑا

★ اے میری پیاری! میری زوجہ تونے میرا دل لوٹ لیا اپنی ایک نظر سے
اپنی گردن کے ایک طوق سے تونے میرا دل غارت کر لیا۔

★ اے میری پیاری! میری زوجہ! تیرا عشق کیا خوب ہے۔
تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے
اور تیرے عطروں کی مہک ہر طرح کی خوشبو سے بڑھ کر ہے

★ اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے
شہد و شیر تیری زبان تلے ہیں
تیری پوشاک کی خوشبو لبنان کی سی ہے
میری پیاری! میری زوجہ! ایک مقفّل باغیچہ ہے
وہ محفوظ سوتا اور سربمہر چشمہ ہے
تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دار انار ہیں
مہندی اور سنبل بھی ہیں
جٹاماسی اور زعفران
بید مشک اور دار چینی اور لبان کے تمام درخت
مر اور عود اور ہر طرح کی خاص خوشبو
تو باغوں میں ایک منبع
آب حیات کا چشمہ
اور لبنان کا جھرنا ہے

★ اے بادِ شمال بیدار ہو! اے بادِ جنوب چلی آ!
میرے باغ پر سے گزر تاکہ اُس کی خوشبو پھیلے
میرا محبوب اپنے باغ میں آئے
اور اپنے لذیذ میوے کھائے
میں اپنے باغ میں آیا ہوں اے میری پیاری میری زوجہ!
میں نے اپنا مُر اپنے بلسان سمیت جمع کر لیا
میں نے اپنا شہد چھتے سمیت کھا لیا
میں نے اپنی مے دودھ سمیت پی لی۔
★ اے دوستو! کھاؤ پیو
پیو! ہاں اے عزیزو! خوب جی بھر کے پیو
میں سوتی ہوں پر میرا دل جاگتا ہے
میرے محبوب کی آواز ہے جو کھٹکھٹاتا اور کہتا ہے
میرے لئے دروازہ کھول میری محبوبہ! میری پیاری! میری کبوتری! میری پاکیزہ
کیونکہ میرا سر شبنم سے تر ہے
اور میری زلفیں رات کی بوندوں سے بھری ہیں
میں تو کپڑے اُتار چکی اب پھر کیسے پہنوں؟
میں تو اپنے پاؤں دھو چکی اب اُنکو کیوں میلا کروں؟
میرے محبوب نے اپنا ہاتھ سے سے اندر کیا
اور میرے دل و جگر میں اس کے لئے جنبش ہوئی
میں اپنے محبوب کے لئے دروازہ کھولنے کو اُٹھی
اور میرے ہاتھ سے مُر ٹپکا

میری انگلیوں سے رقیق مر ٹپکا
اور قفل کے دستوں پر پڑا
میں نے اپنے محبوب کے لئے دروازہ کھولا
لیکن میرا محبوب مڑ کر چلا گیا تھا
جب وہ بولا تو میں بے حواس ہو گئی
میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا
میں نے اُسے پکارا پر اس نے مجھے کچھ جواب نہ دیا
پہرے والے جو شہر میں پھرتے ہیں مجھے ملے
اُنھوں نے مجھے مارا اور گھائل کیا
شہر پناہ کے محافظوں نے میری چادر مجھ سے چھین لی
★ اے یروشلم کی بیٹیو! میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ اگر میرا محبوب تم کو مل جائے
تو اس سے کہہ دینا کہ میں عشق کی بیمار ہوں
تیرے محبوب کو کسی دوسرے محبوب پر کیا فضیلت ہے؟
★ اے عورتوں میں سب سے جمیلہ!
تیرے محبوب کو کسی دوسرے محبوب پر کیا فوقیت ہے
جو تو ہم کو اس طرح قسم دیتی ہے
میرا محبوب سُرخ و سفید ہے
وہ دس ہزار میں ممتاز ہے
اسکا سر خالص سونا ہے
اُسکی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں
اُس کی آنکھیں اُن کبوتروں کی مانند ہیں

جو دودھ میں نہا کر لبِ دریا تمکنت سے بیٹھے ہوں
اُس کے رخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی اُبھری ہوئی کیاریاں ہیں
اُس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُر ٹپکتا ہے
اُس کے ہاتھ زبرجد سے مرصع سونے کے حلقے ہیں
اُس کا پیٹ ہاتھی دانت کا کام ہے جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں
اُس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگِ مرمر کے ستون ہیں
وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشکِ سرو ہے
اُس کا منہ ازبس شیریں ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے

★ اے یروشلم کی بیٹیو!
یہ ہے میرا محبوب یہ ہے میرا پیارا
تیرا محبوب کہاں گیا؟
اے عورتوں میں سب سے جمیلہ!
تیرا محبوب کس طرف کو نکلا
کہ ہم تیرے ساتھ اُس کی تلاش میں جائیں
میرا محبوب اپنے بوستاں میں بلساں کی کیاریوں کی طرف گیا ہے
تاکہ باغوں میں چرائے اور سوسن جمع کرے
میں اپنے محبوب کی ہوں اور میرا محبوب میرا ہے
وہ سوسنوں میں چراتا ہے

★ اے میری پیاری! تو تِرضہ کی مانند خوبصورت ہے
یروشلم کی مانند خوش منظر
اور علمدار لشکر کی مانند مہیب ہے

اپنی آنکھیں میری طرف سے پھیر لے
کیونکہ وہ مجھے گھبرا دیتی ہیں
تیرے بال بکریوں کے گلے کی مانند ہیں
جو کوہ جلعاد پر بیٹھی ہوں
تیرے دانت بھیڑوں کے گلے کی مانند ہیں
جن کو غسل دیا گیا ہو
جن میں سے ہر ایک نے دو بچے دئے ہوں
اور ان میں ایک بھی بانجھ نہ ہو
تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے
انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں
ساٹھ رانیاں اور اسی حرمیں
اور بیشمار کنواریاں بھی ہیں
پر میری کبوتری، میری پاکیزہ بے نظیر ہے
وہ اپنی ماں کی اکلوتی
وہ اپنی والدہ کی لاڈلی ہے
بیٹیوں نے اُسے دیکھا اور اُسے مبارک کہا
رانیوں اور حرموں نے دیکھ کر اُس کی ستائش کی
یہ کون ہے جس کا ظہور صبح کی مانند ہے
جو حسن میں ماہتاب
اور نور میں آفتاب
اور علمدار لشکر کی مانند مہیب ہے ؟

میں چلغوزوں کے باغ میں گیا
کہ وادی کی نباتات پر نظر کروں
اور دیکھوں کہ تاک میں غنچے
اور اناروں میں پھول نکلے ہیں کہ نہیں
مجھے ابھی خبر بھی نہ تھی کہ میرے دل نے
مجھے میرے امرا کے رتھوں پر چڑھا دیا
لوٹ آ لوٹ آ اے شولمیت!
لوٹ آ لوٹ آ کہ ہم تجھ پر نظر کریں
تم شولمیت پر کیوں نظر کرو گے
گویا وہ دو لشکروں کا ناچ ہے؟
★ اے امیر زادی تیرے پاؤں جوتیوں میں کتنے خوبصورت ہیں!
تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے
جن کو کسی استاد کاریگر نے بنایا ہو
تیری ناف گول پیالہ ہے
جس میں ملائی ہوئی مے کی کمی نہیں
تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے
جس کے گرداگرد سوسن ہوں
تیری چھاتیاں دو آہو بچے ہوں
جو توام پیدا ہوئے ہیں
تیری گردن ہاتھی دانت کا برج ہے
تیری آنکھیں بیت ربیم کے پھاٹک کے پاس حسبون کے چشمے ہیں۔

تیری ناک لبنان کے برج کی مثال ہے
جو دمشق کے رُخ بنا ہے
تیرا سر تجھ پر کومل کی مانند ہے
اور تیرے سر کے بال ارغوانی ہیں
بادشاہ تیری زلفوں میں اسیر ہے
★ اے محبوبہ! عیش و عشرت کے لئے
تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے!
یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔
اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں
میں نے کہا میں اس کھجور پر چڑھوں گا
اور اس کی شاخوں کو پکڑوں گا
تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں
اور تیری سانس کی خوشبو سیب کی سی ہو
اور تیرا منہ بہترین شراب کی مانند ہو
جو میرے محبوب کی طرف سیدھی چلی جاتی ہے
اور سونے والوں کے ہونٹوں پر سے آہستہ آہستہ بہہ جاتی ہے
میں اپنے محبوب کی ہوں
اور وہ میرا مشتاق ہے
★ اے میرے محبوب! چل ہم کھیتوں میں سیر کریں اور گاؤں میں رات کاٹیں
پھر تڑکے انگورستان میں چلیں
اور دیکھیں آیا تاک شگفتہ ہے اور اُس میں پھول نکلے ہیں

اور انار کی کلیاں کھلی ہیں یا نہیں
وہاں میں تجھے اپنی محبت دکھاؤں گی
مردم گیاہ کی خوشبو پھیل رہی ہے
اور ہمارے دروازوں پر ہر قسم کے تر و خشک میوے ہیں
جو میں نے تیرے لئے جمع کر رکھے ہیں۔ اے میرے محبوب!
کاش کہ تو میرے بھائی کی مانند ہوتا
جس نے میری ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیا!
میں تجھے جب باہر پاتی تو تیری چھیاں لیتی
اور کوئی مجھے حقیر نہ جانتا۔
میں تجھ کو اپنی ماں کے گھر میں لیجاتی
وہ مجھے سکھاتی
میں اپنے اناروں کے رس سے
تجھے ممزوج مے پلاتی
اُس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہوتا
اور دہنا مجھے گلے سے لگاتا
★ اے یروشلم کی بیٹیو! میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ تم میرے پیارے کو نہ جگاؤ نہ اُٹھاؤ
جب تک کہ وہ اُٹھنا نہ چاہے
یہ کون ہے جو بیابان سے
اپنے محبوب پر تکیہ کئے چلی آتی ہے؟
میں نے تجھے سیب کے درخت کے نیچے جگایا
جہاں تیری ولادت ہوئی

جہاں تیری والدہ نے تجھے جنم دیا
نگین کی مانند مجھے اپنے دل میں لگا رکھ اور تعویذ کی مانند اپنے بازو پر
کیونکہ عشق موت کی مانند زبردست ہے
اور غیرت پاتال سی بے مروت ہے
اُس کے شعلے آگ کے شعلے ہیں
اور خداوند کے شعلہ کی مانند
سیلاب عشق کو بجھا نہیں سکتا
باڑھ اُس کو ڈبا نہیں سکتی
اگر آدمی محبت کے بدلے اپنا سب کچھ دے ڈالے
تو وہ سراسر حقارت کے لائق ٹھہرے گا
ہماری ایک چھوٹی بہن ہے
ابھی اُس کی چھاتیاں نہیں اُٹھیں
جس روز اُس کی بات چلے
ہم اپنی بہن کے لئے کیا کریں؟
اگر وہ دیوار ہو
تو ہم اس پر چاند کا برج بنائیں گے
اور اگر وہ دروازہ ہو
تو ہم اُس پر دیودار کے تختے لگائیں گے
میں دیوار ہوں اور میری چھاتیاں برج ہیں
اور میں اُس کی نظر میں سلامتی یافتہ کی مانند تھی

بعل ہامون میں سلیمان کا تاکستان تھا
اُس نے اُس تاکستان کو باغبانوں کے سپرد کیا
کہ اُن میں سے ہر ایک اُس کے پھل کے بدلے ہزار مثقال چاندی ادا کرے
میرا تاکستان جو میرا ہی ہے میرے سامنے ہے

★ اے سلیمان تو تو ہزار لے
اور اُس کے پھل کے نگہبان دو سو پائیں

★ اے بوستان میں رہنے والی!
رفیق تیری آواز سنتے ہیں
مجھ کو بھی سنا

اے میرے محبوب! جلدی کر
اور اُس غزال یا آہو بچے کی مانند ہو جا
جو بلسانی پہاڑوں پر ہے

غزل الغزلات

(گہرا سکوت)

مانیوس۔ اعلیٰ حضرت اجازت ہو تو مانیوس ابھی گلا گھونٹ سکتا ہے۔
انطیفس۔ نہیں نہیں۔

وطیلس انطیفس کی طرف دیکھتا ہے ہر دو یاس وہاں سے چلی جاتی ہے۔

وطیلس۔ یہاں میں اپنے کچھ آدمی نگرانی کے لئے چھوڑتا ہوں مجھے احتمال ہے کہیں یہ جادوگر یہودیوں اور یہودیوں کے خدا کا نبی بھاگ نہ جائے۔

(وطیلس انطیفس کی طرف قہر و غضب کی نگاہوں سے دیکھتا ہے)

انطیفس۔ میں اپنے گذشتہ اعمال کی صفائی اور موجودہ حال کی معذرت کرتا ہوں۔

وطیلس۔ اس کی ضرورت نہیں حاکم شام تمھارا دوست ہے اور تم اور تمھاری ساری قوم اُس کی پناہ میں ہے۔

(آہستہ آہستہ اُمراء اور وزراء سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں)

ایک آمیر۔ بھائی کی بیوی سے شادی کرنا کیا گناہ ہے۔

دوسرا۔ پر بات یہ ہے ہیرودیاس بیوہ نہ تھی اور اسکا شوہر زندہ تھا۔

تیسرا۔ اور وہ صاحب اولاد بھی تھی۔

پہلا۔ یہی سب سے بڑا گناہ ہے اسی لئے دیوتا ناخوش ہیں۔

چوتھا۔ ایسی شادیوں کو بُرا سمجھا گیا ہے۔ پر ان کی ممانعت نہیں ہے۔

پہلا۔ حاکم اعلیٰ نے یہ کوئی اچھا نہ کیا۔

(انطیفس اُنکی طرف دیکھتا ہے)

انطیفس۔ (انتہائی غصہ میں)۔ اس سے کیا ہوتا ہے تمام دنیا میری دشمن ہے اور تمام دنیا میرے ساتھ بے انصافی کر رہی ہے سراسر بے انصافی مگر یہ کیوں؟

وطیلس۔ ایسی احمقانہ نکتہ چینیوں پر پریشان ہونا ہرگز زیبا نہیں میرے دوست یہ باتیں ایسی ہیں جس کا انسان کو کبھی خیال نہ کرنا چاہیئے۔ یوحنا کے قہر و غضب پر یہنو اور یہنو کاہنوں اور اُمراؤں کے اعتراضات پر یہ سب محض ایک فضول بکواس ہے۔ اور بکواس سے دل کا شرمندہ ہونا کوئی بات نہیں۔

انطیفس۔ اعلیٰ حضرت یوحنا ہی آدمی ہے جس نے لوگوں سے کہا ہماری حکومتوں کو تسلیم نہ کریں اور ہمیں محصول دینا بند کر دیں۔

وطیلس۔ اچھا اس شخص کو بھی سزا دینی ہی پڑے گی۔ بہر حال یوحنا آج سے رومانیوں کی

کی سپردگی میں ہے اور رومانی پہرے دار بہرکیف زیادہ قوی اور زیادہ مضبوط ہیں۔

(آفتاب غروب ہونے کو ہے شفق کی گلابی روشنی ہر طرف پھیل چکی ہے۔ تمام چیزوں پر دھندھلکا چھا رہا ہے اور تاریکیوں کی آمد سے ہر چیز خوفزدہ ہے۔ انطیفس طلائی محراب تلے بیحد افسردہ اور غمزدہ بحر روط کی طرف دیکھ رہا ہے دور نمک کی کانوں میں کندن کا ڈھیر ہے قریب ہی عربوں کے سیاہ خیمے دھندھلکوں میں مہیب معلوم ہو رہے ہیں۔)

انطیفس۔ کہیں سکون و آرام نہیں۔

قدموں کی چاپ

کون؟

فانیول۔ فانیول

(اُس نے فانیول کی طرف دیکھا نیچی عبا پہنے تھا سر کے بال کندھوں پر بکھرے تھے)

انطیفس۔ یوحنا اب رومانیوں کی سپردگی میں ہے اور اب اگر میں رہا بھی کرنا چاہوں تو اُس قیدی کو رہا نہیں کر سکتا۔

فانیول۔ اعلیٰ حضرت مجھے معلوم ہے خدا قہر و غضب کے طوفانوں کو بھیجے گا اور سارے جہاں پر غم کی تاریکی چھا جائے گی اور آدم کے بیٹوں کو کبھی نجات نہ ملے گی۔

انطیفس۔ فانیول اب اگر وہ قید میں رہا تو اس میں میرا قصور نہ ہوگا۔

فانیول۔ مجھے معلوم تھا ایسا ہوگا۔ اس ماہ کی ابتدا سے ہر روز صبح طلوع آفتاب سے قبل میں آسمانوں کے ستاروں اور گمشدہ برجوں کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں جس وقت برج پرسیوس سمت الراس پر تھا آغالہ اُس وقت مشکل سے نظر آتا تھا۔

النوں میں روشنی اس سے بھی کم تھی میراکتیس بالکل ہی غروب ہوچکا تھا ان
سب ستاروں اور برجوں سے خبر ملتی ہے آج شب اس ایوان شاہی میں
کوئی بڑا آدمی مرنے والا ہے۔

انطیفس۔کون مرنے والا ہے۔ وطیلس کے چاروں طرف پہرے والے ہوشیار رہیں۔

فانیول۔میں صرف اتنا جانتا ہوں کوئی مرنے والا ہے۔

انطیفس۔ممکن ہے عرب پھر پلٹ آئیں اور اس پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوجائیں یا ہوسکتا ہے جو تعلقات پارتھیا والوں سے ہیں ان کا راز وطیلس پر کھل جائے یا ہوسکتا ہے یروشلم سے آئے ہوئے کاہنوں کی اس جماعت میں سے کوئی وطیلس کا خون کردے۔

فانیول۔میں صرف یہ جانتا ہوں کہ کوئی بڑا آدمی مرنے والا ہے۔

انطیفس۔کچھ بھی ہو میں دیوتاؤں سے رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔

(انطیفس وہاں سے اٹھ کر ہردویاس کے کمرے میں داخل ہوتا ہے سنگ سماق کے پیالے میں عود روشن ہے اور اس کی تیز خوشبوناک میں گھستی جارہی ہے۔ تمام طاق و محراب پر چھوٹے چھوٹے پیالوں میں طرح طرح کے سفوف اور روغن جل رہے ہیں باریک پوشاکیں بادلوں کا سا غبار تاروں سے زیادہ لطیف اور سبک اور نرم اور روشن)

انطیفس۔یہاں کیا کر رہی ہو ابھی تھوڑی دیر میں کھانا شروع ہونے والا ہے۔

ہردویاس۔مجھے معلوم ہے۔

انطیفس۔اس قدر افسردہ کیوں ہو۔

ہردویاس۔اس لئے کہ میرا شوہر ایک فسوں گر ہے اور اس کی فسوں گری سے طلسم نہیں افسردگی پیدا ہوتی ہے۔

انطیفس۔ بات کیا ہے۔

ھرودیاس ۔ بات صرف یہ ہے چار صوبوں کا حاکم بیحد بزدل ہے اُس کو ہر وقت عربوں اور یہودیوں کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے اور اسی لئے وہ ہر وقت رومانی عبا اور اسلحہ کی پناہ ڈھونڈتا رہتا ہے۔ اچھا ہوتا اگر حاکم شام جلاوطن کر دیتا یا تمھارا خون ....

انطیفس ۔ ہر وقت تلخ و تیز باتوں سے کیا حاصل

(ہرودیاس کوئی جواب نہیں دیتی اور سونے کا ایک چھوٹا سا صندوقچہ کھولتی ہے اور اُس میں سے کوئی چیز نکالتی ہے)

ھرودیاس۔ لو۔

انطیفس ۔ یہ کیا۔

ھرودیاس ۔ یہ چاندی کا ایک قرص ہے۔ جس پر امپراطور طائی بیروس کی تصویر ہے یہ وہ طلسمی قرص ہے جسکی وجہ سے تمام الزام دینے والوں کا رنگ فق ہو جائیگا۔ اور جو شخص بھی بدکلامی کرے گا اُس کو دیوتاؤں کا دیوتا سزا دے گا۔ اور وہ گونگا ہو جائے گا۔

انطیفس ۔میں تمھارا شکر گزار ہوں۔

(انطیفس ایک پردے کی طرف دیکھتا ہے ایک برہنہ ساعد کیطرف دیکھتا ہے)

انطیفس ۔ یہ کون ہے۔ یہ تو کسی نازنین کا بازو ہے۔ اتنا حسین اور نازک گرم اور گداز معلوم ہوتا ہے یونان کے مشہور سنگتراش پولی کریشن نے اسکو عاج سے تراش کر بنایا ہے۔ کون ہے۔ کیا یہ عورت تمھاری کنیزوں میں ہے۔
(سکوت)

ھرودیاس ۔ (غرور سے) ہاں، کیوں کیا مطلب۔

مغموم آوازیں ـــــــ افسردہ ۔۔ غم زدہ ۔۔۔ لرزیدہ

وہ بستی جو خلقت سے معمور تھی کیسی خالی پڑی ہے

وہ خاتون اقوام بیوہ سی ہو گئی

وہ ملکۂ ممالک باجگزار بن گئی

وہ رات کو زار زار روتی ہے اُس کے آنسو رخساروں پہ بہتے ہیں

اُس کے چاہنے والوں میں کوئی نہیں جو اُسے تسلّی دے

اُس کے سب دوستوں نے اُسے دغا دی۔ وہ اُس کے دشمن ہو گئے،

یہوداہ ظلم اور سخت مشقت کے سبب سے جلاوطن ہوا

وہ اقوام کے درمیان سکونت پذیر اور بے آرام ہے

اُس کے سب ستانے والوں نے اُسے گھاٹیوں میں جا لیا

صیّون کی راہیں ماتم کرتی ہیں کیونکہ عید کے لئے کوئی نہیں آتا۔

اُس کے سب پھاٹک سنسان ہیں اُس کے کاہن آہیں بھرتے ہیں

اُس کی کنواریاں مصیبت زدہ ہیں اور وہ خود غمگین ہے

اُس کے مخالف غالب آئے اور دشمن خوشحال ہوئے

کیونکہ خداوند نے اُس کے گناہوں کی کثرت کے باعث اُسے رنج میں ڈالا

اُس کی اولاد کو دشمن اسیری میں ہانک لے گئے۔

دخترِ صیّون کی سب شان و شوکت جاتی رہی

اُس کے امرا اُن ہرنوں کے مانند ہو گئے ہیں جنکو چراگاہ نہیں ملتی اور شکاری کے سامنے عاجز ہو جاتے ہیں

یروشلم کو اپنے رنج و مصیبت کے ایام میں جب اس کے باشندے دشمن کا
شکار ہوئے اور کسی نے مدد نہ کی اپنی گذشتہ زمانہ کی سب نعمتیں یاد آئیں
دشمنوں نے اسے دیکھ کر اُس کی بربادی پر ہنسی اڑائی
یروشلم سخت گناہ کر کے نجس ہو گیا
جو اُس کی تعظیم کرتے تھے اُسے حقیر جانتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اسکی برہنگی دیکھی
ہاں وہ خود آہیں بھرتا اور منہ پھیر لیتا ہے
اُس کی نجاست اس کے دامن میں ہے۔ اُس نے اپنے انجام کا خیال نہ کیا
اس لئے وہ نہایت پست ہے اور اسے تسلی دینے والا کوئی نہیں رہا
اے خداوند میری مصیبت پر نظر کر کیونکہ دشمن نے گھمنڈ کیا ہے۔ دشمن نے
اس کی تمام نفیس چیزوں پر ہاتھ بڑھایا ہے
اُس نے اپنے مقدس میں اقوام کو داخل ہوتے دیکھا ہے۔ جن کی بابت تو نے
فرمایا تھا کہ وہ تیری جماعت میں داخل نہ ہوں اُس کے سب باشندے
کراہتے اور روٹی ڈھونڈتے ہیں۔
انھوں نے اپنی نفیس چیزیں دے ڈالیں تاکہ روٹی سے تازہ دم ہوں
اے خداوند مجھ پر نظر کر کیونکہ میں ذلیل ہو گیا
اے سب آنے جانے والو! کیا تمھارے نزدیک یہ کچھ نہیں؟ نظر کرو اور دیکھو!
کیا کوئی غم میرے غم کی مانند ہے جو مجھ پر آیا ہے
جسے خداوند نے اپنے قہر شدید کے وقت نازل کیا؟
اُس نے عالم بالا سے میری ہڈیوں میں آگ بھیجی اور وہ ان پر غالب آئی
اُس نے میرے پاؤں کے لئے دام بچھایا۔ اُس نے مجھے پیچھے لوٹایا
اُس نے مجھے دن بھر ویران و بیتاب کیا

میری خطاؤں کا جوا اسی کے ہاتھ سے باندھا گیا ھے

وہ باہم پیچیدہ میری گردن پر ھیں اُس نے مجھے ناتواں کر دیا ھے

خداوند نے مجھے اُن کے حوالے کیا ھے جنکے مقابلے کی مجھ میں تاب نہیں

خداوند نے میرے اندر ہی میرے بہادروں کو ناچیز ٹھہرایا

اُس نے میرے خلاف ایک خاص جماعت کو بلایا کہ میرے بہادروں کو کچلے

خداوند نے یہوداہ کی کنواری بیٹی کو گویا کولھو میں کچل ڈالا

اِسی لئے میں گریاں ھوں۔ میری آنکھیں اشکبار ھیں کیونکہ تسلی دینے والا

جو میری جان کو تازہ کرے مجھ سے دور ھے

میرے بال بچے بیکس ہیں کیونکہ دشمن غالب آگیا

صیون نے ہاتھ پھیلائے۔ اُسے تسلی دینے والا کوئی نہیں

یعقوب کی بابت خداوند نے حکم دیا ھے کہ اس کے ارد گرد والے اُس کے دشمن ھوں

یروشلم اُن کے درمیان نجاست کی مانند ھے

خداوند صادق ھے۔ کیونکہ میں نے اُس کے حکم سے سرکشی کی ھے

اے سب لوگو میں منت کرتا ھوں۔ سنو اور میرے دکھ پر نظر کرو میری

کنواریاں اور میرے جوان اسیر ھو کر چلے گئے

میں نے اپنے دوستوں کو پکارا۔ انھوں نے مجھے دغا دی۔ میرے کاھن

اور بزرگ اپنی جان کو تازہ کرنے کے لئے شہر میں کھانا ڈھونڈھتے

ڈھونڈتے ہلاک ھو گئے

اے خداوند دیکھ میں تباہ حال ھوں میرے اندر پیچ و تاب ھے

میرا دل میرے اندر مضطرب ھے کیونکہ میں نے سخت بغاوت کی ھے

باھر تلوار بے اولاد کرتی ھے۔ اور گھر میں موت کا سامنا ھے

انھوں نے میری آہیں سنی ہیں۔ مجھے تسلی دینے والا کوئی نہیں۔
میرے سب دشمنوں نے میری مصیبت سنی۔ وہ خوش ہیں کہ تو نے ایسا کیا
تو وہ دن لائیگا جس کا تو نے اعلان کیا ہے اور میری مانند ہو جائیں گے۔
اُن کی تمام شرارت تیرے سامنے آئے
اُن سے وہی کر جو تو نے میری تمام خطاؤں کے باعث مجھ سے کیا ہے
کیونکہ میری آہیں بیشمار ہیں میرا دل نڈھال ہے
خداوند نے اپنے قہر میں دخترِ صیون کو کیسا بادل سے چھپا دیا اُس نے
اُس نے اسرائیل کے جمال کو آسمان سے زمین پر گرا دیا
اور اپنے قہر کے دن اپنے پاؤں کی چوکی کو نہ یاد کیا
خداوند نے یعقوب کے تمام گھر غارت کئے اور رحم نہ کیا
اُس نے اپنے قہر میں دخترِ یہوداہ کے تمام قلعے گرا کر خاک میں ملا دیئے۔
اُس نے مملکت اور اُس کے امرا کو ناپاک ٹھہرایا۔
اُس نے قہرِ شدید میں اسرائیل کا سینگ بالکل کاٹ ڈالا
اُس نے دشمن کے سامنے سے دہنا ہاتھ کھینچ لیا
اور اُس نے شعلہ زن آگ کی طرح جو چاروں طرف بھسم کرتی ہے یعقوب
کو جلا دیا
اُس نے دشمن کی طرح کمان کھینچی۔ مخالف کی طرح دہنا ہاتھ بڑھایا
اور دخترِ صیون کے خیموں میں سب حسینوں کو قتل کیا
اُس نے اپنے قہر کی آگ کو انڈیل دیا
خداوند دشمن کی مانند ہو گیا وہ اسرائیل کو نگل گیا
وہ اس کے تمام قصروں کو نگل گیا۔ اُس نے اُسی کے قلعہ مسمار کر دیئے

اور اُس نے دخترِ یہوداہ میں ماتم و نوحہ فراواں کر دیا
اور اُس نے اپنے مسکن کو یک لخت تباہ کر دیا گویا خیمۂ باغ تھا
اور اپنے مجمع کے مکان کو برباد کر دیا
خداوند نے مقدس عیدوں اور سبتوں کو صیون سے فراموش کرا دیا
اور اپنے قہر کے جوش میں بادشاہ اور کاہن کو ذلیل کیا
خداوند نے اپنے مذبح کو رد کیا۔ اُس نے اپنے مقدس سے نفرت کی
اُس کے قصروں کی دیواروں کو دشمن کے حوالے کر دیا
اُنھوں نے خداوند کے گھر میں ایسا شور مچایا جیسا عید کے دن
خداوند دخترِ صیون کی فصیل گرانے کا ارادہ کیا
اُس نے ڈوری ڈالی ہے اور برباد کرنے سے دست بردار نہیں ہوا
اُس نے فصیل اور دیوار کو مغموم کیا۔ وہ باہم ماتم کرتی ہیں
اُس کے دروازے زمین میں غرق ہو گئے اُس نے اُس کے بینڈوں کو توڑ
کے برباد کر دیا۔
اُس کے بادشاہ اور اُمرا بے شریعت اقوام میں ہیں
اُس کے نبی بھی خداوند کی طرف سے کوئی رویا نہیں دیکھتے
دخترِ صیون کے بزرگ خاک نشیں اور خاموش ہیں
وہ اپنے سروں پر خاک ڈالتے اور ٹاٹ اوڑھتے ہیں
یروشلم کی کنواریاں زمین تک سرنگوں ہوتی ہیں
میری آنکھیں روتے روتے دھندلا گئیں۔ میرے اندر پیچ و تاب ہے
میری دخترِ قوم کی بربادی کے باعث میرا کلیجہ نکل آیا ہے
کیونکہ چھوٹے بچے اور شیر خوار شہر کے کوچوں میں بیہوش ہیں

جب وہ شہر کے کوچوں میں کے زخمیوں کی طرح غش کھاتے اور جب
ماؤں کی گود میں جاں بلب ہوتے ہیں
تو اُن سے کہتے ہیں غلہ اور مے کہاں ہے؟
اے دخترِ یروشلم میں تجھے کیا نصیحت کروں اور کس سے تشبیہ دوں۔
اے کنواری دخترِ صیون تجھے کس کی مانند جان کر تسلی دوں؟
کیونکہ تیرا زخم سمندر سا بڑا ہے۔ تجھے کون شفا دے گا؟
تیرے نبیوں نے تیرے لئے باطل اور بیہودہ رویا دیکھیں
اور تیری بدکرداری ظاہر نہ کی تاکہ تجھے اسیری سے واپس لاتے بلکہ تیرے
لئے جھوٹے پیغام اور جلاوطنی کے سامان دیکھے
سب آنے جانے والے تجھ پر تالیاں بجاتے ہیں
وہ دخترِ یروشلم پر سسکارتے اور سر ہلاتے ہیں
کہ کیا یہ وہی شہر ہے جسے لوگ کمالِ حسن اور فرحتِ جہاں کہتے تھے؟
تیرے سب دشمنوں نے تجھ پر منہ پسارا ہے
وہ سسکارتے اور دانت پیستے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم اُسے نگل گئے
بیشک ہم اسی دن کے منتظر تھے سو آ پہنچا اور ہم نے دیکھ لیا
خداوند نے جو ٹھانا وہی کیا
اُس نے اپنے کلام کو جو ایامِ قدیم میں فرمایا تھا پورا کیا۔
اُس نے گرا دیا اور رحم نہ کیا اور اُس نے دشمن کو تجھ پر شادمان کیا
اُس نے تیرے مخالفوں کا سینگ بلند کیا
اُن کے دلوں نے خداوند سے فریاد کی
اے دخترِ صیون کی فصیل شب و روز آنسو نہر کی طرح جاری رہیں

تو بالکل آرام نہ لے۔ تیری آنکھ کی پتلی آرام نہ کرے

اُٹھ رات کو پہروں کے شروع میں فریاد کر

خداوند کے حضور اپنا دل پانی کی طرح انڈیل دے

اپنے بچوں کی زندگی کے لئے جو سب کوچوں میں بھوک سے بیہوش پڑے ہیں

اُس حضور میں دستِ دعا بلند کر

اے خداوند نظر کر اور دیکھ کہ تو نے کس سے یہ کیا!

کیا عورتیں اپنے پھل یعنی اپنے لاڈلے بچوں کو کھائیں؟

کیا کاہن اور نبی خداوند کے مقدس میں قتل کئے جائیں گے

پیر و جوان گلیوں میں خاک پر پڑے ہیں

میری کنواریاں اور میرے جوان تلوار سے قتل ہوئے

تو نے اپنے قہر کے دن انکو قتل کیا۔ تو نے انکو کاٹ ڈالا اور رحم نہ کیا

تو نے میری دہشت کو ہر طرف سے گویا عید کے دن بلا لیا

اور خداوند کے قہر کے دن نہ کوئی بچا نہ باقی رہا

جنکو میں نے گود میں کھلایا اور پالا پوسا میرے دشمنوں نے فنا کر دیا

میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اُس کے غضب کے عصا سے دکھ پایا

وہ میرا راہبر ہوا اور مجھے روشنی میں نہیں بلکہ تاریکی میں چلایا

یقیناً اُس کا ہاتھ دن بھر میری مخالفت کرتا رہا

اُس نے میرا گوشت اور چمڑا خشک کر دیا اور میری ہڈیاں توڑ ڈالیں

اُس نے میرے ارد گرد دیوار کھینچی اور مجھے تلخی و مشقت سے گھیر لیا

اُس نے مجھے مدت دراز کے مردوں کی مانند تاریک مکانوں میں رکھا

اُس نے میرے گرد احاطہ بنا دیا کہ میں باہر نہیں نکل سکتا

اُس نے میری زنجیر بھاری کر دی
بلکہ جب میں پکارتا اور دہائی دیتا ہوں تو وہ میری فریاد نہیں سنتا
اُس نے تراشے ہوئے پتھروں سے میرے راستے بند کر دئے۔
اُس نے میری راہیں ٹیڑھی کر دیں
وہ میرے لئے گھات میں بیٹھا ہوا ریچھ اور کمینگاہ کا شیر ببر ہے
اُس نے میری راہیں کج کر دیں اور مجھے ریزہ ریزہ کر کے برباد کر دیا۔
اُس نے اپنی کمان کھینچی اور مجھے اپنے تیروں کا نشانہ بنایا۔
اس اپنے ترکش کے تیروں سے میرے گردوں کو چھید ڈالا
میں اپنے سب لوگوں کے لئے مضحکہ اور دن بھر انکا راگ ہوں
اُس نے مجھے تلخی سے بھر دیا اور ناگدونے سے مدہوش کیا
اُس نے سنگ ریزوں سے میرے دانت توڑ دئے اور مجھے خاکستر میں لٹایا
تو نے میری جان کو سلامتی سے دور کر دیا۔ میں خوش حالی کو بھول گیا۔
اور میں نے کہا میں ناتوان ہوا اور خداوند سے میری امید جاتی رہی
میرے دکھ کا خیال کر۔ میری مصیبت یعنی تلخی اور ناگدونے کو یاد کر
ان باتوں کی یاد سے میری جان مجھ میں بیتاب ہے
میں اس پر سوچتا رہتا ہوں۔ اسی لئے میں امیدوار ہوں
یہ خداوند کی شفقت ہے کہ ہم فنا نہیں ہوئے کیونکہ اُس کی رحمت لازوال ہے
وہ ہر صبح تازہ ہے۔ تیری وفاداری عظیم ہے
میری جان نے کہا میرا بخرہ خداوند ہے۔ اس لئے میری امید اُسی سے ہے
خداوند اُن پر مہربان ہے۔ جو اس کے منتظر ہیں۔ اُس جان پر جو اُسکی طالب ہے۔
یہ خوب ہے کہ آدمی امیدوار ہے اور خاموشی سے خداوند کی نجات کا انتظار کرے

آدمی کے لئے بہتر ہے کہ اپنی جوانی کے ایام میں فرمانبرداری کرے

وہ تنہا بیٹھے اور خاموش رہے کیونکہ یہ خدا ہی نے اس پر رکھا ہے

وہ اپنا منہ خاک پر رکھے کہ شاید کچھ امید کی صورت نکلے

وہ اپنا گال اُس کی طرف پھیر دے جو اُسے طمانچہ مارتا ہے

اور ملامت سے خوب سیر ہو

کیونکہ خداوند ہمیشہ کے لئے. رد نہ کریگا

کیونکہ اگر وہ دکھ دے تو بھی اپنی شفقت کی فراوانی سے رحم کریگا

کیونکہ وہ بنی آدم پہ خوشی سے دکھ مصیبت نہیں بھیجتا

روئے زمین کے سب قیدیوں کو پامال کرنا

حق تعالیٰ کے حضور کسی انسان کی حق تلفی کرنا

اور کسی آدمی کا مقدمہ بگاڑنا خداوند دیکھ نہیں سکتا

وہ کون ہے جس کے کہنے کے مطابق ہوتا ہے۔ حالانکہ خداوند نہیں فرماتا؟

کیا بھلائی اور برائی حق تعالیٰ ہی کے حکم سے نہیں ہے؟

پس آدمی جیتے جی کیوں شکایت کرے جبکہ اُسے گناہوں کی سزا ملتی ہے

ہم اپنی راہوں کو ڈھونڈھیں اور جانچیں اور خداوند کی طرف پھریں

ہم اپنے ہاتھوں کے ساتھ دلوں کو بھی خدا کے حضور آسمان کی طرف اٹھائیں

ہم نے خطا سرکشی کی تو نے معاف نہیں کیا

تو نے ہم کو قہر سے ڈھانپا اور رگیدا۔ تو نے قتل کیا اور رحم نہ کیا

تو بادلوں میں مستور ہوا تاکہ ہماری دعا تجھ تک نہ پہونچے

تو نے ہم کو اقوام کے درمیان کوڑے کرکٹ اور نجاست سا بنا دیا

ہمارے سب دشمن ہم پر منہ پسارتے ہیں

خوف و دہشت اور ویرانی و ہلاکت نے ہمکو آدبایا۔
میری دختر قوم کی تباہی کے باعث میری آنکھوں سے آنسوؤں کی نہریں جاری ہیں
میری آنکھیں اشکبار ہیں اور تھمتی نہیں۔ انکو آرام نہیں
جب تک خداوند آسمان پر سے نظر کرکے نہ دیکھے
میری آنکھیں میرے شہر کی سب بیٹیوں کے لئے میری جان کو آزردہ کرتی ہیں
میرے دشمنوں نے بے سبب مجھے پرندہ کی مانند رگیدا
انھوں نے چاہ زنداں میں میری جان لینے کو مجھ پر پتھر رکھا
پانی میرے سر سے گذر گیا۔ میں نے کہا میں مر مٹا
اے خداوند میں نے تہ زنداں سے تیرے نام کی دہائی دی
تو نے میری آواز سنی ہے۔ میری آہ و فریاد سے اپنا کان بند نہ کر
جس روز میں نے تجھے پکارا تو تو نزدیک آیا اور تو نے فرمایا کہ ہراساں نہ ہو
اے خداوند تو نے میری جان کی حمایت کی اور اُسے چھڑایا۔
اے خداوند تو نے میری مظلومی دیکھی۔ میرا انصاف کر
تو نے میرے خلاف اُن کے تمام انتقام اور سب منصوبوں کو دیکھا ہے۔
اے خداوند تو نے میرے خلاف اُنکی ملامت اور اُن کے سب منصوبوں کو سنا ہے
جو میری مخالفت کو اُٹھے اُن کی باتیں اور دن بھر میری مخالفت میں انکے منصوبے
اُن کی نشست و برخاست کو دیکھ کہ میں ہی انکا راگ ہوں
اے خداوند اُن کے اعمال کے مطابق انکو بدلہ دے۔
اُنکو کور دل بنا کہ تیری لعنت اُن پر ہو۔
قہر سے اُنکو رگید اور روئے زمین سے نیست و نابود کردے
سونا کیسا بے آب ہو گیا! کندن کیسا بدل گیا۔

مقدس کے پتھر تمام گلی کوچوں میں پڑے ہیں
صیوّن کے عزیز فرزند جو خالص سونے کے مانند تھے۔ کیسے کمہار کے بنائے
ہوئے برتنوں کے برابر ٹھہرے
گیدڑ بھی اپنی چھاتیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں
لیکن میری دختر قوم بیابانی شترمرغ کی مانند بے رحم ہے
شیر خوار کی زبان پیاس کے مارے تالو سے جا لگی
بچے روٹی مانگتے ہیں لیکن ان کو کوئی نہیں دیتا
جو ناز پروردہ تھے گلیوں میں تباہ حال ہیں
جو بچپن سے ارغوان پوش تھے مزبلوں پر پڑے ہیں
کیونکہ میری دختر قوم کی بدکرداری سدوم کے گناہ سے بڑھ کر ہے
جو ایک لمحہ میں برباد ہوا اور کسی کے ہاتھ اس پر دراز نہ ہوئے
اُس کے شرفاء برف سے زیادہ صاف اور دودھ سے سفید تھے
اُن کے بدن مونگے سے زیادہ سرخ تھے۔ انکی جھلک نیلم کی سی تھی
اب انکے چہرے سیاہی سے بھی کالے ہیں
وہ بازار میں پہچانے نہیں جاتے
اُن کا چمڑہ ہڈیوں سے سٹا ہے۔ وہ سوکھ کر لکڑی سا ہو گیا
تلوار سے قتل ہونے والے بھوکوں مرنے والوں سے بہتر ہیں
کیونکہ یہ کھیت کا حاصل نہ ملنے سے کڑھ کر ہلاک ہوتے ہیں
رحمدل عورتوں کے ہاتھوں نے اپنے بچوں کو پکایا۔
میری دختر قوم میں تباہی میں وہی اُنکی خوراک ہوئے
خداوند نے اپنے غضب کو انجام دیا۔ اُس نے اپنے قہر شدید کو نازل کیا

اور اُس نے صیون میں آگ بھڑکائی جو اُس کی بنیاد کو چٹ کر گئی
روئے زمین کے بادشاہ اور دنیا کے باشندے باور نہیں کرتے تھے
کہ مخالف اور دشمن یروشلم کے پھاٹکوں سے گھس آئیں گے
یہ اُس کے نبیوں کے گناہوں اور کاہنوں کی بدکرداری کی وجہ سے ہوا
جنہوں نے ان میں صادقوں کا خون بہایا
وہ اندھوں کی طرح گلیوں میں بھٹکتے اور خون سے آلودہ ہوتے ہیں
ایسا کہ کوئی اُن کے لباس کو چھو بھی نہیں سکتا۔
وہ اُنکو پکار کر کہتے تھے دور دور ہو ناپاک! دور ہو دور ہو! چھونا مت!
جب وہ بھاگ جاتے اور آوارہ پھرتے تو لوگ کہتے تھے اب یہ یہاں نہ رہیں گے
خداوند کے قہر نے ان کو پراگندہ کیا اب وہ ان پر نظر نہیں کرے گا
انھوں نے کاہنوں کی عزت نہ کی اور بزرگوں کا لحاظ نہ کیا۔
ہماری آنکھیں باطل مدد کے انتظار میں جھک گئیں۔
ہم اُس قوم کا انتظار کرتے رہے جو بچا نہیں سکتی تھی۔
انھوں نے ہمارے پاؤں ایسے باندھ رکھے ہیں کہ باہر نہیں نکل سکتے
ہمارا انجام نزدیک ہے۔ ہمارے دن پورے ہو گئے
ہمارا وقت آ پہونچا
ہم کو رگیدنے والے آسمانوں کے عقابوں سے بھی تیز ہیں
انھوں نے پہاڑوں پر ہمارا پیچھا کیا۔ وہ بیابان میں ہماری گھات میں بیٹھے
ہماری زندگی کا دم خداوند کا ممسوح انکے گڑھوں میں گرفتار ہو گیا
جس بابت ہم کہتے تھے کہ اُس کے سایہ تلے ہم قوموں کے درمیان زندگی
بسر کریں گے

اے دخترِ اُدوم جو عوض کی سرزمین میں بستی ہے۔ خوش و خرّم ہو!
یہ پیالہ تجھ تک بھی پہونچے گا۔ تو مست اور برہنہ ہو جائے گی

اے دخترِ صیّون تیری بدکرداری کی سزا تمام ہوئی!
وہ تجھے پھر اسیر کر کے نہیں لے جائیگا۔

اے دخترِ اُدوم وہ تیری بدکرداری کی سزا دے گا
وہ تیرے گناہ فاش کر دے گا

اے خداوند جو کچھ ہم پر گزرا اُسے یاد کر
نظر کر اور ہماری رُسوائی کو دیکھ
ہماری میراث اجنبیوں کے حوالے کی گئی
ہمارے گھر بیگانوں نے لے لئے
ہم یتیم ہیں ہمارے باپ نہیں
ہماری مائیں بیواؤں کی مانند ہیں
ہم نے اپنا پانی مول لیکر پیا
اپنی لکڑی بھی ہم نے دام دیکر لی
ہم کو رگیدنے والے ہمارے سر پر ہیں
ہم تھکے ہارے اور بے آرام ہیں
ہم نے مصریوں اور اسوریوں کی اطاعت قبول کی
تاکہ روٹیوں سے سیر و آسودہ ہوں
ہمارے باپ دادا گناہ کر کے چل بسے
اور ہم اُن کی بدکرداری کی سزا پا رہے ہیں
غلام ہم پر حکمرانی کرتے ہیں

اُن کے ہاتھ سے چھڑانے والا کوئی نہیں
صحرانشینوں کی تلوار کے باعث
ہم جان پر کھیل کر روٹی حاصل کرتے ہیں۔
قحط کی جھلسانے والی آگ کے باعث
ہمارا چہرہ تنور کی مانند سیاہ ہو گیا ہے
انھوں نے صیّون میں عورتوں کو بے حرمت کیا
اور یہوداہ کے شہروں میں کنواری لڑکیوں کو
اُمرا کو اُن کے ہاتھوں سے لٹکا دیا
بزرگوں کی رواداری نہ کی گئی
جوانوں نے چکی پیسی
اور بچوّں نے گرتے پڑتے لکڑیاں ڈھوئیں
بزرگ پھاٹکوں پر دکھائی نہیں دیتے
جوانوں کی نغمہ پردازی سنائی نہیں دیتی
ہمارے دلوں سے خوشی جاتی رہی
ہمارا رقص ماتم سے بدل گیا
تاج ہمارے سر پر سے گر پڑا
ہم پر افسوس، کہ ہم نے گناہ کیا
اسی لئے ہمارے دل بیتاب ہیں
ان ہی باتوں کے باعث ہماری آنکھیں دھندلا گئیں
کوہ صیّون کی ویرانی کے باعث
اس پر گیدڑ پھرتے ہیں

پر تو اے خداوند ابد تک قائم ہے
اور تیرا تخت پشت در پشت
پھر تو کیوں ہم کو ہمیشہ کے لئے فراموش کرتا ہے
اور ہم کو مدت دراز تک ترک کرتا ہے؟
اے خداوند ہم کو اپنی طرف پھرا تو ہم پھرینگے
ہمارے دن بدل دے جیسے قدیم سے تھے
کیا تو نے ہم کو بالکل رد کر دیا ہے؟
کیا تو ہم سے سخت ناراض ہے۔

نوحہ ۔۔۔۔۔۔۔

دن غروب ہوتا ہے تاریکی پھیلتی ہے

اور ——————

آواز افسردہ — غمزدہ — لرزیدہ

اور ——————

ایوان ضیافت میں مہمانوں کا ہجوم ہے۔ ایوان کے پہلووں پر ایک ایک رواق ہے اور ان رواقوں کے بیچ میں صندل کے ستون اور ستونوں کے تاج برنز کے ہیں اور ان میں طرح طرح کے بت کندہ ہیں اور چاروں طرف تماشائی بیٹھے ہیں۔ جانب صدر شہ نشین ہے اور شہ نشین کے گرد

سونے کی جالی کھنچی ہے۔ اُس کے مقابل اور پشت پر ایک بلند اور خوبصورت محراب ہے۔ ایوان کے طول میں کھانے کی میزیں بچھی ہیں چاروں طرف بڑے بڑے جھاڑ اور فانوس اُن میں چراغ رنگین قمقموں میں روشن ہیں۔ میزوں پر سونے اور چاندی کے برتن شاداب و شیریں انگوروں کے خوشے قریب کے تمام ایوانوں میں مشعلیں روشن ہیں۔ بےشمار غلام پاؤں میں ندے کی جوتیاں پہنے تیزی سے ہاتھوں میں قابیں اور رکابیاں لئے ادھر سے ادھر دوڑ رہے ہیں۔ مہمانِ اعلیٰ کی میز چوب جمیر کے ایک چبوترے پر قیمتی برتنوں سے آراستہ ہے اور خوش رنگ گل بوٹوں کے قالین بابل کے دیوار پوش سے مہمانِ اعلیٰ کو امتیاز حاصل ہے، ہاتھی دانت کی تین کرسیاں اُس میز کے پاس رکھی ہیں۔ انطیفس سیاہ رنگ کی قبا پہنے ہے، کارچوبی گل بوٹوں سے کپڑے کی بناوٹ کا پتہ نہیں چلتا۔ وسیع اور دراز سینے پر جواہرات چمک رہے ہیں بالوں پر نیلا معقوف چھڑکا ہوا ہے، بیش قیمت جواہرات کا تاج سر پر ہے۔ مہمانِ اعلیٰ قرمزی قبا میں لپٹا ہوا ہے قبا پر حریر کی پٹیاں منصب کا نشان لہرا رہی ہیں۔ آس کی قبا کا رنگ نافرمانی ہے۔ لمبی آستینیں اُسکی پشت کیطرف بندھی ہوئی ہیں نیلے فیتوں میں گھنگھریالے بال گلے میں پکھراج نیلم اور لعل۔

ایک امیر۔ تمام معزز مہمان جمع ہو چکے ہیں اور انھیں میں یروشلم سے آئے ہوئے مقدس کاہن اور عمائد ملت بھی ہیں قانائے جلیل تلمائی اور اریحا کے تمام امرا قدمبوس ہو چکے ہیں لبنان کے پہاڑی لوگ ہیرودس اعظم کے عہد کے پرانے نمکخوار بھی حاضر خدمت ہو چکے ہیں۔

انطیفس۔ میں اپنے معزز مہمانوں کا شکر گزار ہوں۔

دوسرا امیر۔ میرے پاس بلسان ہے اور وہ اسی قسم کا ہے جو مصر کی ملکہ قلوپطرہ کسی زمانے میں استعمال کرتی تھی میں حاکم شام کو اس مرہم مُسکن کی تین شیشیاں پیش کروں گا۔

(کئی غلام آتے ہیں اور چاروں طرف عطر و گلاب چھڑکا جاتا ہے)

ایک امیر۔ ان چیزوں کا استعمال محفلوں میں جائز نہیں۔ یہ مقدس چیزیں صرف عبادت خانوں میں عبادت کے وقت معبودوں پر چھڑکی جاتی ہیں۔

(لوگوں کے چہروں پر بشاشت ہے سر پر پھولوں کا تاج)

ایک امیر۔ سر پر پھولوں کا پہننا بدکاریوں کا پیش خیمہ ہے۔ مجھے رومانیوں کی اوباشیوں سے ہمیشہ نفرت رہی ہے۔

دوسرا امیر۔ آخر یہ کیا بکواس ہے۔

انطیفس۔ کیا میرے معزز مہمان خاموش نہیں رہ سکتے۔

آواز۔ طائی بریوس کی سپاہ مقیم کا سردار اعلیٰ ضیافت کے لئے آچکا ہے۔

انطیفس۔ میرے معزز مہمان کا استقبال کیا جائے۔

وطیلس۔ مجھے ڈر ہے کہیں کوئی ہنگامہ نہ ہو جائے۔

انطیفس۔ نہیں! میرا محافظ دستہ ہر قسم کے ہنگاموں کو دبانے کے لئے تیار ہے۔

ایک امیر۔ جبکہ سیمون نے اپنے گناہ آہ سے دھو ڈالے اور ایک جس کا نام یسوع تھا.........

دوسرا امیر۔ خاموش! جسکا نام تم نے ابھی لیا وہ بدترین مخلوق ہے اور بڑا ہی کذاب ہے

آدمی۔ تم بالکل جھوٹ بکتے ہو یسوع نے معجزے دکھائے ہیں۔

(کہنے والے کا چہرہ سفید کپڑے کی طرح صاف دھلا ہوا معلوم ہو رہا تھا)

دوسرا امیر۔ تم جھوٹ بولتے ہو وہ بدترین مخلوق ہے۔

انطیفس۔ مجھے ایک مدت سے آرزو ہے اُس شخص یسوع کو معجزے کرتے دیکھوں تم
کو چاہئے تھا اُسے اپنے ساتھ پکڑ لاتے ــــــ

آدمی۔ احترام اور عزت سے بولو وہ قابل عزت اور قابل احترام ہے۔

انطیفس۔ تم کون ہو اور یہاں کیسے آ گئے۔

آدمی۔ میں یعقوب ہوں اور یسوع کی منادی کرنے والا اور اُسکی بلندی اور بزرگی
گانے والا یعقوب ہوں۔ میری ایک بیٹی ہے جو بہت بیمار ہو گئی تھی بس میں کفر
نحوم گیا تاکہ یسوع سے کہوں وہ میری کو اچھا کر دے۔ میں نے یسوع سے کہا
اور یسوع نے جواب دیا اپنے گھر واپس جا میں اپنے گھر واپس آیا اور میری بوڑھی
آنکھوں نے دیکھا میری بیٹی تر گلاب کی طرح شگفتہ اور شاداب ہو کر میرا
انتظار کر رہی ہے۔

انطیفس۔ یہ کوئی معجزہ نہیں باراس کا درخت ہر قسم کی بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔

آدمی۔ مریض کو بغیر دیکھے مرض کو رفع کر دینا ایک ناممکن بات ہے اس لئے یہ ایک
معجزہ ہے۔

انطیفس ہو سکتا ہے تمھارا بلند و برتر یسوع ارواح خبیثہ سے مدد لیتا ہو۔

ایک امیر۔ ہو سکتا ہے میرے عاقل و فرزانہ دوست بالکل یہی بات ہے۔ یسوع بھوتوں
اور خبیثوں سے مدد لیتا ہے۔

انطیفس۔ یعقوب۔

یعقوب۔ میں خاموش ہوں بالکل خاموش میری خاموشی بلند حوصلگی اور اعلیٰ ہمتی کی دلیل ہے
میں خاموش ہوں اور مجھے افسوس ہے۔ تم نہیں جانتے کہ وہ مسیح ہے۔

انطیفس۔ مسیح۔

یعقوب۔ ہاں مسیح، مسیح وہ ہے جو آنے والا ہے اور دنیا کے لئے وہ سب برکتیں

اپنے ساتھ لائے گا۔ اور دنیا کی تمام قوموں میں اُن برکتوں کو پھیلائے گا۔

ایک امیر۔ بعض لوگوں کا خیال ہے مسیح دو ہیں۔ ایک کو شمال میں رہنے والے یاجوج ماجوج عنقریب مغلوب کریں گے اور دوسرا ابدی کے بادشاہ کو غارت کردے گا۔

یعقوب۔ ہاں یہی وہ برگزیدہ، روح ہے صدہا سال سے بنی آدم کو نجات دینے والے کی آمد کا انتظار ہو رہا ہے۔

ایک امیر۔ ہمیشہ سے یہ سمجھا جاتا ہے۔ مسیح داؤد کی اولاد سے ہوگا۔ ایک نجّار کی ولاد سے نہیں۔ وہ اپنے ساتھ نئے قانون لائے گا۔ اور موسوی شریعت کی توثیق کا اعلان کرے گا۔

دوسرا امیر۔ تمہارا یسوع مسیح وہ ناصری نہیں اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کتابوں میں لکھا ہے مسیح سے پیشتر ایلیا کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

یعقوب۔ الیاہ تو آچکا ہے۔

ایک امیر۔ الیاہ

دوسرا امیر۔ الیاہ

تیسرا امیر۔ الیاہ

یعقوب۔ ہاں ہاں الیاہ آچکا ہے وہ الیاہ جسکے بعد یسوع مسیح ناصری آئے گا۔

ایک امیر۔ الیاہ

یعقوب۔ مقدس اور برگزیدہ الیاہ جس کے سر پر بہت سے کوّے منڈلا رہے ہیں اور وہ ایک قربان گاہ کے سامنے کھڑا ہے اور بجلی کی ایک تحریر روشن ہے۔ تمام کاہن تیز بہتے ہوئے پانی میں گزر رہے ہیں تمام عورتیں سارتیا کی بیوہ کے خیال میں مغموم اور افسردہ ہیں۔ خداوند خدا فرماتا ہے:۔

تم میرے بندہ موسیٰ کی شریعت یعنی اُن فرائض و احکام کو جو میں نے

حورب پر تمام بنی اسرائیل کے لئے فرمائے یاد رکھو۔ دیکھو خداوند
کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو
تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ کا دل بیٹے کی طرف اور
بیٹے کا باپ کی طرف مائل کر دے گا۔ مبادا میں آؤں اور زمین کو
ملعون کروں۔"

دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی
اور اسکا نام عمانوایل رکھیں گے

یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابرہام مبارک ہے

اے بیت الحم یہوداہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا
جو میری امت اسرائیل کی نگہبانی کرے گا۔

●

رامہ میں آواز سنائی دی
رونا اور بڑا ماتم
راخل اپنے بچوں کو رو رہی ہے
اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لئے کہ وہ نہیں ہیں

●

بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ
خداوند کی راہ تیار کرو
اُس کے راستے سیدھے بناؤ

●

زبولون کا علاقہ اور نفتالی کا علاقہ

دریا کی راہ یردن کے پار

غیر قوموں کی گلیل

یعنی جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے تھے

انھوں نے بڑی روشنی دیکھی

اور جو موت کے ملک اور سایہ میں بیٹھے تھے

اُن پر روشنی چمکی

●

اور اُن سے کہا میرے پیچھے چلے آؤ تو میں تم کو آدم گیر بناؤں گا

●

اور چراغ جلا کر پیمانہ کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہونچتی ہے

●

اور میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کیساتھ آسمانوں کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہوں گے

●

اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسا بناؤنگا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔ اُس وقت اُس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں

●

یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔

●

اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوّتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اسوقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اسوقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اُس کنارے تک جمع کریں گے۔

اور جب فریسیوں نے کہا نکل جا ہیرودیس تجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو لوگوں نے سُنا ابن آدم برگزیدہ اور مقدس، برتر اور فیضِ بشارت سے نوازا ہوا ابن داؤد نے کہا:۔

اے یروشلیم! اے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مُرغی اپنے بچّوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے بچے کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا دیکھو تمہارا گھر تمہارے ہی لئے چھوڑا جاتا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھ کو اُس وقت تک ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے

(سکوت ـــــ گہرا سکوت)

ایعقوب ۔ میں ایلیاہ کو جانتا ہوں اور میں نے اُسے دیکھا ہے ۔ اور تم میں سے بہت لوگوں نے ایلیاہ کو دیکھا ہے ۔ اسکا نام یوحنا ہے ۔

ایک امیر ۔ یوحنا ۔

دوسرا امیر ۔ یوحنا ۔

تیسرا امیر ۔ یوحنا ۔

(سب پر حیرت اور گہرا سکوت طاری ہے انطیفس کا چہرہ بالکل زرد ہو چکا ہے حیرت و استعجاب کے بعد ایک شور بلند ہوتا ہے اور تمام لوگ اپنی تلواریں لے کر یعقوب کی طرف دوڑ پڑتے ہیں)

انطیفس ۔ یعقوب ہمارا معزز مہمان ہے ۔

(محافظ دستہ یعقوب کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے)

ایک امیر ۔ دوستو فکر کی کوئی بات نہیں ایلیاہ مر چکا ہے ۔

دوسرا امیر ۔ ایلیاہ مرا نہیں بلکہ غائب ہو گیا ۔

تیسرا امیر ۔ یہ سب بکواس ہے اور اب بہتر ہے ہمارا شاعر عظیم یونیطاس ثانی ہمیں مسرور ہونے کا موقع دے ۔

آلس ۔ مجھ کو دیکھو میرا چہرہ زرد ہو رہا ہے، پیشانی پر پسینہ ہے اور میرے پیٹ میں سخت درد ہے ۔

انطیفس ۔ ہم اپنے معزز مہمان کی تکلیف کو دیکھ کر تمام مسرتوں سے مایوس ہوئے ہیں ۔

وطیلس ۔ میں نے کتنی بار منع کیا اس قدر مت کھایا کرو اور پھر ابھی ضیافت کا آغاز بھی نہیں ہوا ۔

(وطیلس ساکت اور خاموش ہو جاتا ہے)

آلس ۔ مجھے معلوم ہے میرے مرجانے سے دولت کا نقصان ہے۔

(سکوت)

پیٹ میں درد ضرور ہے مگر بھوک معلوم ہوتی ہے۔ اور میں کھانے کے لئے برستور تیار ہوں اور کھانے سے پہلے میں سنگ مرمر کا چورا ناکوسس کی مٹی اور تھوڑا سا سمندر کا پانی پی لوں گا اور اس کے بعد کسی قسم کا کوئی ڈر نہ رہے گا۔

(آلس برف کھانے لگتا ہے اس کے بعد سنگ مرمر کا چورا پھانکتا ہے)

گوشت اور سیاہ پرندوں کا کباب کیا چیز کھاؤں شہد بھی بہت میٹھا اور خالص معلوم ہوتا ہے۔ کدو زرد کا کیا کہنا۔ سوسمار بلبل اور گوشت کا قیمہ انگور کے پتّوں میں لپٹا ہو یہ کیا ہے۔

(سکوت)

خاموش رہو میرے دوستو! تاکہ ہنگاموں کے ساتھ ضیافت جاری رہے بوڑھے اور منحوس کاہنوں سے کہو کیا بکواس ہے دیوتا آسمان، قیامت اور نشور پر بحث لاحاصل جب اسوقت سوسمار بلبل اور گوشت کا قیمہ ہے اور میرے بڈھے فیلون فلسفۂ افلاطون سے زیادہ سیاہ پرندوں کا کباب لذیذ اور کار آمد ہے۔ کس قدر مسرّت ہوتی ہے لذیذ کھانوں سے اور میرے محترم یعقوب یسوع کی تمام باتوں کو بھول جاؤ سیاہ پرندوں کا گوشت بھی ایک معجزہ ہے۔

(سکوت)

سافد اور ہیلوس کے کچھے ہوئے خرمے پہاڑی ایلیوں کی شرابیں جوان اور بدہوش خموں سے صراحیوں میں اور صراحیوں سے پیالیوں میں اور پیالوں سے پیٹیوں میں اور معدول میں شراب سے طبیعتیں کھل رہی ہیں آسمان کے سیاروں کی تعریف کرو اور تعریف کرو بلند آسمانوں کی کیسی عجیب دغریب چیزیں دنیا میں موجود ہیں۔

(سکوت)

آفاکا کے خانہ بدوش ہیرہ پوس کے ہیکلوں کا ذکر نہ کرو اور ان عجائب و غرائب چیزوں کا جو حیرت زدہ کردیتی ہیں ان باتوں کا کوئی حاصل نہیں۔

(سکوت)

المانیہ کے نابینا دوست اسکندریونیا کے پجاری تمھارے عبادت خانوں میں دیوتا جمع ہوتے ہیں ان سے پوچھنا کہ وہ روشنی اور تاریکی کی قسم کھاکر بتائیں انھوں نے کبھی قمریوں کا گوشت کھایا ہے۔ نہیں وہ فاختہ ارمیہ کا ادب کرتے ہیں اُن کی دیوی وینس قمریوں سے اپنا رتھ کھچواتی ہے اس لئے وہ یشم کے پرندے مقدس ہیں پر مقدس چیزوں کا کھانا منع تو نہیں۔

(سکوت)

منہ کی بھاپ اور شمعدانوں کے دھوئیں سے چاروں طرف ہلکا نیلا غبار پیدا ہو چلا ہے۔

(سکوت)

کس قدر لذیذ ہے ستاروں کی قسم کھاتے کھاتے سارا بدن تو تیل کے قطروں سے شرابور ہوگیا۔ اور یہودی قوم تو تیل کے مقدس قطروں کو ناپاک سمجھتی ہے اور زیتون کے قطروں میں کوئی لذّت نہیں۔

(غلام آتا ہے)

غلام ۔ قصر کے تمام دروازوں پر بے پناہ لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو چکا ہے یوحنا کے قید ہو جانے کی خبر سارے شہر میں اڑ گئی ہے اور قرب و جوار کے تمام لوگ ہاتھوں جلتی ہوئی مشعلیں لے کر قصر کی طرف دوڑ رہے ہیں ہر آدمی یوحنا کو پکار رہا ہے۔

انطیفس ۔ معلوم ہوتا ہے یہ آدمی سب کو غارت کردے گا۔

وطیلس۔ نہیں میں اسکو غارت کردوں گا اُسکی پاسداری اور حماقت ختم ہو جائے گی۔

انطیفس۔ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔

ایک امیر۔ یہ سارا عذاب اس وجہ سے ہے کہ حضور خود لا مذہب ہیں۔

انطیفس۔ آج تم جس ہیکل میں عبادت کرتے ہو اُسے میں نے بنوایا ہے اور یہ بات تم بھول گئے۔

ایک امیر۔ حضور گستاخی معاف کریں۔ انجام سامنے ہو گا۔

(بے انتہا شور و غل سنائی دیتا ہے)

وطیلس۔ ان ہنگاموں کو دبا دیا جائے۔ جس قدر بھی سختی کی جائے پر ضرورت ہے کہ ہنگاموں کو دبا دیا جائے۔

ایک امیر۔ یہی وہ وقت ہے جب سوختنی قربانیوں کے گوشت پر گزر اوقات کرنے والے لوگ بھی باغی ہو جائیں گے اور انکا شیطانی غیض و غضب جاگ جائے گا۔

انطیفس۔ حفاظتی دستوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ ہجوم کو منتشر کر دیں۔

(انطیفس غصے سے اٹھتا ہے اور کھانے کے کمرے کی رکابیاں اور قابیں توڑنے لگتا ہے)

انطیفس۔ میرا بس چلتا تو میں اس قوم کو جنگلی گدھے کا گوشت کھلاتا۔ اور یہودیوں کو سور کا گوشت تاکہ ان کی ساری عمر اپنے سے نفرت کرتے ہوئے گزر جاتی۔ وہی سور جس نے میکشوں کے دیوتا کو ہلاک کیا تھا۔

آلس۔ ہاں سور کے گوشت سے میکشوں کا دیوتا ہلاک ہو سکتا ہے میکش نہیں۔

(بیشمار پرندوں کے گوشت، سبز رنگ سرکہ، مٹی کی سرخ رکابیوں میں جن پر سیاہ گل بوٹے، قسم قسم کی مچھلیاں، گیہوں اور دال کا دلیا۔ زرد عنبر کی تشتریوں میں گھونگے، آبی کیڑے، مسلّم ہرن بھنے ہوئے معہ سینگوں کے،

موروں کے کباب، پوری پوری بھیڑیں شراب شیریں میں جوش کی ہوئی،
بھنے ہوئے ٹڈے اور ٹڈیاں، موش صحرائی اور موش خرمہ بڑی بڑی
قابوں میں اور تمرابائی کے لکڑی کے پیالوں میں چربی کے ٹکڑے اور زعفران
طرح طرح کے اچار، خلتیت اور خارج اور قارقاطر اور قازفاسی
میز کے قریب پھلوں اور پھولوں کے انبار ہی انبار۔ یہودی نفرت
اور کراہیت سے دیکھتے ہیں۔ کتیا کے پلوں کے رکاب۔

آکس۔ یہ میرا مرغوب کھانا ہے۔ اسکا مزہ ہی اور ہوتا ہے۔ سُنا ہے پہلے پلوں کو بلوط کے پھل کھلا کھلا کر خوب موٹا کیا جاتا ہے۔ اور جب ان پر شرتی رنگ کے رونگیں آنے شروع ہو جاتے ہیں تو ان کو پکایا جاتا ہے اور یہودی جیسے ناپاک لوگ قاذورات میں شریک کرتے ہیں۔ کس قدر لذیذ ہے اور یہ قاب خالوں سی رونق اور یہ قابوچی جیسے لوگ اور کہاں روما اور یونان کے قآن۔

اور وہ لوگ جو ملک گالیہ کے رہنے والے تھے جن کے لمبے لمبے بالوں
کے جوڑے سروں پر بندھے ہوئے ہیں انھوں نے پھلوں میں سے ککوتریے
اور تربوزوں کو اٹھایا اور ان کو کچلکر معہ بیج اور چھلکوں کے کھانے
لگتے ہیں اور ان کے دوسرے ساتھی کیکڑوں کے کھانے لگتے ہیں
اور پھر بھنے جانوروں کا سر اور پیٹھ کی ہڈیوں کا گوشت انگلیوں سے
نوچ نوچ کر جلدی جلدی کھانے لگتے ہیں۔

ایک امیر۔ سنگ ابض جیسے دیوتاؤں کی قسم مزہ آگیا۔

معزز یونانی مہمان اپنی جھوٹی رکابیاں پیٹھ کے پیچھے صاف کرتے جاتے
ہیں۔ بردتین کے اُمرا ربھیڑ کی کھالوں میں ملبوس کھانوں پر انتہائی
جھک جاتے ہیں)

آوازیں۔

پہلی آواز۔ شراب۔

دوسری آواز۔ عطری شراب

تیسری آواز۔ نہیں! یونان کی شراب

چوتھی آواز۔ کمانیہ کی شراب

پانچویں آواز۔ کمانیہ کی نہیں قسطریہ کی شراب

آلس۔ شراب شہر سنوف کی شراب، قرتے کی شراب اور نیلوفر کے پھلوں کی شراب لاؤ۔ خموں اور مٹکوں میں۔ جلدی لاؤ میرے دوستو! صدہا جبڑوں کے چلنے اور بولنے کی آوازوں میں مدھم مدھم نغموں کا شور ہے۔ جلدی لاؤ میرے دوستو! پیالوں اور رکابیوں کے ٹوٹنے کی صدائیں تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ کس قدر عجیب ملا جلا شور اور ہنگامہ ہے صدہا سال پہلے ایسی ہی ایک ضیافت تھی اور جب تمام خالق اور مخلوق دیوتا اور دیویاں لذیذ کھانوں میں مصروف تھے آسمان کی بلندیوں سے سونے کا ایک سیب گرا اور پھر ٹرائے کی خونی ضیافت، تباہی و بربادی، نیستی اور گمنامی، پارس کی شکست اور ہیلن کی واپسی، خیر چھوڑو، میرے دوستو! اسوقت مچھلیاں ہی مچھلیاں لبل باریہ کی مچھلیاں، گلپھڑوں میں انگلیوں کو ڈالکر دیکھو کس قدر نرم اور گرم مزہ آگیا۔ دیوتاؤں کی قسم مزہ آگیا۔ اور بھی مزہ آجاتا اگر آج کی ضیافت میں ایسے لوگ شریک نہ ہوتے جن کی غلیظ اور کثیف سانسوں کی عجیب بو، اور کثافت کھانوں کی بھاپ میں نہ مل جاتی۔

وطیلس۔ آلس —— !

آلس۔ عشموم کا نام لیتا ہوں جس نے قوم عسکلی پوسن کو نجات بخشی، وہی ہمیں غلیظ اور خانماں برباد قوموں سے نجات دیگا اور پھر حشموں اور نور آفتاب اور ھوا

اور آب کے جناتوں کا نام لیتا ہوں اور پھر اُن قوی دیوتاؤں کا نام، جو
پہاڑوں کی چوٹیوں اور زمین کے غاروں میں بستے ہیں اور پھر اُن چمکتے تارو
کا نام زرہ بکتر لگائے مدہوش اور جواں اُمنگ بہادروں کا نام جنھوں نے
قوموں کو قوت دی اور تاریک زندانوں سے آزاد کیا۔ اور آخر میں شش پہل
پیالوں میں بھری ہوئی شرابوں کا نام لیتا ہوں۔ اور حکم دیتا ہوں دیگوں
میں تازہ پانی بھر کے اس کے نیچے صندل کی آگ لگائی جائے اور خوبصورت
خوشرنگ مچھلیوں کو دیوتاؤں کے نام سے جوش کھائے ہوئے گرم پانی میں
ڈالا جائے۔

ایک امیر۔ خاموش بسیار خور شکم پرور شہزادے خاموش ضیافت کے کھانوں میں تیرے شور
و غل سے کچھ لطف نہ رہا۔ تمام لذیذ کھانے ناگوار معلوم ہونے لگے اور اُن کا
ذائقہ بدلا ہوا محسوس ہوا میں اس ایشیائی غل غپاڑے سے عاجز آگیا دیکھ
تمام لوگوں کو غصہ چڑھا اور تری وجہ سے خفگی بڑھی ——

آلس۔ میں شامی بھیڑ کی دم کھانے جا رہا ہوں جس پر خوب مسالا چڑھا ہوا ہے اور
وہ مجھے بہت مرغوب ہے اور تجھے بھی مرغوب ہوگا مگر میں تجھے نہیں کھانے
دوں گا یہی تیری سزا ہے۔

امیر۔ خاموش!

الس۔ تو خاموش تیرا دیوتا مولخ کی مثل ہے جبکی اکثر قربان گاہوں سے حال کے سفر
میں گزرا ہوں اور تیرا خدا تجھے بلا رہا ہے۔ مذموم طریقوں کا انسان ——
خنجر نکال کر اُس پر پھینکتا اور وہ خنجر تیزی سے آمیر کے شکم میں
لگتا ہے۔

وطیلس۔ یہ کیا۔ یہ ظالمانہ طریقہ اچھا نہیں بڑائی کا اتنا جذبہ اور شوق مگر تو بچہ ہے۔

زخمی کو ہٹا دیا جائے تاکہ ضیافت کے رنگ میں کوئی فرق نہ آسکے۔

یعقوب۔ اسرائیل کے دور حکومت کی رونق اور اقبال مندی اب کہاں۔ ان کشور کشاؤں کا ذکر جنکو اسرائیلیوں نے مغلوب و مفتوح کیا۔

وطلیس۔ انتی گونی کریسس اور دارسیس کا ذکر بے معنی ہم اُن بدنصیب قوموں میں نہیں۔

شور وغل بہت زیادہ بڑھ جاتا انطیفس ہر دویاس کی دی ہوئی تصویر جیب سے نکال کر دیکھتا۔ یکایک سونے کی جلبلی دار قناتیں جو شہ نشین کے اردگرد لگی تھیں خود بخود تہہ ہوگئیں اور ہر دویاس چند کنیزوں کے ساتھ نمودار ہوتی ہے سر پر اشور کا تاج سیاہ بال قرمزی قبار پر بکھرا بکھرا آستینیں لمبان میں چاک شہ نشین کے پاس پہونچتی ہے ستون کے قریب سنگ مرمر کا ایک بت خداوند جیوپیٹر کی شکل کا نصب ہے اور دوسری طرف رشک وحسد والی دیوی جونو کا بت ہر دویاس ان دونوں بتوں کے بیچ کھڑی ہوجاتی ہے اور ان شیروں کا سہارا لیتی ہے جن پر دونوں بت رکھے ہوئے ہیں۔

ایک امیر: بالکل سیبلی۔

دوسرا امیر: خاموش۔

تیسرا امیر: خاموش۔

چوتھا امیر: خاموش۔

ہر دویاس انطیفس کی طرف دیکھتی ہے

ہر دیاس۔ قیصر زندہ باد۔

ایوان ضیافت میں ایک دم سکوت اور گہرا سکوت طاری ہے اور
ایک جوان سجید حسین لڑکی خراماں خراماں نور اور نغموں پہ بہتی ہوئی
ایوان ضیافت میں آتی ہے اور طلائی ستونوں کا سہارا لیکر بالکل بےحس
و حرکت کھڑی ہوجاتی تمام نگاہیں اُس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہیں۔
نہایت باریک آسمانی رنگ شبنم کی ایک نقاب سر سے لے کر سینے
تک پڑی ہے۔

انطیفس۔ باریک آسمانی رنگ شبنم کی نقاب میں یہ کون ہے۔ سیاہ خمدار بھویں
چھوٹے چھوٹے کان اور عاج کی مثل اجلی رنگت ریشم کی چادر روپہلے گل
و بوٹے سیاہ حریر کی شلوار سونے کے سلمے اور ستارے پاؤں میں طائران
نغمہ سنج کے سبک و نرم پروں کی جوتیاں یہ کون ہے۔

(عورت نقاب الٹ دیتی ہے)

ہردو یاس بالکل ہردو یاس دیوتاؤں کی قسم بالکل ہردو یاس

(انطیفس کے سامنے آتے ہی سلومی ناچنا شروع کردیتی ہے نغموں کی
آوازیں پھیلتی ہیں اور آوازوں کے ساتھ نازک قدم اُٹھتے ہیں گداز
اور صحت مند بازو گرم و نرم جسم حرکت اور صرف حرکت جنبش
اور صرف جنبش)

جوان امنگ جواں سال جواں ہمت عاشق بھاگ رہا ہے عشوہ گری ناز و
ادا ایک پیغام وصل ہے سبک اور دلکش پرواز کرتی ہوئی زندگی آنکھوں
کے سامنے رقص کر رہی ہے یہ کون ہے۔ بالکل سائکی اور وینس کی طرح —
کون ہے —— نازک نازک قدم نغمہ ساز بازوؤں کی حرکت ——
کون ہے ——

انطیفس۔ سبک اور دلکش انداز ــــــ

ایک روح ہے جو نہ جانے کب تحلیل ہو کر فضاؤں میں جذب ہو جائے۔ چوتھائی ملک کا حاکم اعلیٰ بلا رہا ہے ـــــ تھرا کیا کے گلہ بانوں کی قسم تو ایک دیوی ہے ــ نہیں۔ سلطان الرہا اور حصن جبر کے ملاحوں کی قسم تو دیویوں سے زیادہ دلکش اور شاداب ہے ـــ

(سکوت)

آنکھوں میں نور ہی نور ـــــ

(دلکش صدائیں شروع ہوتی ہیں)

انطیفس۔ دیوتاؤں کی دنیا کی رقاصہ یہ جلن تھکن اور چبھن کیسی۔ یہ تلاطم و شور کیسا۔ جسم پر نقاہت اور کمزوری کیسی، معلوم ہوتا ہے آرزوئے وصل اور فراق دوست سے تو خستہ درماندہ ہوتی جا رہی ہے یا یہ کنار عاشق میں طرب وصل کی ایک کیفیت ہے آنکھیں نیم باز جسم لرزیدہ تمام جسم اوپر سے نیچے تک وصل کے سمندروں میں ڈوبنا چاہتا ہے۔ چہرہ ساکت پاؤں کے گھنگرو ہر قوم پر بول رہے ہیں۔

وطلیس۔ مشہور تماشہ گر فینشٹر کی طرح یہ جادو جگاتی ہے۔

آلس ــ مجھ پر ناتوانی اور کمزوری کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں اور میں رندانہ نگاہیں ڈالکر مستی اور اوباشی کے خیالات میں ڈوب چکا ہوں۔

انطیفس۔ بالکل وہی ہردویاس جب وہ صدوقیوں میں رہتی تھی بالکل وہی۔

وطلیس۔ یہ حسین صورت کوئی بے جسم خیال نہیں۔

ہردیاس۔ یہ ہردویاس نہیں یہ رقاصہ سلومی ہردویاس کی بیٹی ہے۔ میں نے اس کو برسوں رقص و ناز و عشوے کی تعلیم دی ہے۔

انطیفس۔ اس کی نوخیز جوانی اس کے ناز و ادا کو دیکھ کر میں اسکے عشق میں مبتلا ہو چکا ہوں

ھرودیاس۔ شکر ہے آئندہ بھی تم اپنے ہی قبضے میں رہو گے۔

انطیفس۔ جذبۂ عشق و الفت سے متاثر ہو کر حسین اور کمسن رقاصہ از خود رفتہ ہوگئی ہے۔ ہن کے بت خانوں کی ناچنے والیوں کی طرح اور نوبیا کے آبشاروں کی رہنے والی عورتوں کی طرح رقص کرتی ہوئی رقاصہ کبھی لائیڈیا کی نازنینوں کی طرح قدم بقدم نغمہ بکھیرتی ہے جو میکشوں کے دیوتا کو پوجتی تھیں۔ کس قدر سبک رفتار قدم ہیں جیسے کھلا ہوا پھول مہیب طوفانوں میں اڑتا پھرے کانوں کے جواہرات چمک رہے ہیں۔

(وہ اس تیزی سے رقص کرتی کہ پوشاک کے مختلف رنگ مل کر ایک نیا رنگ پیدا کرتے ہیں)

قدموں اور بازوؤں سے مقناطیسی شعاعیں نکل رہی ہیں اور تماشائیوں کے خون میں آگ لگ چکی ہے۔

(ایوان ضیافت میں بربط کی جانفزا صدائیں تیز ہوتی ہیں اور ایک شور قیامت برپا ہوتا ہے تمام نگاہیں سلومی کی طرف ہیں ہر آدمی مدہوش ہے)

آلس ۔ خانہ بدوش صحرانشین تنگی اور عسرت سے زندگی بسر کرنے والے بھی اپنے وجود سے بیزار ہیں اور ایوانوں اور محلوں والے حکمراں بھی افسردگی میں ڈوبے جا رہے ہیں۔ روما کے بہادر سپاہی بھی اور ملک شام کا حاکم اعلیٰ بھی سب کے سب سلومی کی آنکھوں میں جذب ہو چکے ہیں۔

(سلومی تیزی اور سرعت سے چکر کاٹتے ہوئے انطیفس کے گرد چکر کھانے لگتی ہے)

انطیفس۔ آ میرے پاس آ

(وہ تیزی سے نکل جاتی ہے)

آ میرے پاس آ کفر نحوم کی تو ملکہ ہوگی طبریہ کے میدان تیرے ہونگے میرے تمام

قلعے اور تمام ایوان تیرے ہی لئے ہیں۔

(وہ ناچتے ناچتے رکتی ہے)

سلومی۔ نہیں۔

انطیفس۔ اس انکار سے زخم لگا۔

(وہ تیزی سے رقص کرنے لگتی ہے جھکتی ہے اور پھر دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر اٹھتی ہے اور پھر گردن کے بل پشت کو سیدھا کر کے کھڑی ہو جاتی ہے)

زعفرانی رنگ کی پشواز میں چھپی ہوئی گداز ٹانگیں

(زعفرانی رنگ کی پشواز جس میں ٹانگیں چھپی ہیں اُس کو اُٹ کردہ کاندھوں پر رکھ لیتی ہے اور وہ پشواز چہرے کے گرد قوس قزح کی طرح چمکنے لگتی ہے اور چاروں طرف ایک مدہوشی طاری ہو جاتی ہے)

سرخ لب سیاہ بھنویں محراب نشیں آنکھیں پریشان اور حیران پیشانی پر پسینے کی بوندیں جیسے سنگ مرمر پر شبنم کے قطرے آتش ریز نگاہ اور سارہ سیال خون منجمد اور پھر سیال۔

سلومی سبک طائر کی طرح پرواز کرتی ہوئی انطیفس کے سامنے آکر تخت نشین سیڑھیوں پر بیٹھ جاتی ہے۔

سلومی۔ میں اعلیٰ حضرت سے ایک انعام چاہتی ہوں۔

انطیفس۔ چار صوبوں میں جو کچھ بھی ہے وہ تیرا ہے اس کے علاوہ ان آنکھوں کیلئے میں قیصر روما سے بھی لڑ سکتا ہوں۔

(وطیلس اُس کی طرف قہر غضب سے دیکھتا ہے)

بول سلومی بول مجھے ان سرخ لبوں اور گداز جسم کے لئے کیا دینا ہوگا۔

سلومی۔ زرّیں طشت میں رکھا ہوا یوحنا کا سر۔

وطیلس۔ یوحنا کا سر

ایک امیر۔ یوحنا کا سر

دوسرا۔ یوحنا کا سر

تیسرا۔ یوحنا کا سر

(سکوت گہرا سکوت)

انطیفس۔ مانیوس

(مانیوس تعظیماً جھکتا ہے)

وطیلس۔ زنداں کے نگراں سے کہو میں نے منظوری دیدی۔

(سکوت گہرا سکوت مانیوس جاتا ہے اور بڑی دیر تک سکوت اور سناٹا طاری رہتا ہے مانیوس بیحد پریشان آتا ہے)

مانیوس۔ چالیس برس ہوئے جب میں نے یہ کام شروع کیا میں وہی مانیوس ہوں جس نے ارسطوبلس کو غرق کر کے جان سے مارا میں متھنایاس کو زندہ جلایا میں نے زوسموس پاسس یوسیفس انیتپاتر اور موریس ماسس جیسے بہادروں کے سر قلم کئے لیکن یوحنا کو قتل کرنے کی ہمت نہیں پڑتی قسم ہے سامریوں کے خدا کی تاریک زنداں کے دروازے پر میں نے سامریوں کے ایک فرشتے کو دیکھا سر سے پاؤں تک روشن پرعظمت اور پر جلال آگ کے شعلوں کی طرح روشن چمکتی اور لہراتی ہوئی تلوار اُس کے ہاتھ میں تھی میرے ساتھ دو پہرے دار اور ہیں جو میرے اس بیان کی تصدیق کریں گے۔

ھردویاس۔ کیا بکواس ہے اگر تم نے ہمت چھوڑ دی تو تمھیں میرے عتاب اور قہر سے نیست و نابود ہونا ہوگا۔ میں تمھیں زندہ نہ چھوڑوں گی۔

انطیفس۔ تو اس قابل ہے کہ تجھے مار ڈالا جائے۔ ایسی باتوں سے شور و اضطراب

پھیلتا ہے۔ ہنگامہ اور بے نظمی۔

صدا اور صدائے بازگشت گونجتی رہتی ہے۔ مانیوس گردن جھکائے ہوئے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے ہوئے گھوم جاتا ہے۔ سکوت اور گہرا سکوت طاری ہے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے بھاری قدموں سے مانیوس ایک ہاتھ کو پھیلائے ایک کٹے ہوئے سر کے بال کو پکڑے ہوئے نظر آتا ہے۔

مانیوس۔ (کانپتی ہوئی آواز میں) یہ یوحنا کا سر ہے۔

آوازیں۔ بلند ہمت مانیوس زندہ باد

پرغرور مانیوس زندہ باد

مانیوس۔ یہی یوحنا کا بُریدہ سر ہے۔

انطیفس۔ ایک زریں طشت میں یوحنا کے سر کو رکھ کر سلومی کو پیش کیا جائے۔

(بُریدہ سر طشت میں رکھا جاتا ہے سلومی شہ نشین کی سیڑھیوں سے اُتر کر طشت کو لیتی ہے اور طشت کو لیکر پھر سیڑھیاں چڑھ کر شہ نشین پر آتی ہے اور ایک میز پر رکھ دیتی ہے۔ انطیفس سر کو دیکھ کر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو چھپا لیتا ہے اور اُس کے آنکھوں کی چمک دمک بجھ جاتی ہے اور آنسو دو ننھے کے قطرے ڈھلکنے لگتے ہیں تمام لوگ یوحنا کے سر کو دیکھتے اور مسرت شادمانی کی لہریں پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر ہر طرف سکوت ایک گہرا سکوت طاری ہے)

طیلس (خوف زدہ آواز میں) کسقدر مہیب اور بھیانک ہے یوحنا کا بریدہ سر تلوار کی تیز دھار نے اُوپر سے نیچے آنے میں جبڑے کو کاٹ دیا ہے۔ اور موت کی تکلیف سے دونوں باچھیں کھلی ہیں۔ خون کے قطرے ڈاڑھی کے بالوں پر جمے ہیں آنکھوں کے بند پپوٹوں میں سیپ کی سی چمک ہے۔

(خوف و ہراس طاری ہے)

شمعدانوں اور چہل چراغوں کی تیز روشنی میں منظر بہت ہی ہیبتناک ہے۔

(سکوت اور گہرا سکوت)

تمام کاہنوں نے اُٹھ اُٹھ کر کٹے ہوئے سر کو دیکھا۔ انطیفس بالکل خاموش رہا اور اُسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں روشنیاں جھلملا جھلملا کر گل ہوتی جا رہی تھیں تمام مہمان ایک ایک رخصت ہو رہے تھے۔ یہانتک کہ ایک ایک کر کے سب چلے گئے صرف مغموم وافسردہ انطیفس ضیافت کے بڑے ایوان میں سر پکڑے بیٹھا رہا اور غمزدہ نظروں سے دیکھتا رہا قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔ فانول آتا ہے بے حد افسردگی۔

فانول۔ غم اور افسردگی کیسی یوحنا مردوں میں اترا ہے کہ مسیح کے آنے کی خبر دے۔
مبارک ہے ابن داؤد ابن مریم مقدس اور برگزیدہ ہے۔

افسردہ آوازوں کے بعد۔۔۔

مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ھے
مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلّی پائیں گے
مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے
مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے
مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائیگا
مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے
مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے
مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ھے۔ جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن

کرینگے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہوگے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اس لئے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔

●

یوحنا کا بھاری اور مقدس سر لئے افسردہ اور مغموم لوگ نیم روشن، تنگ اور دشوار گزار راستوں سے بھاری بھاری قدموں سے جا رہے ہیں اور پس پردہ دھیمی اور مقدس اور برگزیدہ آوازیں کائنات کے سکوت و ثبات سے ٹکرا رہی ہیں :۔

یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں سے زکریاہ نام ایک کاہن تھا اور اُس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشبع تھا اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے اور انکے اولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔

جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اُس کے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جا کر خوشبو جلائے اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت باہر دعا کر رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی دہنی طرف کھڑا ہوا اُسکو دکھائی دیا۔ اور زکریاہ دیکھ کر گھبرا گیا اور اُس پر دہشت چھا گئی۔ مگر فرشتہ نے اُس سے کہا اے زکریاہ! خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے

بیٹا ہوگا تو اسکا نام یُوحنّا رکھنا اور تجھے خوشی و خرّمی ہوگی اور بہت سے لوگ
اُس کی پیدائش کے سبب سے خوش ہونگے۔ کیونکہ وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا
اور ہرگز نہ مے نہ کوئی اور شراب پئے گا اور اپنی ماں کے بطن ہی سے روح القدس
سے بھر جائے گا اور بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جوان کا خدا ہے پھیریگا
اور وہ ایلیاہ کی روح اور قوت میں اُس کے آگے آگے چلیگا کہ والدوں کے دل اولاد
کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے اور خداوند
کے لئے ایک مستعد قوم تیار کرے۔ زکریاہ نے فرشتہ سے کہا میں اس بات کو کس
طرح جانوں؟ کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے۔ فرشتہ نے جواب
میں اُس سے کہا میں جبرئیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اس لئے بھیجا گیا
ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے ان باتوں کی خوشخبری دوں۔ اور دیکھ جس
دن تک یہ باتیں واقع نہ ہولیں تو چپکا رہے گا اور بول نہ سکے گا اس لئے کہ
تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہونگی یقین نہ کیا۔ اور لوگ زکریاہ کی راہ
دیکھتے اور تعجب کرتے تھے کہ اُسے مقدس میں کیوں دیر لگی۔ جب وہ باہر آیا
تو اُن سے بول نہ سکا۔ پس اُنہوں نے معلوم کیا کہ اُس نے مقدس میں رویا دیکھی
ہے اور وہ اُن سے اشارے کرتا تھا اور گونگا ہی رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ جب
اُس کی خدمت کے دن پورے ہوگئے تو وہ اپنے گھر گیا۔

ان دنوں کے بعد اُس کی بیوی الیشبع حاملہ ہوئی اور اُس نے پانچ مہینے
تک اپنے تئیں یہ کہہ کر چھپائے رکھا کہ جب خداوند نے میری رسوائی لوگوں
میں سے دور کرنے کے لئے مجھ پر نظر کی اُن دنوں میں اُس نے میرے لئے
ایسا کیا۔

اور الیشبع کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور اُس کے بیٹا بیٹا ہوا۔ اور اُس کے پڑوسیوں اور رشتہ داروں نے یہ سُن کر کہ خداوند نے اُس پر بڑی رحمت کی اُس کے ساتھ خوشی منائی اور آٹھویں دن ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کا ختنہ کرنے آئے اور اس کا نام اُس کے باپ کے نام پر زکریاہ رکھنے لگے۔ مگر اُس کی ماں نے کہا نہیں بلکہ اُس کا نام یوحنا رکھا جائے۔ انھوں نے اُس سے کہا کہ تیرے کنبے میں کسی کا یہ نام نہیں اور انھوں نے اُس کے باپ کو اشارہ کیا کہ تو اُس کا نام کیا رکھنا چاہتا ہے؟ اُس نے تختی منگا کر یہ لکھا کہ اُس کا نام یوحنا ہے اور سب نے تعجب کیا۔ اُسی دم اُس کا منہ اور زبان کھل گئی اور وہ بولنے اور خدا کی حمد کرنے لگا اور اُس کے آس پاس کے سب رہنے والوں پر دہشت چھا گئی اور یہودیہ کے تمام پہاڑی ملک میں ان سب باتوں کا چرچا پھیل گیا اور سب سننے والوں نے ان کو دل میں سوچ کر کہا تو یہ لڑکا کیسا ہونے والا ہے؟ کیونکہ خداوند کا ہاتھ اُس پر تھا۔

اور اُس کا باپ زکریا روح القدس سے بھر گیا اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا کہ

خداوند اسرائیل کے خدا کی حمد ہو

کیونکہ اُس نے اپنی اُمت پر توجہ کر کے اُسے چھٹکارا دیا

اور اپنے خادم داؤد کے گھرانے میں

ہمارے لئے نجات کا سینگ نکالا

(جیسا اُس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا جو کہ دنیا کے
شروع سے ہوتے آئے ہیں)
یعنی ہم کو ہمارے دشمنوں سے
اور سب کینہ رکھنے والوں کے ہاتھ سے نجات بخشی۔
تاکہ ہمارے باپ دادا پر رحم کرے
اور اپنے پاک عہد کو یاد فرمائے
یعنی اُس قسم کو جو اُس نے ہمارے باپ ابرہام سے کھائی تھی
کہ وہ ہمیں یہ عنایت کریگا کہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر
اُسکے حضور پاکیزگی اور راستبازی سے عمر بھر بخوف اُسکی عبادت کریں
اور اے لڑکے تو خدا تعالیٰ کا نبی کہلائے گا
کیونکہ تو خداوند کی راہیں تیار کرنے کو اُسکے آگے آگے چلے گا
تاکہ اُس کی اُمت کو نجات کا علم بخشے
جو اُن کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو
یہ ہمارے خدا کی عین رحمت سے ہوگا
جس کے سبب سے عالم بالا کا آفتاب ہم پر طلوع کرے گا
تاکہ اُن کو جو اندھیرے اور موت کے سایہ میں بیٹھے ہیں روشنی
بخشے اور ہمارے قدموں کو سلامتی کی راہ پر ڈالے

غروب

کتاب مقدس ____________

شاہ جہاں

نگارخانۂ دل

○

الٰہ آباد

۶- جولائی ۵۷

طلوع

اُداس موسیقی کی آوازیں

قدموں کی افسردہ چاپ

شاہجہاں۔ کون؟

جہاں آراء۔ عالم پناہ۔

شاہجہاں۔ جہاں آراء۔!

جہاں آراء۔ ہاں جہاں پناہ

شاہ جہاں۔ وہ سامنے

جہاں آراء۔ کیا ہے جہاں پناہ

شاہ جہاں۔ جمنا کی لہروں میں کس قدر وحشت، دیوانگی اور تخریب ہے سمن برج کے پاؤں کے پاس کس قدر تخریبی گردابوں کا شور وغل ہے۔ لہروں کے ہجوم کے پاس وہ سامنے ممتاز کی خواب گاہ سنگ مرمر اور سنگ خارا کی خواب گاہ کس قدر افسردہ اور آزردہ ہے۔

جہاں آراء۔ ظلِّ سبحانی وہاں دنیا جہاں کے ویرانے گردابوں سے دور ایک مقدس اور برگزیدہ سکون ایک ازلی سناٹا اور ایک ابدی سکوت طاری ہے۔

شاہجہاں۔ غروب آفتاب زر اور آب زر مرمریں خوابوں پہ بکھرتا ہوا کہاں بھاگتا جارہا ہے۔ جہاں آراء معلوم نہیں کہاں۔

(سکوت)

غروب نور و رنگ کے بعد تاریکیوں کا دور شروع ہوگا اور پھر داغِ شب سیاہ چراغِ سیاہ خانہ دل سے ہم آہنگ ہوگا۔

(سکوت)

قدموں کی چاپ

دوسرا آفتاب طلوع ہوگا۔ عروج کی منزلوں پر پہونچے گا۔

(سکوت)

قدموں کی چاپ

اور غروب ہو جائے گا۔

(سکوت)

قدموں کی چاپ

قاہر، قرابیں، وزرہیں، وشمشیر وخنجر سے آراستہ نیلم عاج پکھراج لعل اور یاقوت شبنم اور موتی کی محملوں میں چھپے ہوئے شگفتہ جسموں کے خاموش شوخ شب خیز بھرپور ہفت رنگ نغموں کے آس پاس گریزاں گریزاں، رفتاں رفتاں رواں اور دواں، جری دل بہادر، جانباز سپاہی جواں سال راجپوتوں کے ہاتھوں میں دی ہوئی مرصع مہاریں۔

(سکوت)

رفتہ ساعتوں کی ہزاروں حسین داستانیں یاد آرہی ہیں انھیں یاد کرنے دو، جہاں آرا، صرف ایک بار بس ایک بار۔ بانات آبی کے شبنمی لبادوں میں شفق رنگ صافے سنہری روپہلی زریں قبائیں رعونت کی ہزاروں داستانیں یاد آرہی ہیں۔

(سکوت)

اور گردابوں کا شور طوفانوں کا تخریبی اضطراب کم نہ ہوگا۔

(سکوت)

جہاں آرا۔ ظلِ سبحانی۔

(سکوت)

جہاں آراء۔ جہاں پناہ

شاہ جہاں۔ جہاں آرا ر ممتاز نے ابدی خواب گاہ کے مرمریں ایوانوں میں ویران ہواؤں کو کہتے ہوئے سنا ہوگا۔ طاؤس کے مسند پر بیٹھنے والا ارباب اور بادۂ ناب اور ساقی، لالہ فام کا شاہ جہاں دنیا کی ان کی ظلمتوں میں نور بکھیرنے والا۔

(سکوت)

(افسردگی)

(اُداس موسیقی)

ایک مجبور و لاچار بےکس بیزار خوار و نزار قیدی ہے۔

جہاں آراء۔ عالیجاہ کو آرام کی ضرورت ہے۔ بنصیب دشمناں طبیعت ناساز اور افسردہ ہے۔

شاہ جہاں۔ جہاں آراء سارا زمانہ ناسازگار ہے ہم افسردہ ہیں مہر و ماہ کی گردشوں نے کیا دیا تمام ستارے مخالف اور نامہرباں ہیں۔ ہمارا شفیق اور رحیم ستارہ آبی برج حمل پر گمنام ہو چکا ہے۔

(سکوت)

جہاں آراء۔ عالیجاہ

(ہچکیوں کی آواز)

جہاں آراء۔ عالیجاہ

شاہ جہاں۔ ہمارا سایہ بھی ہم سے دور بھاگتا ہے۔ تاریکی اور صرف تاریکی حدِّ نگاہ تک تاریکی ہی تاریکی۔

جہاں آراء۔ جہاں پناہ

شاہ جہاں۔ جہاں پناہ کی آتش دیدہ آنکھوں میں صرف غم اور جہاں پناہ کی آتش زدہ

روح کے نہاں خانوں میں تنہائی کی آگ جل رہی ہے......آگ.....
آگ..... صرف آگ

(آواز ڈوب جاتی ہے)

غم اور تنہائی کی آگ

(سسکیوں کی آواز)

کیسا گہرا چیختا اور چلاّتا ہوا سکوت طاری ہے۔ سکوت جو ہنگاموں سے زیادہ پُرشور اور پُر اضطراب ہے۔

(سکوت)

ماندگی اور بطالت کا احساس شب بیدار بیخواب رگوں میں جاری اور ساری ہے آزردگی، خستگی، بیخوابی اور بے صبری۔

(سکوت)

تھکن جلن اور چبھن بیچارگی اور غفلت۔ بیمار نیند اور شکستہ فراموشی قریب تر ہے۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ

شاہ جہاں۔ عالم تاریک ہو چکا ہے۔ روشنی اور نور، حرارت اور زندگی زر اور آب زر رنگ اور نکہت مرمر اور خواب جنوں اور جگر عطا کرنے والے ہاتھ تاریک ہو چکے ہیں۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ۔

شاہ جہاں۔ عالم پناہ کی آنکھوں میں صرف جلن اور چبھن ہے افسردگی کا غبار جہاں دیدہ آنکھوں پر طاری ہے۔ میری بیمار لوگوں میں تھکن اور افسردگی خواب اور فراموشی رواں دواں ہے۔ میری آزردہ پلکیں میری آتش زدہ آنکھوں کو ڈھانپ لینا چاہتی ہیں۔

(ہچکیوں کی آواز)

جہاں آراء۔ نہیں عالم پناہ نہیں۔

شاہ جہاں۔ نور نظر ہمیشگی کی برگزیدہ راہوں میں کوئی میرے طائر قدم کے لئے منتظر ہے۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ

شاہ جہاں۔ ہاں بیٹی کوئی میرا انتظار کر رہا ہے اور مجھے معلوم ہے۔ انتظار کا کا اختتام قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ لمحوں کی مسلسل کرب و اذیت میں کوئی کہہ رہا ہے انتظار کا اختتام قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ

شاہ جہاں۔ عالم پناہ کو خدائے باجبروت کا فرشتہ اسکی عظمت و جلال کا اعتراف کرتے ہوئے ہلاک کر ڈالے گا۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ، آزردگی اور انتشار کی زد میں بہت غمگین اور اُداس ہیں اچھا ہوگا اگر۔

شاہ جہاں۔ نہیں جہاں آراء نہیں اس تنگ و تاریک اداس اور غمگین جہان آب و خاک میں میرا دم گھٹتا جا رہا ہے۔

(سکوت)

دم گھٹتا جا رہا ہے۔

(سکوت)

ہاں ہاں میرا دم گھٹتا جا رہا ہے۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ خاموش ہواؤں غیر مانوس پر سکوت آوازوں کا ہنگامہ ہے۔ پرانی یادوں کا شور و غل نالہ و ماتم گزرے ہوئے لمحوں کی یاد۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ۔

شاہ جہاں۔ خاموش جہاں آرار خاموش۔ آنیوالے لمحوں کی آہ وزاری تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ۔

شاہ جہاں۔ ہواؤں میں اسکا انتظار ہے جو آنے والا ہے۔

جہاں آراء۔ کون عالی جاہ جو آنے والا ہے؟

شاہ جہاں۔ وہ جو آرہا ہے اس کا لباس ارغواں میں رنگا ہوا ہے اسکے ماتھے پر ستاروں کا طلائی جھومر ہے اور اسکے قدموں کے آگے آب شبنم بہہ رہا ہے۔

جہاں آراء۔ وہ کون ہے عالی جاہ؟

شاہ جہاں۔ وہ کون ہے؟ جو لباس کے حسن میں چمک اور دمک رہا ہے جو اپنی عظمت میں دنیا جہاں کی عظمتوں کو بھول چکا ہے جو اپنی رفعت اور بلندی میں بلند تر ہے اسکے قدموں کے آس پاس آب شبنم سے دھوئے ہوئے عقیق یمنی اور لعل بدخشانی اور الماس ساسانی اور یاقوت اور جوہر کے ان گنت ریزے بکھر رہے ہیں اور وہ انھیں بھاری قدموں سے پیستا ہوا اپنی عظمت اور بلندی کی طرف جا رہا ہے۔

(سکوت)

اور وہ پسے ہوئے ریزے ہواؤں میں بکھر رہے تھے۔

جہاں آرار ہواؤں میں زہر ہے تم دیکھ لینا تمام انسان اور ساری کائنات کا اختتام ہو جائے گا۔

جہاں آراء۔ عالم پناہ کیا ہوتا جا رہا ہے۔

شاہ جہاں۔ اور وہ ابھی زہر بکھیرتا ہوا سماق اور سنگ خارا کے مسند پر بیٹھے گا اور دیکھ

لینا طلائی کار چوب اور سنگ جمیر کے ستونوں پر افسردگی اور آزردگی طاری

ہو جائے گی۔

جہاں آرا۔ مہابت پناہ!

شاہ جہاں۔ اور پھر ساری عظمت و رفعت اور بلندی کا اختتام ہو جائے گا۔

(سکوت)

جہاں آرا۔ جہاں پناہ!

(سسکیوں کی آواز)

شاہ جہاں۔ اور اسے بھی ایک دن موت آئے گی اور وہ برزخ کی پر خار راہوں سے

گزرتا ہوا صراط اور میزان کے پاس ہوگا۔

جہاں آرا۔ رحم عالی جاہ رحم۔

شاہ جہاں۔ ہاں ہاں وہ صراط اور میزان کے پاس ہوگا۔

(سکوت)

ناسوت، ملکوت اور لاہوت کا خالق جہانوں کا پروردگار یوم حساب کا حاکم

عادل اور کریم سزا اور جزا دینے والا اس سے پوچھے گا ہاں ہاں اس سے

پوچھے گا وہ عادل ہے اسی لئے تو وہ رحیم و کریم ہے۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

اُسے بھی ایک دن موت آئے گی۔

(سکوت)

موت آئے گی۔

(سکوت)

موت آئے گی اور وہ صراط اور میزان کے پاس ہوگا۔

موت آئے گی ـــــ

(سکوت)

موت آئے گی۔

(قہقہہ)

(آواز اور آواز بازگشت اور خوف و ہراس)

آواز اور آواز اور بازگشت کا شور کس قدر مہیب اور بھیانک ہے تاریک اور گمنام زندگی کی طرح مہیب اور بھیانک تنہائی کے غم کی طرح۔ افسردہ۔

جہاں آراء۔ عالیجاہ۔ خدا کے واسطے رحم۔

شاہ جہاں۔ وہ۔

(سکوت)

وہ زنگ آمیز مسکنوں اور خاک آلود ویرانوں سے گزرتا ہوا برزخ اور صراط اور میزان کے پاس ہوگا۔ ہاں، ہاں وہ ہوگا۔

جہاں آراء۔ جہاں پناہ!

شاہ جہاں۔ انیس غم انتشار صرف انتشار کائناتوں پر انتشار ہی انتشار۔ آفتابوں ستاروں اور آسمانوں پر انتشار ہی انتشار۔ جلیس غم میری دوست اور مددگار آمیرے قریب آ۔ میں تیرے آنسوؤں کو پوچھ لوں تیری ہچکیوں کو جذب کر لوں آمیرے قریب آ۔ سنہری پلکوں سے ڈھکی ہوئی سنہری آنکھوں میں کس قدر خوف و ہراس ہے۔

(سکوت)

اور خلوص و محبت بھی۔

(سکوت)

محبت اور خلوص کا ایک سمندر بہہ رہا ہے آ میرے قریب آ۔ میں اپنی تمام افسردگی کے ساتھ اس آب رواں میں ڈوب جاؤں۔

آنے والی ہوائیں ریگ زاروں پر مرتسم میرے قدموں کو مٹا دینگی۔ آ میرے قریب آ۔ تیری ویران آنکھوں میں ویران شکستہ قدم اور خستہ دم اور آزردہ جسم اور افسردہ روح کے لئے ایک سہارا ہے۔

جہاں آراء۔ ابا۔ حضور!

(آواز ڈوب جاتی ہے)

(ہچکیوں کی آواز اُبھرتی ہے)

(سکوت گہرا)

(موسیقی افسردہ)

شاہ جہاں۔ بیٹی!

جہاں آراء۔ آرام فرمایئے خدا کے لئے جہاں پناہ میری جان ناتواں پر رحم فرمائے دیکھئے تاریکی کا آنچل دور دراز زمینوں تک پھیل چکا ہے۔ گمنام ساحلوں اور بے آواز کائناتوں پر تاریکی چھا چکی ہے۔

شاہ جہاں۔ کہاں تاریکی۔ تاریکی کہاں۔ تاریک آنکھوں کے آگے اب نور و ظلمت کا کوئی سلسلہ نہیں۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

کوئی سلسلہ نہیں۔

(ہچکیوں کی آواز)

(افسردہ تر موسیقی۔ گہرا سناٹا)

مقدس اور پاکیزہ تاریکی اپنے شب سیاہ آنچل میں، میرے تپ زدہ جسم جسم کو لپیٹ لے تو یہ میری مسرت کی انتہا ہے۔

(ہچکیوں کی آواز)

میں کہاں ہوں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

(سکوت)

میں کہاں ہوں ممتاز اور تم کہاں ہو۔ سیاہ زلفوں، سیاہ آنکھوں اور شگفتہ بازوؤں والی ممتاز دل وحشت کی قسم مجھے نہیں معلوم میں کہاں ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو۔

(افسردہ قدموں کی چاپ)

شگفتہ احمریں لبوں والی ممتاز مست اور سیاہ تاریک راتوں کی رنگت نور والی ممتاز قسم ہے کائنات کے اوّل و آخر کی، میں کہاں ہوں مجھے نہیں معلوم اور تم کہاں ہو میں نہیں جانتا۔

(سکوت)

اے اوّل و آخر کب آخر اوّل ہوگا اور اوّل آخر۔

(سکوت)

صدیوں پرانی کائنات ایک محور اور ایک گردش سے اُکتا چکی ہے۔

(سکوت)

جہاں آراء- عالی جاہ!

شاہ جہاں- وہ پھول جو چمنستانوں میں کھلتا تھا اب کہاں۔ اب کہاں وہ سیاہ زلف جو سیاہ اور مست آب حرام سے شبنمی تھا خاک اور خون۔ تباہی اور بربادی- نیستی اور فراموشی کے علاوہ اب کچھ بھی نہیں- گمنام راہوں پر کوئی نشان نہیں- میں

تمھیں کہاں ڈھونڈوں۔

(ہچکیاں)

کہاں وہ مہرباں اور شفیق جسم اور مہرباں آنکھیں جن آنکھوں میں تاریک راتوں کے سمندر تیرتے پھرتے تھے آب سیاہ آنکھوں میں ڈوبتا اور ابھرتا ہوا وہ مقدس اور برگزیدہ نور کہاں۔ ماہ نے سمندروں کی بیتاب لہروں کو اضطراب کو بے آب کر ڈالا۔ ہاں ہاں تمہارے گلاب جیسے رخساروں کو خاک وخوں پر رینگنے والی حقیر اور ذلیل گمنام روحوں نے اپنے ناپاک اور گمنام قدموں سے میلا کر ڈالا ہے مگر جہانوں کا پروردگار وعدہ کر چکا ہے وہ پھر تمہارے گلاب جیسا جسم عطا کرے گا۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

ممتاز تم کہاں ہو، میری ہمصفیر، ہمساز، ہم آواز، آواز دو تم کہاں ہو، میں تمھاری آواز کے نادیدہ بازوؤں کے سہارے تم تک پہنچ جاؤں گا میری ہمصفیر تمھیں قسم ہے وصال آمیز راتوں کی تم کہاں ہو۔ فراق کی متوازی راہوں پر دوڑتے دوڑتے میں تھک چکا ہوں۔ میری ممتاز۔ ہم ساز ہم آواز۔ آواز دو میری ہمصفیر تم کہاں ہو۔ میں دنیا کی الجھنوں سے اکتا چکا ہوں میری انیس شب فراق جلیس صبح وصال قسم ہے فراق آمیز راتوں میں اکتا چکا ہوں۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

میں کیا دیکھ رہا ہوں میری ممتاز کے سرِ پاب موتیوں کی نہ کوئی جھالر ہے اور نہ مانگ پہ پسا ہوا نیلم اور نہ ماتھے پر یاقوتی چاند۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

جہاں آرا میری اچھی بیٹی بتاؤ تو سہی میری ممتاز کہاں ہے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ تمھیں قسم ہے رگوں میں بہتے ہوئے میرے خون کی بتاؤ میری ممتاز کہاں ہے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ معلوم نہیں میری ممتاز کہاں ہے وسیع اور بسیط، طویل اور عریض ہندوستان کے شہنشاہ کی جگر گوشہ قوتِ دل، خونِ جگر ممتاز آج کہاں ہے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ میری ممتاز خاک آلود ہو چکی ہے جس کے جمال جہاں افروز نے دخترِ ایران کی صباحتوں اور دوشیزۂ صحرا کی افسانوی ملاحتوں کو حقیقی بنا ڈالا ہے۔

عالی جاہ! ملکۂ جہاں کی روح باغِ مقدس کے مرغزاروں، لالہ زاروں اور نکہت زاروں میں مسرور و مغرور ہے اور شبنم اور آتش کا بنا ہوا فانی جسم زرنگار اور نقش دوام کے مرمریں ستون اور مرمریں پتھروں میں خواب عدم سے ہمکنار ہے۔

شاہ جہاں۔ جہاں آرا۔

جہاں آرا۔ سامنے لہروں پر جگمگاتا ہوا تاج شاعروں کے نازک خیالوں اور نقاشوں کے باکمال تصوروں سے سجا ہوا ملکۂ جہان عالم کی خوابگاہ گلشن نزاکت کی خوشبوؤں اور باغِ جناں کی ہواؤں سے معطر اور لبریز ہے اور ستاروں کی تابش اور تجلّی سے بھرپور ہے۔ سلام رحمت ملکۂ جہاں، سلام و رحمت عالم فردوس مکاں ملکۂ عالم سلام و رحمت حضور کا شمار برگزیدوں اور مقدسوں میں ہوا۔ آمین

(سکوت)

ظلِّ سبحانی!

شاہ جہاں۔ جہاں آرا ہم یہی سوچ رہے ہیں غروب روز اور طلوع شب اور آمد نور کے ساتھ ساتھ نکہت و نور کا طوفان کہاں گم ہوگیا۔ وقت غروب خوشبوؤں سے

بوجھل ہواؤں کا اب کوئی پتہ نہیں۔

جہاں آراء۔ ظل سبحانی!

شاہ جہاں ۔ غبار نور بدن گمنام اور اجنبی ہواؤں میں منتشر ہو چکا ہے۔

جہاں آراء۔ خدا کی برگزیدہ رحمتوں کا نزول ہو عالیجاہ کو آرام کی ضرورت ہے۔

شاہ جہاں ۔ ہم سوچ رہے ہیں آج سے بہت پہلے اس سبزہ زار نور و نکہت سے بہت دور ظلمت و تاریکی سے بہت پہلے، اس غمکدہ جہاں سے بہت پہلے، برسات کی شبنمی راتوں اور گرما کی نورانی صبحوں نے اس رشک ارم وادی کو ان گنت مرتبہ نکہت و لطافت سے معمور کیا ہے اسقدر معمور کہ مسرت نزہت سے دم گھٹ چکا ہے اور آنکھیں نم ہو چکی ہیں دل جگر بن چکا ہے اور جگر دل۔

(آواز ڈوب جاتی ہے)

(اور پھر ابھرتی ہے)

خار خار عالم حسرت خار خار

جہاں آراء۔ اعلیٰ حضرت!

شاہ جہاں ۔ بزم باقی ہے۔ بساط اور مہرے منتظر ہیں۔ شیشوں میں بادۂ ناب کی چمک اور دمک ہے اور آسمانوں کی بلندیوں پر رحیم و کریم، غفار و رحمٰن بخشش و کرم کا منتظر ہے پر ساقی لالہ فام کا پتہ نہیں۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں ۔ مے خانوں پر افسردگی طاری ہے۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں ۔ سانسوں کا شمار کرتے کرتے ہم تھک چکے ہیں۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ ہاں ہاں ہم تھک چکے ہیں، ہمارا سرمایۂ حیات غم زمانہ لذت الم، نوحۂ غم کشتہ شمع سیاہ خانۂ دل، دل و جگر پر افشاں، شکست آرزو تلخی کام و دہن اور گیسۂ زلف شکن در شکن اور کیا کچھ بھی تو نہیں ہے۔ شاداب رنگ و ساز اب کہاں سیاہ و مست مے خانوں کا پتہ نہیں اور کیا ہوگا۔ ساقیٔ لالہ فام کے قدم سے بہاروں کی آمد تھی۔ اب بہاروں کا پتہ نہیں اب کیا ہوگا۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں ۔ خاموش خاموش۔ شام تاریک ہواؤں میں غبار شوق منتشر ہوگیا۔ نشان راہ گم گشتہ۔ منزل کو کہاں ڈھونڈوں خود قدموں کا پتہ نہیں۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ خاموش۔ یاد کر لے دلِ غمزدہ ان بہاروں کو یاد کر اس خورشید جہاں تاب کی کرنوں کو ان حرارت آمیز سانسوں کو یاد کر۔ دل خون ہوا۔ آنکھیں بھر آئیں افسردگیٔ دل اور سوزِ دل نے خاک کیا اور بے رنگ غبار شوق تاریک ہواؤں میں منتشر ہوا اور ہوا جاتا ہے۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ۔

شاہ جہاں۔ نہ جانے اس طویل داستان کا اختتام کب ہے جی گھبرا گیا جیتے جی۔ کچھ بھی نہیں پھر بھی اس شب سیاہ میں اُس گل و لالہ صد گلستانِ نو بہار ناز کے مقابل کی آرزو کیوں ہے۔ اس دو عالم کے فشار و انتشار کی آرزو و رنگ آخر کے قریب پیدا کیسے ہوئی۔ حیرت ہے عالم پناہ کو حیرت ہے۔ خاک گردوں کی طرف مائل پرواز ہے تاریک پرندہ اپنے بازوؤں کو نور کی طرف پرواز کرنے کے لئے پھیلا رہا ہے اور اسکے بازوؤں میں اتنی قوت کہاں سے آئی۔

جہاں آراء۔ جہاں عالم، پروردگار کے واسطے اور واسطے رحمت اللعالمین کے رحم فرمائیے۔

(سکوت)

اُف خدایا رحم

(سکوت)

رحم

(سکوت)

اعلیٰ حضرت کے خسروانہ شکوہ عظمت و جلال کا ستارہ ابدی ہو۔

شاہ جہاں۔ بس بس جہاں آرا، بس اب ان باتوں سے دل نہیں بہلتا۔

جہاں آرا۔ خرد آفاق۔ عالم پناہ کے آفاقی بازوؤں میں پروردگار عالم کی قوت ہے یہ تنگ اور تاریک خلاؤں کا نام و نشاں بھی باقی نہ رہیگا۔ عالم پناہ کی نگاہیں پتھروں میں شگاف کرتی ہیں۔

شاہ جہاں۔ بس بیٹی بس خدارا میرے اوپر رحم کر میں گھبرا گیا خسرو انجم اور بہرام کے القاب و آداب سے میں گھبرا گیا۔ بس جہاں آرا، بس تاج زریں مہر تاباں ماہ درخشاں کے ہنگاموں سے میں گھبرا گیا۔ خسرو انجم بہرام و ناہید کا کا نام نہ لے بیٹی

جہاں آرا۔ شہنشاہ عالم، جہاندار کرم رحم اپنی جان پر رحم فرمائیے۔ عدیل جہاندار کرم فرمائیے۔ تاریخ عالم گواہ ہے ظل سبحانی کا عہد دور زرّیں کہلاتا ہے۔ ماہ نے برج ثور سے نکلنا چھوڑ دیا، ناہید نے حوت پر اپنے قدموں کا نشان مٹا ڈالا۔ شاہ جہانگیر جہاں بخش، جہاندار زندہ و پائندہ۔

شاہ جہاں۔ بس بس ہم حکم دیتے ہیں بس۔ عمر گذشتہ کی باتوں کو یاد کرنا۔ آواز بازگشت کو آواز دینا ہے۔

(سکوت)

ہزار آنکھوں سے رویا ہوا جہاں بخش و جہاندار بس یک قدم اقلیم عدم سے دور ہے ہزار آنکھوں سے روتا ہوا جہاں بخش و جہاندار اپنی گمنامی اور نیستی کا منتظر ہے وہاں مجھے مردم آزار انسان کوئی غم نہ دے سکے گا۔ یہ خواہش ہے تھکے ہوئے تپ زدہ سفر سوختہ کی آرزو ہے، جہاں آرا، صرف آرزو اس شاہجہاں کی آرزو جسکی ہر آرزو تقدیر تھی۔ دیار ہند کے وسیع اور بسیط میدانوں کوہساروں، اور وادیوں میں ہر وقت جاں باز اور بہادر جاں نثار اس کی آرزو کو تقدیر بنانے کیلئے منتظر تھے۔ وہ دیکھ سامنے میری آرزو تاج کے رنگ و نور میں جگمگا رہی ہے۔ شگفتہ چمن کدوں کی حلاوتیں۔ تجلّیاں۔ تخیلات کی مسرّتیں، تسلّیاں اور صباحتیں لیئے وہ جگمگاتا ہوا تاج اس بات کا گواہ ہے کہ میرے ارادوں میں نجومیوں کی فراستیں، مصوّروں کی عبادتیں پوشیدہ تھیں۔ جہاں آرا! جانِ من اب میں نزار و خوار ہو چکا ہوں۔ وہ معطر حکایتیں وہ مقدس کہانیاں اب کہاں۔ شب رنگ گیسوؤں میں جگمگاتا ہوا وہ شاداب و خاموش مہرو ماہ، ناہید و بہرام کی پر نور وادیاں اور سرمدی بہاروں کی یاد اب کہاں اب تو صرف دھوپ اور ریگ اور بادِ خشک کے گرم صحراؤں میں بھٹک رہا ہوں۔ مرمر و جام کے قصوں سے اکتا کر خواب و تیشہ و سنگ سے چونک کر درد و غم کی لذّتوں میں سرشار تخیّل کی تمناؤں اور خواب آلود شبستانوں سے دور بہت دور خواب عدم کا منتظر ہوں۔ تصوّر کے سیاہ خانوں میں ممتاز کا مخملی سایہ بھی نہیں اسکی آنکھوں میں ابھرتے اور ڈوبتے ہوئے چاند ستاروں کا کوئی سفر نہیں۔

(سکوت)

کوئی سفر نہیں

(سکوت)

اب صرف غم دوراں، غم زیست اور غم دل کے آفات اور حادثات کا طویل غیر منقطع سلسلہ ہے جو اپنے ہست و بود کے لئے مرہون منّت ہے غم دل، غم دوراں اور غم زیست کا۔

(سکوت)

تخیل کے جادو کا کوئی حجاب نہیں صرف دھواں، دل سوزاں کا دھواں زیست خرام۔ نور و ظلمت کی باتوں سے اب کیا لینا

دست و پا مسلسل سعئ لاحاصل سے تھک چکے ہیں۔

(سکوت)

میں اپنی آنکھوں میں ایک بیمار خمار ایک خستہ اور شکستہ خمار ایک بیمار نیند کی جلن اور اپنی رگوں میں صدیوں کی تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ آواز دل کے ساتھ زمین و تیشہ ہم آہنگ و ہم صدا ہیں۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ۔ آرام فرمالیجیئے۔ ماتھے پر پسینہ نصیب دشمناں، طبیعت کچھ زیادہ ناساز ہے۔

شاہ جہاں۔ خشک ہو جائے گا وقت کے ہاتھوں سے خشک ہو جائے گا۔

(سکوت)

وقت کے ہاتھوں سے اشکوں کے چھلکتے ہوئے جام کو میں نے اپنے تشنہ اور خستہ لبوں سے لگا لیا ہے۔ میری تشنگی دور ہو جائے گی۔ مسکراہٹ کے گھونٹ سہی۔ تلخیٔ حیات سہی، آزردگیٔ زیست سہی۔

سکوت

مجھے فراموشی چاہیئے۔ بیخودی چاہیئے گردش حیات سے دوری چاہیئے ہیں وجد

سے دور بھاگ رہا ہوں۔ عدم کی راہوں کی طرف گمنام اور اجنبی خلاؤں کی طرف ——

جہاں آرا۔ عالی جاہ

شاہجہاں۔ ہاں ہاں زہر کے گھونٹ سہی، ساغر و مینا نہ سہی پیاس کی آگ بجھانا ہے۔ بجھانا ہے پیاس کی آگ۔

(سکوت)

دور دور بھاگتی ہوئی روح سکون ڈھونڈھ رہی ہے خلش خار سے لذت آشنا خوگر آلام دل گردش دوراں سے مانوس ہوگیا ہے۔

(سکوت)

پر کب تک

(سکوت)

کب تک یہ سکوت اور یہ گہرا سناٹا طاری رہے گا۔ تول کر تیر و کمان وقت کا خونی صیاد کب تک ساز و بربط سے الجھا رہے گا۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ!

شاہجہاں۔ کیسا شور ہے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ۔ یہ شور اورنگ زیب کے عالمگیر ہونے کا ہے۔

شاہجہاں۔ شور تخریب کے گردابوں کا شور۔ حوادث کے طوفانی کا شور غیظ و آلام کے ہواؤں کا شور مریخ کا خونی بربط ستارۂ تخریب کی آمد جشن تباہی و بربادی نیستی اور فراموشی۔ خواب غفلت کی ضیاقتوں کا اہتمام وہ دیکھو سامنے وہ کیا ہے۔ بے شمار چراغوں سے فصیلوں پر نور و نکہت کا ایک طویل سلسلہ آب جمنا کے آب مقدس میں نور کی پرچھائیاں۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ۔ اورنگ زیب جشن فتح منا رہا ہے۔

شاہ جہاں۔ ہاں ہاں یہ تباہی اور بربادی کا اہتمام آخر ہے۔ دارا کے خون سے ماتھے کو سجا کر اورنگ زیب عالمگیر ہونا چاہتا ہے۔

(قہقہہ)

جہاں آرا۔ دلی اور آگرہ کے بازاروں میں اورنگ زیب کے شہنشاہ ہونے کی منادی ہو چکی ہے۔

شاہ جہاں۔ نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا اورنگ زیب، ننگ جہاں، ننگ وجود ہے، نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابھی میں زندہ ہوں۔ دلی کا تخت و تاج میرا ہے میں دارا کے بریدہ سر کی قسم کھاتا ہوں۔ میں اورنگ زیب کو سزا دوں گا کہاں ہیں میرے علم اور شمشیر کے آس پاس بکھرنے والے جانباز سپاہی کہاں ہیں۔

(سکوت)

کہاں ہیں ؟

جہاں آرا۔ عالی جاہ !

شاہ جہاں۔ بند کرو۔ طاؤس کے آس پاس بجتے ہوئے ربابوں کو بند کرو۔ بادۂ ناب کو شب سیاہ پانیوں میں بہا دو۔ عریاں جسموں کو لبادوں میں لپیٹ کر علم اور شمشیر لیکر بیدار ہو جاؤ، میرے ساتھیو مجھ سے زندگی اور حرارت کسب کرنے والے دوستو! تمہارا شہنشاہ زندگی کی تنگ و تاریک ماحول میں وسعت حیات کو آواز دے رہا ہے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ !

شاہ جہاں۔ خاموش جہاں آرا، خاموش۔ یہ چراغ و نور اُن چراغوں کا نور گشت ہے جن چراغوں کو میں نے دلی اور آگرہ کی فصیلوں پر جلایا تھا۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ !

شاہ جہاں - خاموش جہاں آرا، خاموش۔ وہ جلوسِ شہی۔ فیلان کہسار پیکر اٹھائے ہوئے صور و ناصور، ناقوس و نقارہ و نوبت و خود مغفر وہ جلوسِ شہی شہنشاہ ہند، شاہجہاں کا جلوسِ شہی۔ طلائی اور نقرئی ہیکلیں۔ طلاکار جھولیں۔ سیفور و سقلات و سنجاب کے زیر جاموں میں جواں عمر، تمثال داران گیتی نشستہ ہودار عماریوں میں مہذب جواں سال سرخ انگاروں جیسی کنیزیں محافوں میں کوشاں نگہ داریوں، ناز برداریوں میں یکتا سرخ و سفید، مہاوتوں کے ہاتھوں میں سونے کا آنکس، کج باگ تھامے، قنادیر کی کرتیاں، پیچ در پیچ رشتہ نما پگڑیاں صوف و دیبا کے خوش رنگ جامے۔

جہاں آرا۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ وہ عالی جاہ کا جلوسِ شہی، تیز قدم تیز گام نرم رفتار جلوس سہی رخشاں اور درخشاں گردک اور گدڑک، گرنا دگرزیں، گنجیفہ اور گنج داں، گرم خوں، گرم جولاں اور گرم جاں مغرور، جواں جسموں کی قطار در قطار بھلے دار اور ببر جھپیٹ بانکے جواں بانکپٹ کے ماہر جنگ جویاں قاہر، قرابیں و ڈھوپیں و شمشیر و خنجر سے آراستہ نیلم، عاج، پکھراج، لعل اور یاقوت شبنم اور موتی کی مخملوں میں چھپے ہوئے شگفتہ جسموں کے خاموش، شوخ شب خیز، بھرپور، ہفت رنگ نغموں کے آس پاس گریزاں، گریزاں، رقصاں رقصاں، رواں اور دواں جری دل بہادر، جانباز سپاہی جواں سال راجپوتوں کے ہاتھوں میں ہماری دی ہوئی مرصع بہاریں۔

(سکوت)

رفتہ ساعتوں کی ہزاروں حسین داستانیں یاد آرہی ہیں انھیں یاد کرنے دو جہاں آراء صرف ایک بار بس ایک بار۔ بانات آبی کے شبنمی لبادوں میں شفق رنگ صافے سنہری

روپہلی زریں قبائیں رعونت کی ہزاروں داستانیں یاد آرہی ہیں۔

(سکوت)

طلائی قبائیں۔

(سکوت)

ہمارے اشاروں پر زندگی کی حرارتوں، ہنگاموں اور مسرتوں اور موت کی خاموشی نیستی اور فراموشی بکھیرنے والے جانباز ساتھیوں کا کوئی پتہ نہیں۔

(سکوت)

مغرور سروں پر طلکار طروبش چوڑے خود پسند سینوں پر فولاد رومی کی زرہیں۔ سجارے ہوئے سپاہیوں کا کوئی پتہ نہیں۔ جگردار، جانباز، افغان، نڈر، ترک زادے سبک گام گھوڑے کی باگیں سنبھالے ہوئے راجپوت اب ہمارے اشاروں سے آگے بڑھ کر اورنگ زیب کا سر کیوں نہیں اُتار دیتے، کہاں ہیں سمرقند اور قفقاز، قندھار اور قازان اور ایران اور کابل کے مردان قلعہ شکن کہاں ہیں آگ اور طوفان بربادی اور تباہی کے سرخ سیارے گرد باد اجل، نیست اور نابود کرنے والے اسپان تازی سواراں چار آئینہ بند گھوڑوں سے گھوڑے ملائے عنانیں اُٹھائے جہاں در جہاں، خیل در خیل، قشوں در قشوں ذیل در ذیل۔

(سکوت)

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ قلب اور بازو۔ ساقہ اور کمیں گاہ کی چمک اور دمک چودہ صفوں کی سجاوٹ اور تخت وطاؤس کا رنگ و نور کہاں تاریکیوں میں گم ہوگیا۔ آخر یہ سب کیا ہوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ عصاہائے زریں لئے وہ خاص بردار شاہی گراں تاگراں غول درغول قدم سے قدم اور کاندھوں سے کاندھے ملانے والے علم دار ہمارے اشاروں پر

جھنڈوں کے جلوے دکھانے والے بادلہ پوش نقارچی طبل طغرل پر چوب لگانے والے اب کہاں ہیں کمربند، یاقوت و نیلم سے آراستہ موتیوں سے مرصع عنانیں، رخشاں و درخشاں چہرے مردمان جنگ آزما۔

(سکوت)

کچھ پتہ نہیں۔ بناگوش میں سونے چاندی کے جھمکے سروں پر جواہر فشاں کلغیاں عطر و عنبر میں ڈوبے ہوئے جسم زر و سیم کی پاکھریں گجریاں، دلربا چار جامے، عناں بر عناں، شہ سواران والا مراتب کے سر پر اب ہمارا عمامہ نہیں، ہم شہنشاہ دوراں تھے ہماری آمد کا اعلان ملکوں ملکوں کے باجے کیا کرتے تھے، جوانان چشم کے جلو میں رواں و دواں دکھنی راہواروں پر راجوں کا جلوس ہمارے رحم و کرم کا محتاج تھا۔

(سکوت)

عود و سوزوں آگے آگے ہماری آمد کا اعلان کرتے تھے احدیوں، چوبداروں، ندیموں خواصوں، نقیبوں کی صداؤں سے لوگوں کے دل دہل جاتے تھے، یہ سامان و خدام تو مین و تخت و دستور و دیوان

اور اب

(طویل سکوت)

(وقفہ)

(غمگین نغمہ)

(وقت گزرنے کی کیفیت)

(آواز رفتہ رفتہ دور ہو جاتی ہے)

(روشنی مدھم ہو جاتی ہے)

جہاں آراء۔ شہنشاہ گیتی ستاں! ظل سبحانی

(سکوت)

لگتا ہے ظلّ سبحانی کی آنکھ لگ گئی ہے۔

شاہ جہاں ۔ ہوں۔

جہاں آراء ۔ رات زیادہ ہو گئی ہے۔

شاہ جہاں ۔ ہوں۔

جہاں آراء ۔ چلیے خواب گاہ چلیے۔

شاہ جہاں ۔ نہیں میری کوئی خواب گاہ نہیں۔

جہاں آراء ۔ ظلّ سبحانی۔

شاہ جہاں ۔ غم کی داستان کتنی طویل ہے۔ کہتے کہتے نیند آگئی۔

(سکوت)

غم کی داستان نیم شب آسمانوں پر نیند کا خمار طاری ہے ستاروں کی خوابگاہوں پر ازلی سکوت اور گہرا، کھنچتا چلا آتا اور رکتا ہوا سناٹا بڑھتا جا رہا ہے۔ آسمانوں کی قندیلیں ایک ایک کر کے بجھ رہی ہیں۔

جہاں آراء ۔ ظلّ سبحانی، کس قدر افسردہ ہیں۔ زندگی ہے کیا اس کی وسعتوں کو سوچ کر انسان خود اُداس ہو جاتا ہے۔

شاہ جہاں ۔ زندگی ختم ہو رہی ہے۔ خزاں واپس جا رہی ہے۔ شورِ بہاراں قریب ہے اب خوفِ دام اور خوفِ رنگ و بُو ختم ہو جائے گا۔

جہاں آراء ۔ ظلّ سبحانی ۔ بھری دنیا کی یہ تنہائی کس قدر اذیت و کرب کا باعث ہے۔

شاہ جہاں ۔ ہاں بیٹی ۔ رازِ نشاط سمجھ میں آرہا ہے۔ نگاہِ نازِ یار کی جھکی ہوئی زلفوں کی قسم رازِ نشاط سمجھ میں آرہا ہے۔

(سکوت)

جہاں آراء ۔ زندگی کو سوچ کر انسان اداس ہو جاتا ہے۔

(سکوت)

دھواں اٹھا ! دل بجھا !

شاہ جہاں۔ ڈوبتا جا رہا ہے، دل ڈوبتا جا رہا ہے، کسی ایک رنگ پر قرار نہیں۔

جہاں آراء۔ یہی زندگی ہے جہاں پناہ ! حیاتِ عشق کی گہرائیوں میں دل ڈوبتا جا رہا ہے اور زندگی کے سات رنگ نمایاں ہوتے جاتے ہیں۔

شاہ جہاں۔ بیٹی۔

جہاں آراء۔ بیکسوں کا سکوتِ غم عالی جاہ اس سکوت میں کس قدر ہنگامہ ہے کسی ایک رنگ میں قرار نہیں۔

شاہ جہاں۔ ہاں بیٹی۔ میں جا رہا ہوں۔ میری روح برقِ تپاں مائل پرواز ہے۔ غبار راہ نجوم کی طرف تمام خیال وجمال وجلال کے ساتھ، نگاہوں کے گم شدہ شراروں کی طرف دل کے اُٹھتے ہوئے غباروں کی طرف، عدم حیات کے سکوت آخر کی طرف دردِ دل کی منزل جاوداں کی طرف خلش سوز نہاں کی طرف شادی وغم سے بہت دور منزل نامعلوم کی طرف فراق اور وصال کی الجھنوں سے دور کاروان اہل جنوں کی گرد راہ کی طرف۔

جہاں آراء۔ ظلّ سبحانی کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ حضور کی باتوں میں کس قدر انتشار ہے اور کس قدر بے ربطی۔ دل ڈوبا جا رہا ہے۔ خدا حضور کی عمر دراز کرے۔

شاہ جہاں۔ وسعت بیکراں۔ سکوت راز۔ نشۂ عشق۔ خمار رنگ و بو۔ رنگ آرزو۔ دیدو دیدار رخ وگیسو کے شبستانوں کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے قدموں سے فصل گل بیدار ہے۔

جہاں آراء۔ ظلّ سبحانی۔

شاہ جہاں۔ ہم خود اپنے غمگسار نہ ہو سکے یہی ہمارا سب سے بڑا غم ہے۔ بزم تصوّر میں ممتاز کو سجا کر محفل نشاط میں غم کا ساز جگا کر رشک خزاں کی قسم کھائے ہوئے عرفان کی

منزلوں کی طرف ناکام و محروم جا رہے ہیں، کچھ پتہ نہیں سفر اور منزل کا، رموز زماں و مکاں کا، خوف و ہراس طاری ہے اور اس کے رحم و کرم کے منتظر ہیں۔

جہاں آراء۔ عالی جاہ!

شاہ جہاں۔ نہیں نہیں۔ تخت و تاج کا انسان صرف غبار ناتواں ہے جو خود اٹھتا ہے اور خود برباد ہوتا ہے۔

(سکوت)

شکیب و قرار نہیں، سکوت دوام نہیں، ہر گام، ہر منزل، ہر قدم پر یہی احساس ہے زماں اور مکاں ساکت اور خاموش ہیں اور یہ فریب نظر ہے۔ کچھ نہیں یہ غبار ناتواں بے رنگ بے آواز صداؤں سے بستا ہوا بے در و دیوار زنداں ہے۔

(سکوت)

رنگ محفل ختم ہوا۔ شام غربت صبح منزل کو کیوں روؤں سکون و اضطراب کہاں ڈھونڈوں۔ روشنی اور تاریکی کا ماتم کب تک، شکستہ ساز کی تقدیر ساز، رنگ و بو خزاں نے اپنے شوخ دامن سے لالہ و گل، شاخ و برگ پھیکا ہے۔

(سکوت)

کارساز رنگ و بو کا یہ کارخانۂ عالم، رنگِ آخر کے قریب کبھی نہیں پہنچے گا۔

جہاں آراء۔ ظلِ سبحانی۔ انسان ہی مسافر، انسان ہی منزل اور انسان ہی راہ ہے۔

شاہِ جہاں۔ ویران دل، شوریدہ سر، ژولیدہ مو، آشفتہ جگر، حیران نظر، انساں ہی مسافر انسان ہی منزل اور انسان ہی راہ ہے، کیا مذاقِ زندگی ہے۔ سب کچھ سمجھ کر شاد کام رازدانِ نشاط، غم آشنا دل، صد پیچ و تاب کے ساتھ اپنے ہی رنگ میں ڈوب رہا ہے۔

جہاں آراء۔ یہ سب کیا ہوتا جا رہا ہے۔ آبا حضور سمجھ میں نہیں آتا کیا ہونے والا ہے۔

شاہ جہاں۔ تاخیر موت سے انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ بار جہاں اب نہیں اُٹھتا۔ گیسوئے شام غم کی قسم روز روشن میری تقدیر سے ڈوب گیا۔ اب نہ تخت و تاج ہے اور نہ وصال و فراق، نہ جمال ہوش ربا، تمام تر قول وقسم کی گم شدگی سے بے قراری اور اُداسی ہے، اس تنہائی میں کوئی مونس وغمخوار نہیں۔ اس حریم غم میں صرف سوزوساز اور فراق یار کی تپش اور الجھن ہے، سکوت قرب سے تنگ، بیقرار دل کے پاس آرزوئے وجود و عدم اور گرد راہ سفر کے سوا کچھ اور نہیں۔

(سکوت)

اُداس موسیقی

(طویل سکوت)

(وقت گزرنے کی کیفیت)

جہاں آراء۔ ظل سبحانی!

(سکوت)

لگتا ہے ظل سبحانی کی آنکھ لگ گئی ہے۔

شاہ جہاں۔ وہ کون آرہا ہے۔

جہاں آراء۔ کہاں!

شاہ جہاں۔ وہ سامنے

جہاں آراء۔ سامنے کہاں ظل سبحانی۔ کوئی بھی تو نہیں ہے۔

شاہ جہاں۔ وہ سامنے۔ کیفِ جمال دید میں انتظار کا حکم طویل عالم لئے۔ قدموں میں بزم سجائے اور بزم طرب گاہ میں گردش روزگار کا غم انگیز جام لئے وہ چشم سیاہ کار کون ہے درد فراق اسکی آنکھوں میں روشن ہے۔ تاب نظر نہیں۔ ذوق نظر نہیں تابشِ بے قرار لئے وہ کون ہے۔ سکون دل میں قیامتوں کو جگا گر وہ زنگِ نگاہ

لئے کون ہے - پیام زیرلب نغمۂ کائنات جاری و ساری نظروں کی روشنی میں
عالم حیات کا یقین لئے نام بہار و خزاں وہ کون ہے۔

جہاں آراء۔ (روتے ہوئے) کوئی بھی تو نہیں۔
نگاہ شوق، کاروان دل، منزل دوست کے قریب اٹھتا ہوا غبار ناتواں ساز
نوائے راز، معنی رنگ و بو، گل برق جمال اور سوز فراق بنام جلوہ گاہ وصل
جمال دل لئے وہ کون ہے۔

(سکوت)

زندگی کا دردسر کب تک ۔ امید برگ و حیات کب تک ۔ خیال زلف و رُخ کبتک
دیار حُسنہ کی شام و سحر کب تک ۔ عنایت کرم، لطف آخر کب تک ۔ چارۂ زخم
جگر لئے وہ کون ہے ۔ بے خودئ درد دل، منظر رقص شرر کب تک ۔ رنگ
آخر کا تاثر نظر لئے وہ کون ہے۔ صبح جاوداں قریب ہے۔ شام سے سحر
ڈوب جائے گی ۔ ایام فرقت کی درازی دھوکا ہے۔

(سکوت)

علاج درد دل ہوتا ہی نہیں ۔ نگاہ کارگر کی کاوشیں لئے وہ کون ہے خون
دل جگر ہو چکا ہے۔

(سکوت)

طاقت پرواز حد مجبوری کا نام ہے۔

(سکوت)

طاقت پرواز حد مجبوری کا نام ہے۔

(سکوت)

جہاں آراء۔ ظل سبحانی !

شاہ جہاں۔ وہ کون ہے جو ادھر کی طرف آ رہا ہے۔ جمالستان عالم آنکھوں میں جاگ رہا ہے۔ جلوۂ مہر و ماہ و انجم اس کی پیشانی سے بکھر رہے ہیں۔

(سکوت)

افسردہ نگاہ گرم و تیز۔ سکوت راز ہنگامہ اور سکوت۔ رازِ زندگی وہم و گماں

(سکوت)

حیات وہم و گماں

(سکوت)

حیات وہم و گماں

(سکوت)

(وقت گزرنے کی کیفیت)

جہاں آراء۔ ظلِ سبحانی

(سکوت)

معلوم ہوتا ہے ظلِّ سبحانی کی آنکھ لگ گئی ہے۔

شاہ جہاں۔ کون۔

جہاں آراء۔ ظلِّ سبحانی

شاہ جہاں۔ جہاں آراء۔ سکوت میں سکوت گم ہو رہا ہے۔ تمام ہنگاموں اور آرزوں کے ساتھ میں سکوت حیات میں گم ہو رہا ہے۔ زمین سے ماہ و انجم تک سکوت کے مینار کے مینار اتھاہ گم شدگی۔ چراغوں کی پلکوں میں سکوت۔ انسانی پلکاروں میں سکوت۔ آدھی رات کا جادو جاگ رہا ہے۔ سکوت کے ہنگاموں کے ساتھ حیات آخر دلہن نو کی طرح حیا کے پاؤں سے بے جھل ہے۔ آنکھوں میں خواب جگکرے ہوئے ہم نے آسمانوں کی طرف دیکھا۔ خم آسمان سے شراب

سکوت فضائے نیم خب میں بہہ رہی ہے۔

(سکوت)

سانس لیتی ہوئی خاموش کائنات، افسردہ کائنات، سکوت زدہ کائنات، شب ماہ پر سکون، پراسرار اور اداس، آسمانوں کے آنسوؤں میں نہایا ہوا، غم کے لبادوں میں بے تاب ستاروں کا سہاگ نرم نرم ہوا کے نیلگوں جھونکے۔

(سکوت)

دھواں دھواں تمام جہاں دھواں دھواں۔ نم دیدہ دھواں۔ بیرنگ نیم خوابیدہ رات کی بیرنگ مسکراہٹوں کا دھواں

(سکوت)

سب کچھ ختم ہو رہا ہے۔ پھر بھی وقت کی سانسوں میں حرارت اور قوت ہے۔

(سکوت)

رخصت زیست آمد حیات آخر رنگ دوام آ پہنچا۔

(سکوت)

سکوتِ نیم شب سے پاؤں کی افسردہ چاپ جاگ اُٹھی۔ آدھی رات کا جادو لئے یہ کون آ رہا ہے۔ حیات تمام خستگی اور ماندگی، تمام خستگی اور ماندگی دورِ حیات۔

(سکوت)

غم کی داستان نیم شب۔ آسمانوں پر نیند طاری ہے۔ ستاروں کی خوابگاہوں پر سکوت پھیلا ہے۔ رات ڈھلتی جا رہی ہے۔ وجدِ حیات میں تمام کائنات وحیات خود فراموش ہے۔ موت خود روشنی ہے۔ افلاک خود گوش بر آواز ہے۔ بوئے گیسوئے یار دہ ماندگی کی اونچی لہروں پر بہتی ہوئی ہمارے قریب ہے وقت سفر آخر پہونچا۔

(سکوت)

موت خود روشنی دکھاتی ہے۔

(سکوت)

اب نگاہوں کا وقفہ ختم ہونے کو ہے۔ وقت کی سانسوں میں حرارت اور قوت ہے۔ رخصت زیست آمد حیات آخر، رنگ دوام آپہونچا

(سکوت)

(گہرا سکوت)

(طویل سکوت)

وقفہ

(وقت گزرنے کی کیفیت۔ اداس تر موسیقی)

جہاں آراء۔ ظلّ سبحانی!

(سکوت)

ظلّ سبحانی!

(سکوت)

ظلّ سبحانی! معلوم ہوتا ہے ظلّ سبحانی کی آنکھ لگ گئی ہے۔

(سکوت)

(گہرا سکوت)

اُداس موسیقی

(اُداس ماحول)

غروب